

# نئے مسائل اور علماء ہند کے فیصلے

**ایفا پبلیکیشنز**

۱۶۱ - ٹیف ہونڈہائی، جواہر نگر، نئی دہلی - ۱۱۰۰۲۵

## فقہ و سنت

۱۴	قاضی مجاہد الاسلام نائکؒ	جوش الفخار:
۱۵	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	ابتداءً:

۳۶-۱۷	<b>اصول فقہی مسائل:</b>	
۱۹	۱- فقہی اختلاف کی شرعی حیثیت	۱
۲۱	۲- ضعیف احادیث کے احکام	۲
۲۳	۳- شریعت میں ضرورت و حاجت کی رعایت اور اس کے حدود	۳
۳۶	۴- شریعت میں عرف و عادت کا اعتبار اور اس کے اصول و قواعد	۴

۸۶-۳۷	<b>عبادہ الہی مسائل:</b>	
۳۹	۱- اعتدال ماہیت اور طہارت و نجاست و حلت و حرمت پر اس کا اثر	۱
۴۱	۲- مسجد کی شرعی حیثیت	۲
۴۳	۳- حج و عمرہ کے مسائل	۳
۴۸	۴- اوقاف سے متعلق مسائل	۴
۵۵	۵- زکوٰۃ میں مہیاوی حاجت	۵
۵۶	۶- زین (ترش) کی زکوٰۃ	۶

- ۷۔ تجارت میں پیشگی دی ہوئی قیمت اور کرایہ و مکان و مکان میں  
 ۵۸ دکن کی لپوٹے کی رقم پر زکوٰۃ
- ۸۔ ہیرے و جواہرات پر زکوٰۃ  
 ۶۰
- ۹۔ پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ  
 ۶۳
- ۱۰۔ خدوسہ کے سفرۃ و صلیبیں اور مستعم کی حیثیت  
 ۶۴
- ۱۱۔ اموال خدوسہ پر زکوٰۃ  
 ۶۵
- ۱۲۔ کمیشن پر زکوٰۃ کی وصولی  
 ۶۶
- ۱۳۔ مال حرام کی زکوٰۃ  
 ۶۷
- ۱۴۔ اموال زکوٰۃ کی سرمایہ کاری  
 ۶۹
- ۱۵۔ فی سبیل اللہ سے کیا مراد ہے؟  
 ۷۱
- ۱۶۔ عشری ذراچی اراضی  
 ۷۳
- ۱۷۔ اراضی خراج کا طریقہ اور خراج سے سرکاری محصول کی منہائی  
 ۷۶
- ۱۸۔ زمینی پیداوار، درخت و بنجر یوں پر عشر  
 ۷۹
- ۱۹۔ مزارعت (ہنائی) والی کاشت پر عشر  
 ۸۰
- ۲۰۔ عشر سے اثراجات مزارعت کی منہائی  
 ۸۱
- ۲۱۔ کھانا، مچھلی و بریشم پر عشر  
 ۸۲
- ۲۲۔ مکان و چھت، گرد و پیش کی اٹکاؤں و اراضی اور اراضی اوقاف پر عشر  
 ۸۴
- ۲۳۔ وقف  
 ۸۵
- ۲۴۔ زکوٰۃ جمار

## سہ ماہی مسائل :

۱۰۶-۹۷

- ۱- نکاح میں لڑکی باؤ کے اور اولیاء کے اختیارات
- ۲- نوں بہ بیٹا کا فرسنگہ اور انٹرمیٹ سکول میں لکات
- ۳- جبری نکاح
- ۴- نکاح میں کنڈ
- ۵- فقہ نکاح میں شرائط کی فقہی ایشیت
- ۶- میر کا شری تمام
- ۷- مطولہ جہیز شریعت کی نظر میں
- ۸- دولت شہر کی خلاق
- ۹- خواتین میں میراث
- ۱۰- موسم و غیر موسم تعلقات

## سہ ماہی مسائل :

۵۲ ۱۰۷

- ۱- جد علی ذرائع اہلش کے ذریعہ حقوق و حالات
- ۲- سرکاری نوے کی شریعت ایشیت
- ۳- آئیڈیوٹریڈ فرمٹ
- ۴- مقدمہ کے شریعتی اصول
- ۵- حقوق کی فقہی ایشیت
- ۶- تہذیبی حقیقت اور اس سے متعلق احکام
- ۷- پانی میں رہتے ہوئے چھوٹی کی ذریعہ و مدت

- ۶۳ - ۸ - شینار ابران کی شریعہ و فروعیت
- ۱۲۶ - ۹ - نمیشوں کے شینار
- ۱۲۷ - ۱۰ - چکری کی شریعت
- ۱۲۹ - ۱ - بینک انڈیا
- ۴۰ - ۱۲ - تجارتی - دو
- ۱۳ - ۱۳ - بدھ مت کے شینار میں شریعت کا حکم
- ۱۳۷ - ۱۴ - وہنوں کی رسمیں کا: وہنار جادو
- ۱۳۹ - ۱۵ - سوو
- ۲۰ - ۱۶ - سماجی و لیاقتی ادارہ
- ۱۴۱ - ۱۷ - سماجی بنکاری
- ۱۳۵ - ۱۸ - نجی - سودی ادارہ کی سووئیاں
- ۱۳۹ - ۱۹ - غیر سودی بینک
- ۱۵۱ - ۲۰ - بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ
- ۲ - ۲۱ - شینار برکٹ

### ضمیمہ مسائل :

۶۸-۱۵۳

- ۵۵ - ۱ - الی اغا قیات ابرانہو . کے قاضی
- ۱۵۷ - ۲ - شریعت و لادیت
- ۱۵۹ - ۳ - غرضاء کی بدعت کاری
- ۶ - ۴ - یڈر
- ۶۳ - ۵ - کوئٹہ

- ۶- جامین ۱۶۴
- ۷- الکحل ۱۶۵
- ۸- میزیکل انشورس ۱۶۶
- ۹- جھک ٹسٹ ۱۶۷
- ۱۰- ڈی این اے ٹسٹ ۱۶۸
- ۱۱- دماغی موت ۱۶۹
- ۱۲- پتھیریلا ۱۷۰

۱۸۰-۱۸۹

### جدید آلات و ذرائع:

- ۱- انٹرنیٹ اور جدید ذرائع اطلاع کا استعمال ۱۷۱
- ۲- دُخ کے مسائل ۱۷۲
- ۳- مشینی ذبح ۱۷۳

۱۹۰-۱۹۱

### متفرق مسائل :

- ۱- اعلامیہ برائے اتحاد امت ۱۸۰
- ۲- دنیا و عصری اداروں کے طلبہ ۱۸۱
- ۳- وطنیہ طلبہ ۱۸۲
- ۴- اسلام اور امن عالم ۱۸۳





میں نئی حقیقت نے نئے مسائل کھڑے کئے۔ جو لوگ اسلام پر چلنا چاہتے ہیں اور شریعت کو اپنی معیشت، تہذیب اور زندگی کے وجہ سے میدانوں میں دھیر رہا، امت قرار دے کر زندگی گزارا۔ پڑھتے ہیں ان۔ کہہ سامنے ایسے ٹیکوں، حالات پیدا ہو رہے ہیں جن۔ کہہ بارے میں وہ علماء و صحابہ فہمائی صرف رہو کر رہتے ہیں اور زندگی کے طلب ہیں۔ دوسری طرف الفہم پر مع فقہیتوں کا فقدان ہو گیا جو علم و تحقیق کی جو وہ ان مسائل کو حل کر سکیں۔ وہ دن کا حق فتویٰ بھی مسلم معشرے میں قابل قبول ہو۔

اس لئے ضرورت تھی کہ ایچ جی ٹی فکر و خیال ڈالی جائے جو علماء و صحابہ دانش باہمی جو دل و خیال۔ کہہ یہ ان مسائل کا ایسا حل نکالیں جو عمل شریعت سے ہم آہنگ نہ ہو اور فکر و شہادت سے پاک ہو۔

یہی وہ مقصد تھا جس کے لئے ”مجمع الفقہ الاسلامی الہد“ کی ٹھیکس عمل میں آئی جس میں علماء اور فقہاء کے علاوہ ارباب علم و دانش، میڈیکل سائنس، حاشیت، حیات اور نفسیات۔ کہہ ہر مین کو بھی شریک دیا گیا ہے۔ اور خوشی کی بات یہ ہے کہ اس علمی اور تحقیقی عمل کی آم زر پر حشمت ہندوستان سے باہر بھی فی جانے لگی ہے۔

**(قاضی) مجاہد الاسلام قاسمی**

مؤسس و مدیر مجمع الفقہ الاسلامی (پنجاب)





## ایکسانیت

[illegible]

جہاںچہ اس آئینہ کے تحت پے تک **۱۰** اٹھایا گیا۔ **۱۱** منہ سے جو کچھ پڑا، **۱۲** تین سہا

بحیثیت ۵۰ مسائل پر غور کیا گیا ہے، ان سمیناروں کی تجاویز ”اہم فقہی فیصلے“ کے نام سے طبع ہو چکی ہیں، خیال ہوا کہ ان تجاویز کو اگر فقہی ترتیب کے مطابق شائع کیا جائے تو لوگوں کو استفادہ میں زیادہ سہولت ہوگی۔

چنانچہ ترتیب نو کے ساتھ یہ فیصلے شائع کئے جا رہے ہیں، اللہ کو شکر کی جائے گی کہ آئندہ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے متعلق تجاویز کو الگ الگ ہدف کی شکل میں شائع کیا جائے، اور لوگوں تک پہنچایا جائے، تاکہ لوگ اپنی ضرورت کے لحاظ سے استفادہ کر سکیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیڈمی کے مؤسس حضرت قاضی صاحبؒ کے درجات بلند فرمائے اور ہم لوگوں کو اس لائق بنائے کہ ان کی اس چھوڑی ہوئی دینی و ملی امانت کی نہ صرف یہ کہ حفاظت کریں، بلکہ اس کے مزید دوام و استحکام کا ذریعہ بنیں، واللہ التوفیق۔

خالد سیف اللہ رحمانی

(خادم اسلامک فقہ اکیڈمی، امرٹا)

۵ مارچ ۲۰۰۷ء مطابق ۱۲ افر ۱۴۲۸ھ

# اصولی مسائل

## فقہی اختلاف کی شرعی حیثیت \*

۱۔ احکام شرعیہ کے دائرے میں منصوص اور غیر منصوص، منصوص سے مراد وہ احکام شرعیہ ہیں جو کتاب و سنت میں مذکور ہیں، اور غیر منصوص سے مراد وہ احکام ہیں جن کا تعلق امر مجتہدین اور فقہاء امت کے اجتہاد و استنباط سے ہے۔ بلاشبہ امر فقہاء کے اجتہادات و استنباطات اور ان کا فقہی ذخیرہ عام راستہ یعنی سہرا یا شرعیات عامہ یہ کاغذ ہے۔

۲۔ امر مجتہدین کے درمیان مسائل میں جو اختلاف رائے ہے وہ اختلاف حق و باطل نہیں ہے بلکہ مختلف فیہ مسائل کی ایک بڑی تعداد وہ ہے جن میں افضل، غیر افضل، راجح، غیر راجح کا اختلاف ہے، باقی مسائل میں اختلاف کی نوعیت یہ ہے کہ ایک رائے صواب و احتمال خطا اور دوسری رائے خطا و احتمال صواب پر مشمول ہے۔

۳۔ مگر جو کتاب و سنت اور دلائل شرعیہ سے واقف نہیں ہے، ان کے کہنے پر عمل کرنا یہ ہے کہ وہ کسی معتد و مقتد عالم دین سے مسئلہ شرعی معلوم کر۔ کہ ان پر عمل کرے۔ وہی طریق شریعت پر عمل جو قرآن و حدیث سے اخذ کیا جائے گا۔

۴۔ امر مجتہدین کی آراء پر عمل کرنے والے مختلف جماعتوں یا افراد کا ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا ان کا بڑا سلیقہ کی بات کرنا ان کے فقہی استنباطات کو تسخیر کا نشانہ بنانا قطعاً حرام ہے۔ ورنہ کسی مسئلہ ان کے لئے دنیا و آخرت میں جنت و جہنم کا سبب بنے۔

۵۔ اختلافی مسائل میں سلف صالحین کی روئیں رہا ہو، اہل و احقرام، ایک دوسرے کے مقام منصب نظر رکھتے اور ان کے علوم و معارف کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھنے کی رہی ہے، ان حضرات نے علمی مباحثات میں ان آداب کی پوری رعایت کی ہے، بلاشبہ سلف صالحین کی روئیں ہمارے لئے مشعل راہ ہے، اگر دامت کی قوم داری ہے کہ اسی روئیں کو اختیار کریں اور اختلافی مسائل میں رہا اعتدال پر چلیں۔

۶۔ اگر حقیقت اور حالات کی تحدید ملی سے معاشرہ کسی مشکل صورت حال کا شکار ہو اور اندر مجتہدین کی فتویٰ آراء میں سے ایک پر عمل حرج اور دشواری کا باعث ہو اور دوسری فتویٰ رائے پر عمل سے یہ حرج دور ہو جائے تو ایسی صورت میں علما و مفتیان جو اسباب وراثت و فتویٰ اور اسباب علم و فہم ہوں ان کے لئے دوسری رائے پر فتویٰ دینا جائز ہے جو باعث دفع حرج و اہستہ اس طرح کے مسائل میں افراوی خود پر فتویٰ دینے کے بجائے اجتہادی طریقہ اختیار کیا جائے۔

۷۔ ایسے مسائل جن میں مستند علماء و مفتیان کی ایک جماعت عدول کی ضرورت سمجھے اور مسئلہ مجتہد فید میں ایک خاص فتویٰ رائے کو دفع حرج کے لئے اختیار کرے اور اس پر فتویٰ دے اور دوسری جماعت اس سے اختلاف کرے اور اس فتویٰ رائے کو اختیار کرنے کی ضرورت محسوس نہ کرے، ایسی صورت میں عام لوگوں کے لئے اس رائے پر عمل کرنا جائز ہے جس میں عدول کر کے سہولت کی راہ اختیار کی گئی ہے اور اسی پر اقامہ کے لئے اس رائے پر بھی فتویٰ دینا جائز ہے۔

## ضعیف احادیث کے احکام \*

۱۔ اس موضوع پر غور کر۔ قرآن و تفسیر میں نتیجہ پر پہنچا ہے کہ نئی زمانہ اہل علم کہ یہاں اس باب میں اخطا و غریبا پائی جاتی ہے۔ بعض معمرات کا حال یہ ہے کہ انہوں نے ہر قسم کی معتبر یا معتبر روایات کو صحیح ۲۰ بیت روایات کا درجہ دے رکھا ہے جو کسی بھی طرح ”من کذاب علیٰ منعمنا فلینبوا مقعدہ من النار“ کے تحت مطلوبہ احتیاط سے ہم تک نہیں۔ دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو محض کسی حدیث کے سند کے اعتبار سے ضعیف ہونے کی وجہ سے اس کو یکسر ناقابل اعتبار اور لائق روکھتے ہیں، حالانکہ ضعیف احادیث بھی بعض مواقع پر مقبول ہیں، اور حدیث کا سند کے اعتبار سے ضعیف ہونا اس کے متن و مضمون کے مردود و مقبول ہونے کو متکثر نہیں۔

۲۔ جو روایات موضوع ہیں وہ قطعاً غیر معتبر ہیں، نہ ان سے استدلال کی گنجائش ہے ورنہ ان کے موضوع ہونے کی صراحت و وضاحت کے بغیر ان کو نقل کرنا جائز ہے۔ البتہ اگر کسی سند میں واضح حدیث راوی آجائے تو جب تک متن حدیث کے دوسرے طرق کی تحقیق نہ کر لی جائے محض اس سند کی وجہ سے حدیث کے متن و مضمون کو موضوع قرار دینا درست نہیں، کیونکہ ممکن ہے کہ کسی ایسی سند سے بھی یہ متن مقبول ہو جس میں واضح حدیث راوی نہ آیا ہو۔

۳۔ اگر کسی حدیث کو مستند و قیاساً و وجہاً بن اور محدثین نے بطور استدلال نقل کیا ہو یا اس

۱۰ عمادین دینی (پبلشرز شریف پور) تاریخ ۲۹ ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ ۲۰۲۰ء مطابق ۱۷-۱۹۔  
پریل ۱۹۵۵ء۔

روایت پر عمل نہ کرنے کا حکم دیا تو یا اس حدیث کو رد کرنے کے بجائے اس کے متن میں تاویل کا راستہ اختیار کیا تو وہ خطاب اعتبار معنی کے بجائے ”معنی متعین کیا تو یہ“ کی تاویل ہے۔

۴۔ تلمیحات قبول کی وجہ سے سند ضعیف احادیث بھی مقبول کا درجہ حاصل کر لیتی ہیں۔

۵۔ تلمیحات قبول کے علاوہ احادیث صحیحہ سے اور صحابہ کے فتاویٰ سے مطابقت نہ ہونے پر بھی احادیث ضعیفہ درجہ اعتبار حاصل کر لیتی ہیں۔

۶۔ جن احادیث کے روایات متکثر ہوں اور متفق نہ ہوں۔ لیکن راوی کے تحت ضعیف کے باوجود روایت ضعیف ہو۔ ان کے لئے ائمہ طرق مفید ہے، اور ایسی روایت ”حسن الخیر“ کے درجہ میں آجاتی ہے، بشرطیکہ اسے طرق میں بھی راوی چغت ضعیف ہی کی نسبت ہو نہ کہ مذہب فتنی ہو۔ ایسی ضعیف حدیثیں جو وہابی قصاص ثابت سے متعارض ہوں یا جن میں ضعیف راوی کے متکثر ہوں یا متفق نہ ہوں تو یہ نہ ضعیف ہیں معتبر ہیں اور نہ احکام میں۔

۷۔ ترغیب و ترہیب میں ضعیف روایات معتبر ہیں، بشرطیکہ ان میں ضعف شدید نہ پایا جاتا ہو، اور وہ شریعت کی کسی اصل کام کے تحت آتی ہوں، اور ان پر عمل نہ کرتے ہوئے اس میں بیان کئے ہوئے ثواب و عقاب کی امید تو رکھی جائے لیکن یقیناً جازم نہ ہو۔

۸۔ مویہ و منعی احکامات کو، جیسے جوئے مناسب ہے کہ اہل علم اپنی تحریر میں اور فقہیروں میں صحیح و ثابت احادیث کے نقل کا اہتمام کریں، اور جہاں ایسی ضعیف حدیثیں پیش کرتی ہوں، ان میں مناسب انداز پر ایسی حدیث کا درجہ اور مقام بھی واضح کریں۔ تاکہ ضعیف و بے اصل روایات کے نقل کرنے کا چلن نہ ہو جائے۔

۹۔ ایسی احادیث جو سند کے اعتبار سے ضعیف ہوں۔ لیکن ان میں ضعف نہایت ضعیف نہ ہو، کی وجہ سے یہ کہ نقد ان نہ اس کی وجہ سے، اور کسی نص صحیح و ثابت سے متعارض نہ ہوں، ان

سے احتیاطی احکام ایسی کراہت و انتہاب ثابت کئے جاسکتے ہیں۔

۱۰۔ نیز جن احکام میں کوئی دوسری دلیل شرعی موجود نہ ہو، ان میں ایسی ضعیف شواہد

احادیث سے دیگر احکام بھی ثابت کئے جاسکتے ہیں۔ ایسی احادیث حلیت غیر منصوصہ پر مبنی قیاس سے اول ہیں، لیکن جبہ و رملف کا مسلک ہے۔

نوٹ: مولانا عبداللہ جو لم صاحب کو شق ۹ اور ۱۰ سے اتفاق نہیں ہے۔



## شریعت میں ضرورت و حاجت کی رعایت اور اس کے حدود\*

اسلامی شریعت کا دائرہ کسی زمانہ یا ملک کا دم تک محدود نہیں ہے، بلکہ قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کے لئے اسلامی شریعت پر عمل کرنا واجب ہے، اسلامی شریعت جس طرح ان ممالک کے لئے ہے، ان کی تمام اقتدار مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے، اسی طرح غیر مسلم ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے بھی لازم العمل ہے۔

دورِ حاضر میں حکومت کا دائرہ کار چند میدانوں تک محدود نہیں رہ گیا ہے، بلکہ زندگی کے تمام شعبوں کے بارے میں قانون سازی، منصوبہ بندی اور نگرانی حکومت اپنا فرض اور حق سمجھتی ہے، مغرب کے ممالک ہوئے غیر اسلامی نظام و ماحول میں رہنے والے کروڑوں مسلمان (خصوصاً غیر مسلم ممالک کے مسلمان) سخت محنت اور جنگی میں ہیں، بہت سے اسلامی احکام پر عمل ان کے لئے حکومت کے قوانین کی وجہ سے دشوار ہو گیا، اگر اسلامی احکام کو چھوڑتے ہیں تو ان کا دل انہیں ملامت کرتا ہے، آخرت میں باز پرس اور عذاب کا خوف ان کے لئے سوا بن روح بن جاتا ہے، اور اگر ان اسلامی احکام کی کمال پابندی کرتے ہیں تو انہیں تنیق اور جنگی میں جتا ہوتے ہیں، مردہ قوانین ان پر قدم نہیں لگاتے، جہاں زندگی کے بہت سے میدانوں سے انہیں دست کش ہوا ہوتا ہے۔

\* ساتواں مضمون (کھرات کا رخ) ۲۱-۲۹، ص ۱۲۱۵، ج ۱۱، ۱۲، دسمبر ۱۹۹۲ء، ۲۲، جنوری ۱۹۹۵ء۔

ان حالات میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ شریعت کے رفع حرج اور رفع غمہ و دورت و مضطر کے اصول کی روشنی میں ان بنیادی رہنما خطوط کی مثال دہی کر دی جائے جن کی بنیاد پر علماء و راہنما و روحانہ کے عمومی نظام و احکامات کے مسائل کے بارے میں صحیح فیصلہ سر نہیں تاکہ شریعت کے اصولی قواعد کی روشنی میں جن مسائل میں شرعی حواجز اور کھجانش موجود ہیں ان کے بارے میں امت مسلمہ کو صحیح و معمولی تفسیر و حرج سے نکالا جائے۔ شریعت کے بارے میں مسلمانوں کے لئے یہ بہت پیچیدگی ہے کہ اصول غمہ و دورت و حاجت کے بے محابا استعمال سے لاجائز امور و ہر گز ناجائز عین غمہ و دورت و حرج ہے اس کا سد باب بھی کیا جائے۔

اس سلسلے میں شرمائے سمینار پر اتفاق ضرورت: میں تجاویز منظور کرتے ہیں:

## مختصر بیان

۱۔ غیاء کی طور پر پانچ مصالح ہیں جن کا حصول ادوام شہ عید کا مقصود ہے۔ ان حیات و زندگی (شعبہ ۲) سے (آب و) نسل، عقل و مال کا تحفظ، جو امور ان مصالح کے حصول کے لئے اس قدر گزریہ و جامیں کہ ان کے فقدان کی وجہ سے ان مصالح کے فوت ہو جانے کا عین یا ممکن غالب ہو۔ موصوفت میں، موصوفت و موصوفت کے یہاں ایک مستحق اصطلاح ہے، جس میں "موصوفت" بھی، اصل ہے تاہم یہ اصطلاح یہ مقابلہ نقطہ اور کے عام و موصوفت مفہوم کی حامل ہے۔

۴- حاجت ایسی یقینیت ہے جس میں انسان ان مصالح و مفاتد کے حاصل کرنے میں ایسے قابل لحاظ مشقت و خرچ میں مبتلا ہو جائے جن سے بچاؤ اثر نیست کا مقصود ہے۔ البتہ فقہاء کے یہاں کبھی نہ ورت پر حاجت ہو، کبھی حاجت پر نہ ورت کا اطلاق کر دیا جاتا ہے۔

۳- نہ ورت و حاجت۔ نبی کا تعلق بنیادی طور پر مشقت سے ہے، مشقت کا ایک درجہ دو ہے جو تمام کی تمام شریعیہ میں لازم ہوتا ہے، اس کا اختیار تجدیلی نظام میں نہیں ہے، اور

مشقت کبھی اس درجہ شدید ہو جاتی ہے کہ اگر اس کی رعایت نہ کی جائے تو نہ شریعہ لائق ہو جائے نالائقین یا غالب غائب ہو۔ یہ نہ ورت ہے۔ کبھی اس سے کم درجہ کی مشقت ہوتی ہے۔ لیکن شریعت نے جس طرح کی مشقتوں کا انسان کو پابند کیا ہے وہ اس کے مقابل میں غیر معمولی ہوتی ہے، یہ کیفیت حاجت ہے۔ پس نہ ورت حاجت کی حقیقت میں بنیادی فرق مشقت کی ہی مزیا کی نظر ہے۔

۴۔ نہ ورت حاجت کے احکام میں بھی تقبیہ و تفریق بیان ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ نہ ورت کے ذریعہ ایسے منسوخی احکام سے بھی استثناء کی کنجاش ہوتی ہے جن کی ممانعت قطعی ہو اور جو بذات خود ممنوع ہوں۔ حاجت اور عمومی نوعیت کی نہ ورتوں کے ذریعہ عمومی احکام میں استثناء کی کنجاش پیدا ہوتی ہے جن کی ممانعت بذات خود قصود نہ ہو بلکہ وہ کی حرمت کے سبب اس کے لئے منع کیا جاتا ہے۔

۵۔ حاجت اور عمومی نوعیت کی نہ ورتوں کا عام نام پر اس میں چھٹا دیوں تو یہ نہ ورت کہہ درجہ میں آتی ہے، اور اس سے قصہ میں میں تخصیص، استثناء کی کنجاش ہو جاتی ہے۔

۶۔ نہ ورت حاجت کی بنیاد مشقت پر ہے اور مشقت ایک انسانی چیز ہے، اس لئے نہ ورت حاجت کی تعلیم میں طلاق مقام، احوال زمانہ لوگوں کی قوت برداشت، مسلم آشتی ممالک اور ان ممالک کے لحاظ سے جہاں مسلمان تقایم میں ہوں فرق واقع ہو سکتا ہے، اس لئے ہندوستان اور اس جیسے ممالک میں جہاں مسلمان اس موقف میں نہیں ہیں کہ قانون سازی کے نظام میں موثر کردار ادا کر سکیں نہ ورت حاجت کی تعلیم میں اس پہلو کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

۷۔ کسی امر کے بارے میں یہ متعین کرنا کہ وہ وجود و حالات میں نہ ورت یا حاجت کا درجہ رکھتا ہے، یہ نہایت مازک، احتیاط اور وثیق نظر کا مستقاضی ہے، اس لئے ہر عہد کے علماء و رباب اقامت و دائرہ بند ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے حالات کو پیش نظر رکھ کر طے کریں کہ اب کون سے



۳۔ اسلام اور اسلام کے ائمہ کی تعلیمات سے ہوں اور ان کی خلاف ورزی سے حق العید و تائید :  
یہ بھیسنا حق کل و ضل : اسلام دینی مسلم تو ایسی قرار دینا بھی جیسا :

الحمد لله الذي جعل في خلقه منافع لا يحصى، والحمد لله الذي جعل في خلقه منافع لا يحصى، والحمد لله الذي جعل في خلقه منافع لا يحصى.

یہ کہیں آپ تلف خمد و حق امجد نہ ملو گے کمال و ذرا تو اس کی رخصت  
 بصورتِ جنت بھی حاصل نہ ہوگی، اور اس کی عقل نہرا مہم نہ ہو۔



حضرات کی لڑائی میں قہر و کرم کی طرح کبھی کبھی حمایت بھی پیش آتی ہے۔ بہانہ بعضی حالات میں مانتا کہ وہ بہت سے ناختم مقام پر پہنچا ہوا ہے۔ البتہ اہل حق کے لئے کچھ ضروری ہے۔

اللہ کا جنت سے بہشتی حرمات کی لاپرواہی و غفلت سے قطعاً منع ہے۔ یہ طلبِ معرفت کا حصہ ہے۔

یہ دعا جس کی بطریق خاص ہی مشقت کو رفع کرنا مطلوب ہے، وہ مشقت و ایستہ ہے۔  
 کچھ دینی نہیں، اتنی دعا عام طور پر دنیا کی امانت اور شرف و عظام میں باقی چاتی ہے۔

یہ تفسیر محمد رسول اللہ کے لئے کوئی بیانات قرآن کے تحت سے جو وہ کہہ چکے تھے اور  
محققانہ طور سے نقل کیے ہو۔

۱۰ حاجیت سے پہلے جو قسم کا بیت ہو گا وہ بیکار۔ حاجت علی کا بیت ہو گا۔ علی سے غلام رہا۔  
۱۱ جو وقت ہو اگر اس کے لئے حاجت ہو تو ہو گا۔

جہاں تک ممکن ہو کر کے میں کوئی ایسا ہے یہ اعطفہ لازم ہے۔

## محور چہارم

لاحظ محظورات کے سلسلہ میں ضرورت معتبرہ کے لئے درج ذیل شرطوں کا پایا جانا

ضروری ہے:-

۱- ضرورت بالفعل موجود ہو، مستقبلاً میں پیش آنے والی ضرورتوں کا اندیشہ و خطرہ

معتبر نہیں۔

۲- کوئی جائز مقصد ورتہا دل نہ ہو۔

۳- ملاءکت جنسیات کا خطرہ یعنی ہویا منظور طس غالب ہو۔

۴- شرعائے کے استعمال یا ارتکاب سے ضرر شدید کا ازاد یعنی اور نہ استعمال کرنے کی

صورت میں اس کا قیود یعنی ہو۔

۵- بقدر ضرورت استعمال کیا جائے۔

۶- اس کا ارتکاب اس کے مساوی یا اس سے کسی بڑے مفسدہ کا سبب نہ بنے۔

## محور پنجم

۱- "ضرورت و حاجت" جس کی وجہ سے شریعت بہت سے احکام میں رخصت

و سہولت دیتی ہے اس کے پیچھے متعدد اسباب ہوتے ہیں، یہ وہ اسباب ہیں جن کو فقہاء و علماء

"اسباب رخصت" اور "اسباب تخفیف" کے عنوان سے ذکر کیا کرتے ہیں۔

معروف قول کے مطابق یہ اسباب سات ہیں:

سفر، مرض، اگر ادبسیان، چہل و سر و عموم بلوئی اور نقص۔

۲- "عرف و عموم بلوئی" پر مبنی ہونے والے احکام میں اکثر و بیشتر "ضرورت

حاجت اور "رفع حرج" کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ فقہی طور پر "عرف و عوم بلوغی" اور اس پر مبنی ہونے والے احکام کا اور دیکھنا صحیح ہے۔

## محرر چشم

۱- شرکاء سیدنا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی معاملہ میں عمومی حرج ہنگامی اور حاجت عامہ پیدا ہونے کی صورت میں بعض اوقات ایسے ضرورت و اضطرار کا درجہ پیدا جاتا ہے اور مانع کو غیر معمولی ضرورتی لائق ہونے کی صورت میں ممنوع حرام چیز مباح قرار پاتی ہے۔

۲- جن چیزوں کی حرمت خصوصاً شرعیہ سے ثابت ہے، اگر ان میں سے کسی کے بارے میں حاجت عامہ اور عمومی حرج و مشق پیدا ہو تو ان میں ضرورت کا درجہ ضرورتاً منصوص حرمت سے استثناء بہت سی مازک اور ذمہ داری کا کام ہے، تمام اجتماعی اور ملی حاجات ایک وجہ کی نہیں ہوتیں، ان کا دور اور دائرہ تفریقیت ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے، اس لیے اجتماعی حاجتوں کا شرعی حکم متعین کرنے سے پہلے ان میں سے ہر ایک کا اجتماعی گہرا مطالعہ ضروری ہے۔

۳- سب کوئی اجتماعی حاجت اس درجہ اہمیت حاصل کر لے کہ اس سے لوگوں کا پناہ اجتماعی دستور اور اس کا کوئی جائز کامل عمل متبادل ہو جو نہ ہو یا قانونی جبری وجہ سے اس سے چارہ کار نہ ہو تو اس کی بار منصوص ضرورت سے جانے کے باوجود اجتماعی حاجت موجود رہے تک جواز کی گنجائش پیدا ہوتی ہے۔

۴- کسی اجتماعی حاجت کے بارے میں اس طرح کا فیصلہ کرنے سے پہلے اس کا اجتماعی گہرا اور دقیق جائزہ ضروری ہے۔ اس جائزے میں سبب ضرورت مابین قانون، مابین حاجات وغیرہ سے مدد لی جائے، اجتماعی حاجت جس شعبہ زندگی سے متعلق ہے اس سے تعلق رکھنے والے افراد سے ضروری معلومات حاصل کرنے کے بعد ہی مقاصد شریعت اور احکام

شریعت پر نظر رکھنے والے محدث اس اصحاب بصیرت علماء اور فقہاء اس بات کا فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کون سی اجتہاد کی حاجت اس درجہ کو پہنچ گئی ہے۔ اسے نظر انداز کرنے میں فوری طور پر یا مستقبل میں ملت کو غیر معمولی ضرر لاحق ہونے کا خطرہ ہے، لہذا اس کے جوہر کا فیصلہ کیا جانا چاہئے۔

۵۔ جن معاملات میں اجتماعی حاجت کی بنیاد پر فصول میں تخصیص یا استثنا کا مرحلہ درپیش ہے ان کا فیصلہ علماء اور اصحاب افتاء آخری طور پر نہ کریں، بلکہ علماء اور فقہاء کی مدد سے خود بخود پورے غور و خوض کے بعد متقاعد شریعت، احکام شریعت، فقہی اصول فقہ اور کی روشنی میں باہمی مشاورت سے اس کا فیصلہ کریں، اجتماعی فیصلہ ہی ایسے نازک معاملات میں محتاط و وقار کا اظہار ہے۔

نوٹ: مفتی شمیم احمد صاحب مراد آباد کو حرم منصوص قطعی کی صورت میں حاجت عامہ کی وجہ سے مصلحت کے بارے میں اختلاف ہے۔



## شریعت میں عرف و عادت کا اعتبار اور اس کے اصول و قواعد

حقیقت یہ ہے کہ شریعت اسلامی کی سب سے بڑی خصوصیت مسائل زندگی کی بابت عدل اور اعتدال ہے۔ نہ شریعت اسلامی کا مزاج یہ ہے کہ وہ وضعی قوانین کی طرح جبر و جوار برآں تبدیلی قبول کرتی رہے، اور ایک بات خواہ کسی قدر بھی ماحول اور مصالح اور خلاقی قدروں کے خلاف ہو لیکن اگر اس نے رواج کا درجہ حاصل کر لیا ہو، لوگ اس کو بدست لگے ہوں تو اس کو سیر حال قبول کر لیا جائے، یہ مصالح انسان کی رعایت نہیں بلکہ مفاہدہ کو سامنے ہر انداز ہوا ہے، اور اسلام اس کی کسی طور پر اجازت نہیں دے سکتا، تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جو قانون زندگی کے ساتھ چلنا چاہتا ہے اور اپنی اہمیت اور دوام و استحکام کا مدعی ہوا اس کے لئے ایک خاص حد میں ممانعت اور عرف کو قبول کرنا گزیر ہے، چنانچہ فقہ اسلامی میں بہت سے مقام کی بنیاد عرف پر رکھی گئی ہے، قرآن و سنت، آثار و مناسبات و قیاس سے عرف و عادت کو معتبر ہونے کا ثبوت ملتا ہے، اور اس کے معتبر ہونے پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔

اسی لیے منظر میں فقہ اسلامی میں عرف کی حیثیت، اس کے مقام اور اس کے معتبر ہونے کی صورت، اصول و شرائط پر تفصیلی بحث اور غور و فکر کے بعد درج ذیل تجاویز منظور کی گئیں:

عرف فی حقیقت اہل اس لیے مختلف تمام

۱۔ حرف غرلی طور پر یا باقی بچہ کی طرح کو کہتے ہیں۔ سلطان محمد نے کہا کہ عقیقہ ہے۔  
 ۲۔ دیوتا کو یا اللہ تعالیٰ کو کہتے ہیں۔ وہ کسی راہ کو اپنا رکھ کر چلے جاتا ہے۔

۲۔ "ہدایت" کا لغوی معنی کسی راہ سے گھر پہنچانے کا ہے۔ مثلاً انی ۵: ۲۰۔  
 لغوی معنی سے بڑھ کر اس فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ طبعی اور اجتماعی طور پر ہی انسان  
 کو حق کا وہ عادت ملتا ہے۔

۳- عرف وعا۔ سے گئے درمیان کوئی حقیقی فرق نہیں ہے، مصداقاً یسے قبار۔ سے  
وہ عاؤں میں مقیم ہو گا پھر یہ جدا جدا ہوتا۔

۳۔ عرف اور اجاث سے ہر مایا پھر حق ہے کہ حرف خام لوگوں کے قولی پھل سے  
ہو، ملتا ہے جہیز، جہیز، جہیز کے تہذیب کا ہے۔

۵۔ ہر دور کی ایک کتاب۔ جس سے علم کی روشنی ملے۔

وہ ہوا جو کہ کھینچ لیا۔ یہ اور تعلق و اتصال کے بغیر یہ ممکن سمجھا جاسکے، بلکہ قیاسی ہے۔ اور نہ اس کے بارے میں کوئی بات کہہ سکتے ہیں۔

۱۔ حرف غلطی اور حرف غلطی میں فرق ہے۔

یونی آئینہ کی مانند ہے۔ اس کی فاسق اور فانی صورت کے مخصوص اہل حق سے دور رہنا واجب ہے۔

۱۰۰ - **پیشہ ورانہ اور تفریحی زندگی میں ایک سیدھا سادہ اور خوشگوار زندگی گزارنا**  
 ایک سیدھا سادہ اور خوشگوار زندگی گزارنا۔ یہ ہے جو ہم نے سیکھا ہے۔

## عرف کے معتبر ہونے کی شرطیں

شریعت میں عرف کے معتبر ہونے کی چار شرطیں ہیں۔

۱- عرف قبی یا اکثری ہو، یعنی معاشرہ میں مویعدہاں کا رواج ہو یا معاشرہ کی غالب اکثریت اس عرف پر عمل کرے۔

۲- کسی تصرف یا معاملہ کے وقت آنے سے پہلے وہ عرف موجود رہا ہو اور پیش آنے کے وقت تک موجود ہو۔

۳- معاملہ کرنے والوں کی طرف سے عرف کے خلاف کوئی صراحت ہو جود نہ ہو۔

۴- عرف کو اختیار کرنے کی صورت میں شریعت کی کوئی صریح قطعی نص یا شریعت کا کوئی قطعی اصل متاثر نہ ہوتا ہو۔

## عرف اور شرعی دلائل میں تعارض

۱- عرف عام اگر کسی نص عام سے اس طور پر متعارض ہو کہ عرف عام پر عمل کرنے سے نص کا ترک لازم نہ آئے بلکہ نص کی تخصیص لازم آئے تو اس صورت میں عرف عام کی بجز نص عام کی تخصیص درست ہے۔

۲- اگر عرف عام نص سے متصادم ہو یہاں تک کہ عرف عام کا اعتبار کرنے میں نص کا ترک لازم آئے تو عرف عام شرعاً ناقابل قبول اور غیر معتبر ہوگا۔

۳- جن نصوص کا عرف پر مبنی ہوا ثابت اور تحقیق ہوں میں عرف کی تبدیلی سے حکم میں تبدیلی کی جاسکتی ہے، لیکن کسی نص کے بارے میں یہ طے کرنا کہ اس کی بنیاد عرف پر ہے یا مذکور اور انجائی ذمہ داری کا کام ہے، یہ فیصلہ علوم اسلامیہ میں غیر معمولی مہارت رکھنے والے دینی ائمہ، محققین اور فقہائے علماء اور فقہاء اجتماعی طور پر ہی کر سکتے ہیں۔

۴- اگر عرف عام ایسے مسئلہ سے متصادم ہو جس کا ثبوت قیاس سے ہے تو عرف عام کو ترجیح دی جائے گی اور اس کی وجہ سے قیاس کو ترک کر دیا جائے گا۔

۵- اگر عرف خاص کا دائرہ بہت محدود ہو تو اس کی بنیاد پر قیاس کا ترک کرنا درست نہیں۔

۶- اگر عرف خاص کا دائرہ بہت وسیع ہو تو اس کی بنیاد پر قیاس کا ترک کرنا درست ہے۔

۷- اگر عرف شریعت کے بنیادی مقاصد و مصالح سے متصادم ہو تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

## عرف کی تبدیلی سے حکم میں تبدیلی

۱- ظاہر روایت کے جو مسائل میں صحیح فصوص (کتاب و سنت) سے ثابت ہیں انہیں عرف کی بنیاد پر ترک نہیں کیا جائے گا، البتہ ظاہر روایت کے دوسرے مسائل کو عرف کی بنیاد پر ترک کیا جاسکتا ہے۔

۲- اگر ایک کتب فقہ میں منقول اقوال عرف کے خلاف ہیں اور دوسرے کتب فقہ میں ایسی رائے موجود ہو جو عرف و عادت کے مطابق ہو تو ایسی صورت میں عرف کے مطابق حکم کو (اعتبار عرف کی شرطوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے) اختیار کرنا ”عذر بل عن المذہب“ نہیں ہے، بلکہ عرف کو ہی اختیار کرنا ہے۔

۳- جو احکام فقہیہ فصوص کی بجائے محض عرف و عادت پر مبنی ہوں ان میں عرف کی تبدیلی کی صورت میں نئے عرف کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔

# عباداتی مسائل

## انقلابِ ماہیت اور طہارت و نجاست و حلت و حرمت پر اس کا اثر ☆

۱- شریعت میں ذہن اشیاء کو حرام یا پاک قرار دیا گیا ہے ان کی حرمت و نجاست اس میں کذا سے متعلق ہے، اگر کسی انسانی فعل، عیسائی یا غیر عیسائی مذہب، یا کسی انسانی فعل کے بغیر طبی اور ماحولیاتی اثر کے تحت اس میں کی اصل حقیقت اور ماہیت تبدیل ہوگئی تو اس میں کما سابق حکم باقی نہیں رہے گا، اس میں نجس اھین اور غیر نجس اھین کا کوئی فرق نہیں۔

۲- تبدیلیِ ماہیت سے مراد یہ ہے کہ اس میں کے وہ خصوصی اوصاف بدل جائیں جن سے اس میں کی شناخت متعلق ہے، دوسرے غیر مؤثر اوصاف جو اس میں کی حقیقت میں داخل نہیں، کا اس میں باقی رہ جانا تبدیلیِ ماہیت میں مانع نہیں۔

۳- اگر حلال و پاک اشیاء میں حرام و نا پاک میں کما صرف اختلاط ہو، اصل حقیقت تبدیل نہ ہو، تو وہ حرام اور نا پاک ہی باقی رہے گی۔

۴- یہ سمینار محسوس کرتا ہے کہ الکل اور جیائین وغیرہ میں تلبِ ماہیت کے تحقق ہونے یا نہ ہونے کے سلسلہ میں کوئی قطعی رائے قائم کرنے سے پہلے ماہرینِ عیساء سے مناسب معلومات حاصل کرنا ضروری ہے، اس لئے یہ سمینار اسلامک فٹھ اکیڈمی کے ذمہ داروں سے خواہش کرتا ہے کہ اس موضوع پر فیصلہ کو کسی فرقہ یا آئندہ سمینار تک ملتوی رکھا جائے۔ اور پہلے

☆ تیرہویں فقہی سمینار (کنول) ۱۸-۱۹ مئی ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۳-۱۴ اپریل ۲۰۰۱ء۔

اس سلسلہ میں ماہرین سے ضروری معلومات حاصل کی جائیں اور ان سے علماء و ارباب افتاء کو آگاہ کیا جائے تاکہ ان کو رہائے قائم کرنے میں سہولت ہو۔

۵۔ یہ پیمانہ مسلمان میڈیکل سائنس دانوں اور خاص کر عالم اسلام کے ارباب علم و عقد سے خواہش کرتا ہے کہ وہ طبی انراض کے لئے دواؤں میں استعمال ہونے والے حرام و ناپاک اہواز کا تہاول نباتات، جمادات اور حال غریج حیوانات سے دریافت کریں، تاکہ حرام و مشتبہ دواؤں سے اجتناب ممکن ہو سکے کہ بحیثیت مسلمان یہ ان کا نہایت اہم ذمہ اور دینی فریضہ ہے۔

## مسجد کی شرعی حیثیت \*

مساجد کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر بالکل واضح ہے اور اس پر جمہور امت کا اتفاق ہے کہ جس مقام پر ایک در مسجد بنائی گئی وہ قیامت تک کے لئے مسجد ہے۔ اب نہ اس کی خرید و فروخت ہو سکتی ہے نہ وہ مطلقاً زمین کی اور کو بیہ میا بن سکتا ہے اور نہ کوئی شخص یا حکومت اس کی حیثیت کو تبدیل کر سکتی ہے۔ مسجد دراصل وہ حصہ زمین ہے جسے ایک واقعہ مسجد کہہ لے مقب کر دیا گیا ہو، مسجد صرف درود یا اور مسجد میں استعمال نہ کرنے والی زمین کی سامان کا نام نہیں اس لئے اگر مسجد کی عمارت متہدم ہو جائے یا اس سے خلع متہدم کر دو جو عید کی وجہ سے طویل عرصہ تک وہاں نماز نہ پڑھی جائے تب بھی وہ مسجد باقی رہتی ہے اور مسلمانوں پر اس کو دوبارہ آباد کرنا شرعاً واجب ہے۔

مسجد کا مقصد کائنات کے حقیقی خالق، مالک و حادثہ و غیر اللہ کی معبودیت کی نفی ہے، اس لئے مسجد کی زمین پر بت خانہ بنانے کی اجازت ہرگز نہیں دی جاسکتی، کیونکہ یہ مسجد کے مقصد کے عین برعکس بات ہوگی، اور یہ نہ صرف مذہب و عقیدہ کے لئے نقصان دہ بلکہ عقل کو بھی خلاف ہوگا کہ کوئی چیز اپنے برعکس مقصد کے استعمال کی جائے۔

اسلام دنیا میں عقیدہ و توحید کے نمائندہ مذہب ہے اور وہ پوری شہنیت کو اس حیثیت کی طرف دعوت دیتا ہے کہ اس کی کثرت کا خالق و رب ایک ہی قادر مطلق ذات ہے جس کو کوئی



شریک نہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ ہمیں بدل اور وہ اور ری کے تعلیم بھی دیتا ہے، وہ مذہب کے معاملہ میں کسی جبر، اکرواکا، کاکل نہیں، اس نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کسی فرد یا قوم کی آزادی یا قومی اور مذہبی زمین پر قبضہ کر کے سے زبردستی مسجد بنالیا جائے، اس نے نہ صرف تاریخ بلکہ عقیدہ اور سلامی تاریخ کی رو سے بھی یہ بات صریحاً غلط ہے کہ مسلمانوں نے اس ملک میں کسی زمین یا کسی قوم کی عبادت گاہ پر قبضہ کر کے اسے مسجد بنالیا ہو۔

لہذا اس ملک نقد اکیڈمی کا یہ بیزار منکاف طور پر اس بات کی وضاحت کرنا ہے کہ باہری مسجد کسی اور مسجد کے بارے میں ایسی کوئی صلح شرعی اعتبار سے قطعاً جاری نہیں کہ جس کا مستند مسجد کی حیثیت کو تبدیل کرنا یا انھوذا اللہ اسے بت خانہ بنانا ہو، اور یہ مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر اور علماء امت کا معتبر فیصلہ ہے۔

## حج و عمرہ کے مسائل ☆

1- حج سرام کا ایک اہم رکن ہے، جو عمر بھر میں ایک ہی دفعہ فرض ہے عام طور پر تہات کو اس کے لئے حویل سفر کی مشقت بھی انتہائی پریشانی ہے اور بیشتر خداجات بھی مداخلت کرنے جوتے ہیں، اسی نے اللہ تعالیٰ نے اس کا اجر و ثواب بھی بے حد رکھا ہے اور پہلے نے اس عبادت کو یک طرح کا جہاد قرار دیا ہے۔ پس تہات کو چاہئے کہ وہ اس راہ کی مشقتوں کو ایک سعادت سمجھ کر برداشت کرے۔ افعال حج میں زیادہ سے زیادہ احتیاط کے پیر و کلوں حدیثیں اور ان مسائل میں فقہاء کے درمیان اختلاف رائے ہے اور ایک میں قوت اور دوسرے میں احتیاط کا پہلو ہے، تو ایسی صورت میں قوت اختیار کرنے کی کوشش کریں کہ اس کا عمل دونوں ہی رائے کے مطابق درست قرار پائے، اور اس عظیم بود کی انجام دہی میں تس آسانی اور سہل افکاری سے بچا جائے۔

2- حدود و میقات سے باہر رہنے والے ہوں یا مکہ اور مکہ میں رہنے والے اگر حدود و میقات کے باہر سے مکہ کی نیت کر کے میقات سے آگے ہو جیں تو ان پر لازم ہے کہ وہ حرام باہر کی میقات سے آگے ہو جیں، خواہ وہ حج اور عمرہ کی نیت سے جائیں یا کسی اور مقصد سے۔ سو بود و حالات میں پہلے قار، وقت میں کام کرتے، اے شمس چائے والے، اے دیگر پیشہ دارانہ کام کرنے والے، کبھی، روز، کبھی، روز دوسرے تیسرے دن، اور بعض کھوں کو تو ایک دن

میں ایک سے زیادہ دفعہ حرم میں داخل ہونا پڑتا ہے، ایسی حالت میں اس طرح کے لوگوں کو ہر بار احرام اور امانت دینی پابندی ہے حد مشقت طلب اور دشوار ہے، اس لئے ان حضرات کے لئے بغیر احرام باندھے حد حرم میں داخلہ کی کنجاش ہوگی۔

۳- دو لوگ مکہ کے اطراف رہنے والے ہیں یا وہاں مقیم ہیں، اسلذا ان کے لئے تمتع نہیں ہے، اس لئے انہیں اشتر حج میں عمرہ نہیں کرنا ہے، وہ شخص جس پر اس سال حج فرض ہے اور وہ اس سال حج کا ارادہ رکھتا ہے اسے اشتر حج میں میقات کے باہر جانے سے پرہیز کرنا چاہئے، اور اگر وہ تجارتی، فتنہ کی اور اپنی پیشہ وارانہ مجبوریوں کے باعث باہر جانے پر مجبور ہے تو وہ تجویز (۲۲) پر عمل کرتے ہوئے میقات سے گذرنا داخل ہوتے ہوئے احرام باندھے اور عمرہ نہیں کرے۔

مکہ میں مقیم سے مراد دو لوگ ہیں جو اشتر حج کے شانہ بہانہ سے قبل تک طہر یقہ سے مکہ میں آخرتیم ہو گئے یا کم از کم ایک سال سے وہاں اقامت پذیر ہوں۔

۴- تمتع کرنے والے آفاقی نجات حج کا احرام باندھنے سے پہلے مزید عمرہ کر سکتے

ہیں۔

۵- رنی، حرمات کے سلسلہ میں عام طور پر آن کے زمانہ میں نجات میں جو بات رہنما پابندی ہے کہ وہ معمولی اذکار، بلکہ بغیر مذبحی خود رنی کو نہیں جاتے اور دھوہ کو ماسب بنانا یہ ہیں، جملہ اذکار پر مشفق ہیں کہ اس صورت میں حج کا ایک ماسب ترک ہو جاتا ہے، یہ بات شرعاً معتبر نہیں ہے اور ایسا کرنے والے پر دم و سبب ہے، ماں دو لوگ جو حرمات تک چل کر جانے کی طاقت نہیں رکھتے یا بہت مرہش اور کمزوری ہیں ایسے لوگوں کے لئے ماسب بنانا جائز ہے۔

۶- محض زحام بند نہیں ہے، اس کا بہت عمل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس زحام میں جا کر رنی کرنے کا متحمل نہیں تو وہ وقت مسنون کے بعد وقت بوز، بلکہ زیادہ دشواری میں بہت

۱۔ بہت میں بھی رہی رستائے، اس کے لئے یہ کمرہ بھی نہیں ہوگا۔

۷۔ خفیہ کے قول رائج کے مطابق، اور ذی الحجہ کے مائیک میں رہی، ذی الحجہ، مطلقاً تو ترتیب کے ساتھ انجام دینا واجب ہے، اور صاحبین اور ائمہ فقہاء کے یہاں مسنون ہے جس کی خلاف ورزی سے ہم واجب نہیں۔ تہاں کو چاہئے کہ جہاں تک ضمنی ترتیب کی رعایت کو ملحوظ رکھیں تاہم ازدحام اور موسم کی شدت، اور سختی کی وری وغیرہ دلی وجہ سے صاحبین اور دیگر ائمہ کے قول پر عمل کرنے کی اجازت ہے، لہذا اگر یہ مائیک ترتیب کے خلاف ہوں تو بھی ہم واجب نہیں ہوگا۔

۸۔ دنیا بھر سے لاکھوں جان و دم حج میں مکہ پہنچتے ہیں، مائیک حج، اگر تھے

تھا۔

انف: حج کے جملہ تقاضات کی ضرورت اور ضرورت ہو، یہ ہے حج ایک اجتماعی عبادت ہے، اس کو نظم منبسط کے ساتھ، انبیاء ماضی وری ہے، لاکھوں انسانوں کے قیام، سفر، ان کی صحت، جان و مال کا تحفظ وغیرہ نظم منبسط کے ضمن میں ہے، ایسے حالات میں حکومت سعودیہ بہت سی انتظامی پابندیاں عائد کرتی ہے جس سے حاجیوں کی تعداد اتنی بڑھ جائے جس کا انتظام بہت ضرور ہو، جو کہ حکومت سعودیہ کے انتظامی انتظامات کی پابندی تمام سی لوگوں پر ہے، وری ہے، یہ امر بالضرور ہے جس کی احاطت لازم ہے، لہذا حکومت سعودیہ کے احکام و ضوابط کے مطابق ہو، یہ میں تقیم مسلمانوں کو آخر ہر سال حج کرنے سے منع کیا جائے تو اس کی پابندی شرعاً ضروری ہے۔

ب: اگر کوئی شخص ان پابندیوں کی مخالفت کرتے ہوئے بھی حرام حج باندھ کر میراثات سے آگے نہ بڑھ جائے، نہ پھر چلے جائے اور اسے انتظامیہ نہیں کرے تو اس کا حکم میں ہوگا جو شرعاً محرمین ان کا ہے یعنی اسے حرم میں ایک مہینہ واجب ہوگا، اور جس حالت میں جب وقت پر حرم میں اس کی طرف سے ہم احضار کیا جائے گا اس وقت وہ احرام کی پابندیوں سے خارج آئے گا۔

۹۔ اگر اصطلاح شریعت کے مطابق واقعی حج بدل ہو تو اس صورت میں عام حصول کے مطابق حج فرض اور ایسا جانا چاہئے، لیکن حج بدل رنے والا کو چاہئے کہ حج بدل رانے والا کو مسئلہ سمجھا کر اس سے حج تمتع یا مطلق حج کی اجازت حاصل کر لے۔ اگر کسی وجہ سے اس نے اس کے لئے اجازت نہیں لی تو چونکہ ماحمہر سے حج تمتع کیا جاتا ہے، خواہ حج مکرانے والا اگر حج کرنا تو سہولت میں بنیاد پر حج تمتع کرنا، لہذا عرف و عادات کے پیش نظر ماحمہر کے لئے حج تمتع کی اجازت ہونی، اس صورت میں میقات سے عمر و کا احرام بھی آمر کی طرف سے کرنا ہوگا۔ اس صورت میں ہم شکر بھی آمر کے شرع سے "ایسا جائے گا۔

۱۰۔ اگر خوف زیارت سے قیل ہی صورت کو نہیں یا غاس آجائے، اور اس کے لئے شکر پر ہرام کے مطابق اس کی کجباش نہ ہو کہ وہ نہیں یا غاس سے پاک ہو تو خوف زیارت نہ ہو تو اس کے لئے غم مری ہے کہ وہ ہر طرح اس کی کوشش کرے کہ اس کے سفر کی تاریخ آگے بڑھ سکے تاکہ ہو پاک ہو تو خوف زیارت "اگر نے کے بعد اپنے گھر واپس جائے، لیکن اگر ایسی ساری ہی کوششیں نامکام ہو جائیں اور پاک نہ ہونے سے پہلے اس کا سفر مکرر ہو جائے تو ایسی حالت میں وہ خوف زیارت "اگر حق ہے، یہ خوف زیارت نہ عام ہے ہوگا، اور وہ چارے طور پر محال ہو جائیگی۔ لیکن اس پر ایک ہر نہ (بڑے جانور) کی قربانی پلہ ریم جسامت سے، حرم میں لازم ہونی۔

۱۱۔ سفر حج میں کسی خاتون کے شوہر کا انتقال ہو گیا اور اس نے ابھی احرام نہیں باندھا ہے اور اس کے لئے لیکن وہ ایسی عین ہے تو وہ اپنے وطن واپس جا کر عتہ نہ کرے، اور اگر احرام باندھ چکی ہے یا وہ ایسی فاسقہ و فاجر ہے تو وہ قیام ہمدت میں حج بھر دے اور اگر لے۔

۱۲۔ حج فاسقہ کر لے، ۱۳۔ حج سے اتنا پہلے ملے مکرر یعنی راب کہ نہ مکررہ میں پھر وہ یوم قیام سے پہلے ہی حج ٹرے نہ ہو جاتا ہے اور زنی چلا جاتا ہے تو وہ مسافر ہوگا، ۱۴۔ چار رات میں نمازوں میں قصر کرنا ہوگا۔

۱۳۔ بلا حربہ میں محمود و آلہ کی تین راتیں وہ امام سے "الی جائی ہیں، اختلاف کے

لئے بھی ایسے امام کی اقتداء میں نماز پڑھا کر نے کی گنجائش ہے، اگر امام ہر کی تین رکعتیں دو  
 سلام سے پڑھا کرے تو حنفی مقلدی و برکعت کے بعد سلام نہ پھیرے اور امام کے ساتھ تیسری رکعت  
 کے لئے کھڑا ہو جائے۔

## ۱۔ اوقاف سے متعلق مسائل

۱- اسلام میں نیکی کے کاموں اور خیراتی مقاصد کے لئے زمین، جائیداد اور مال وقف کرنا بہت بڑا کارِ ثواب اور صدقہ جاریہ ہے، اس لئے مسلمان جس ملک اور جس علاقہ میں بھی آباد ہیں ملک کاموں کے لئے زمین، جائیداد اور مال وقف کرتے ہیں، ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ بہت پرانی ہے، سیکڑوں سال سے ہندوستان کے ہر علاقہ میں آباد ہیں، اس لئے ہندوستان کے ہر صوبہ اور علاقہ میں مختلف دینی اور رفاہی و خیراتی مقاصد کے لئے مسلم اوقاف موجود ہیں، ان اوقاف کی حفاظت، انہیں ترقی دینا اور ان کی آمدنی وقف کرنے والوں کے مقاصد کے مطابق خرچ کرنا، نیز اوقاف کی املاک سے ناصابانہ قبضہ ختم کرنا ہندوستانی مسلمانوں اور حکومت ہند کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔

۲- اوقاف کے بارے میں اسلام کا اصل نقطہ نظر یہ ہے کہ اوقاف دائمی ہوتے ہیں، اس لئے عام حالات میں ان کو فروخت کرنا یا منتقل کرنا جائز نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کا وقف کے بارے میں ارشاد ہے: "لا بیع ولا تہب ولا تصدق" (نہ فروخت کیا جاسکتا ہے نہ بہہ کیا جاسکتا ہے اور نہ اس میں وراثت جاری ہو سکتی ہے) لہذا اوقاف کی جائیدادوں کو منسب سابق باقی رکھتے ہوئے انہیں فیض اور اور مفید بنانے کی ہر ممکن کوشش کی جانی چاہئے، اور اس سلسلہ میں ایسے قانون بنے چاہئیں جن سے اوقاف کی جائیداد کا پورا تحفظ ہو اور وقف کرنے

• اہلوں کے مقاصد کی رعایت کے ساتھ اہتاف کی اہمیت اور اہمیت میں اضافہ ہو۔

۳- دوسرے اہتاف کے مقابلہ میں مساجد اوزیاد و تقدس والا ام حاصل ہے، مساجد

کی فرخت اور منتقلی کسی حال میں درست نہیں، حتیٰ کہ اگر مسجد دین ان ہو جائے اور وہاں نماز

کرنے کا سلسلہ منقطع ہو جائے تو بھی روزِ عین جہاں مسجد کی عمارت بھی مسجد ہی رہتی ہے، اور

اسے مسجد کا تقدس والا ام حاصل ہوتا ہے، وہاں مسجد بنانے اور آباد کرنے کی کوشش کی جانی

چاہئے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَإِنْ الْمَسَاجِدُ لَفُلَاقٌ فَامْكُمُوهَا إِلَى اللَّهِ وَارْجِعُوا إِلَى اللَّهِ** [سورہ بقرہ ۱۸]

[۱۸]- **وَإِنْ الْمَسَاجِدُ مَسَاجِدُ اللَّهِ مِنْ أَمْنٍ بِاللَّهِ وَالْكَوْنِ الْآخِرِ** [سورہ بقرہ ۱۸]

۴- مساجد میں نماز کی اہمیت سے روزِ ناجہ ترین ظلم اور گناہ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد

ہے: **وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا**

[سورہ بقرہ ۱۱۴] کسی مسجد میں مسلمانوں کو گواہ کئے ہوئے زمانہ سے نماز ادا کرنے سے روک دیا گیا

ہو یا اس پر غاصبانہ قبضہ کر لیا گیا ہو یا عمارت منہدم کر دی گئی ہو، اسلامی شریعت کی نظر میں وہ مسجد

عی رہتی ہے۔

۵- آثارِ قدیمہ کے تحت جو مساجد ہیں ان میں نماز کی اہمیت کو روزِ ناظر کا ظلم ہے،

ارشاد باری ہے: **وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا**

[سورہ بقرہ ۱۱۴]

خرابیاں

۶- تقسیم بند کئے، قلع پر بند، تان کے بعض حلقوں (مجموعہ جناب، جریانہ، علی

اور خیر بنی یونی کے بعض حلقے) سے بڑے پیمانے پر مسلمان پاکستان منتقل ہو گئے، ان حلقوں

میں مسلمانوں کے مختلف المون بنے بنے اہتاف (مساجد، درس، خانقاہیں،

قیمتستان، مراعات، وغیرہ) ہیں، ان حلقوں میں اگر کچھ بھی مسلمان آباد ہیں تو ان کی مذہبی

ہوتی ہے کہ ان اہتاف کے تحفظ اور انہیں نفع آدرمانے کی جدوجہد کریں، جو آباد یاں مسلمانوں



سے نکلی ہوئی ہیں۔ ماں کے اوتاف کا تحفظ وہاں کے وقت پر ڈال دیا ہے، اور  
 تو یہی مسلم آبادی کو ان کے تحفظ کی عید و جہد کرنی چاہئے۔

کے۔ مساجد کے طہارہ و دیر سے وہ اوتاف جو ان مقامات میں واقع ہیں وہاں پر اور  
 دوسرے مسلمانوں کی آبادی نہ ہونے کی وجہ سے ان اوتاف کو آباد کیا اور اوتاف کے مقاصد کے  
 مطابق انہیں دے دئے گا۔ لہذا ان کا نقل عمل یہ دیا ہے کہ ان اوتاف پر قبضہ کرنا سبنا کا چور قبضہ دینا  
 ایسے اوتاف اور وقت نہ کر کے دوسرے مقامات پر اس وقت کے اوتاف قائم کرنا اور ان ذیل شہروں  
 کے ساتھ درست ہے۔

نوٹ: اس بات کی تحقیق کرنی ہے کہ مسلمانوں کی آبادی ان مقامات سے نکلی ہوئی  
 ہو چکی ہے اور مستقبل قریب میں وہاں مسلمانوں کے آباد ہونے کی کوئی توقع نہیں ہے۔

ب: وقت جاہد کی فرہنگی مناسب قیمت پر مارٹین کیو کا لٹا کر دے دئے گئے  
 جائے۔ ان کی قیمت پر اسے فرمنت نہ کی جائے۔ جتنی کم قیمت قیمتوں کے نام پر نہیں نکال سکتے۔

ج: وقت کو فروخت کرنے والے متولی یا وقت انہوں کی فرہنگی اپنے کسی قریبی رشتہ  
 دار یا کسی ایسے شخص کے ماتحت نہ کرے جس سے اس کا مفاد و بہتہ ہو، اس طرح کسی ایسے شخص کے  
 ماتحت نہ کرے جس کا قرض یا مالی دین نہ مست کرنے والے کے ذمہ لازم ہے۔

د: وقت جاہد کی فرہنگی نہ پوچھو۔ کئے بجائے جاہد سے کی جائے، اور اگر کسی  
 قانونی یا عملی شواہد کی وجہ سے نقد روپیوں سے فرہنگی کی جائے تو جلد سے جلد اس کے ذریعہ  
 جاہد اور یہ لڑتے والے وقت قائم کر دیا جائے۔

ح: وقت کے تبادلہ اور فرہنگی کی اجازت نہ دینا اس عہد ال کی تحقیق کر کے ہی قاضی  
 یا اوتاف کی ایسی شہر میں نہیں ہے جس میں مسائل اوتاف سے وقت قرضی مندرجہ علماء  
 اور مسلمان مشرین یا بین قانون نہ درمیان ہوں، مگر وہ جاہد کی فرہنگی اور تبادلہ کے لئے

وقت ہر ایک وقت آئندہ کی اجازت عمر کا خالی نہیں ہے، اس سلسلہ میں بقیہ عمر چوں  
(Tribunal) کی بنیاد پر طاعت سے ہوگی جب اس نے کم سے کم تین مہینہ متقیان کو ہم  
کی رائے لینے اور مقررہ طریقہ کرنے کے بعد ان کے مطلوبہ سببوں کو فیصلہ کیا ہو۔

نوٹ: یہ وضاحت ضروری ہے کہ سبوتاژ، دکان، مکان، زمین، چارہ، کھجور، حبس  
اور دیگر مکان، مکان، زمین، چارہ، کھجور، حبس اور دیگر مکان، مکان، زمین، چارہ، کھجور، حبس  
جن کے لئے یہاں وقت ہے وہ اپنی وقت ہے۔

۸۔ الف: اگر ان غیر آجیوڈ کاف ای آف فی القاسید، اقل کی دعا ہے کہ جیسے  
وقت ماحول پر کوہہ ات پر سر لے کر جائے، اور اگر یہ مدت مہینہ ہو تو اس وقت پر جب  
تو پھر مدت پر صرف چار چار ہے، مگر وہ وقت چار چار کے بغیر مگر مصداق ہے صرف کرنا وہ مدت ہے  
ہوگا۔

نوٹ: اگر وہی غیر آجیوڈ کاف ای آف فی القاسید، اقل کی دعا ہے کہ جیسے  
وقت ماحول پر کوہہ ات پر سر لے کر جائے، اور اگر یہ مدت مہینہ ہو تو اس وقت پر جب  
تو پھر مدت پر صرف چار چار ہے، مگر وہ وقت چار چار کے بغیر مگر مصداق ہے صرف کرنا وہ مدت ہے  
ہوگا۔

۹۔ مسجد پر خط زائد ادا نہیں ہونی کی۔ مسجد کو فی القاسید، اقل کی دعا ہے کہ جیسے  
وقت ماحول پر کوہہ ات پر سر لے کر جائے، اور اگر یہ مدت مہینہ ہو تو اس وقت پر جب  
تو پھر مدت پر صرف چار چار ہے، مگر وہ وقت چار چار کے بغیر مگر مصداق ہے صرف کرنا وہ مدت ہے  
ہوگا۔

الف: مسجد پر خط زائد ادا نہیں ہونی کی۔ مسجد کو فی القاسید، اقل کی دعا ہے کہ جیسے  
وقت ماحول پر کوہہ ات پر سر لے کر جائے، اور اگر یہ مدت مہینہ ہو تو اس وقت پر جب  
تو پھر مدت پر صرف چار چار ہے، مگر وہ وقت چار چار کے بغیر مگر مصداق ہے صرف کرنا وہ مدت ہے  
ہوگا۔

ب: مسجد پر خط زائد ادا نہیں ہونی کی۔ مسجد کو فی القاسید، اقل کی دعا ہے کہ جیسے  
وقت ماحول پر کوہہ ات پر سر لے کر جائے، اور اگر یہ مدت مہینہ ہو تو اس وقت پر جب  
تو پھر مدت پر صرف چار چار ہے، مگر وہ وقت چار چار کے بغیر مگر مصداق ہے صرف کرنا وہ مدت ہے  
ہوگا۔

درہ یا کتب خانہ بنایا جاسکتا ہے، لیکن اس کے لئے مسجد کے متولی یا منظرہ نبی سے اجازت لے لی جائے، بہتر یہ ہے کہ خود مسجد کی نبی علی اس کتب خانہ کا بندہ بست کرے۔

۱۰۔ مساجد پر وقت ارغی جن کا مقصد مساجد کے لئے آمدنی فراہم کرنا ہے ان کو مناسب گریڈ پر مسلمانوں کی، یعنی عصری یا نیکفیل تعلیم کے ہمارے قائم کرنے کے لئے لیا جاسکتا ہے، لیکن حالات اس طرح ملے کہ جا میں ان مساجد کی مالکانہ حیثیت ختم ہو رہی ہے۔

۱۱۔ جن مساجد کے پاس ان کے مصارف سے کسی زیادہ آمدنی ہے اور یہ آمدنی سال بہ سال جمع ہو کر مزید سرمایہ بنتی جا رہی ہے۔ مستقبل قریب میں بھی مساجد کو اس زیادہ سرمایہ کی ضرورت پیش آنے کی امید نہیں ہے، مساجد کی ایسی زیادہ آمدنی کو دوسرے مقامات پر (جہاں ضرورت ہو) مساجد تعمیر کرنے یا نجات مساجد کی ادائیگیوں میں صرف کیا جائے، کیونکہ بندہ و متان میں اب بھی ایسی بہت سی آبادیاں ہیں جہاں کوئی مسجد اور نبی کتب نہیں ہے، مسلمان اذان کی آواز کو نہ سہتے ہیں، والد اور مساجد کی فاضل آمدنی سے ایسی آبادیوں میں مساجد قائم کئے جائیں۔

۱۲۔ مساجد کے مصارف کے لئے موقوفہ ارغی اور چاندیوں سے حاصل ہونے والی آمدنی کا ایک اہم حصہ مساجد کے امور و خیرات اور دوسرے خیرات میں بھی جیسے شرفاء و زمینداروں کی احسان ہے کہ مساجد مساجد کی آمدنی میں گنجائش ہونے کے باوجود اہم موقوفہ زمین داری کو محفوظ رکھیں، بہت کم رکھی جاتی ہیں، ہر ان کی ضروریات کے لئے بالکل ماکافی ہوتی ہیں، اس لئے سیدنا و سفارش کرتا ہے کہ متولی ان اور مساجد کے ذمہ داران اور موقوفہ اہم مساجد کو بہتر سے بہتر اکر ایہ پیش کریں، اور ان کی تنخواہوں کے مسئلہ کو مساجد کے ذمہ داری مصارف میں شمار کریں۔

۱۳۔ دیگر اہکاف کی زیادہ آمدنی جن کی اہکاف کو نہ فی الحال ضرورت ہے اور نہ آئندہ ضرورت پیش آنے کی امید ہے اور اس کی حفاظت متولی ان کے لئے بہت مشکل ہے،

حکومت یا بدولت افراد کی طرف سے دوست اندازی یا قبضہ غاصبانہ کا خطرہ ہے، اتفاق کی ایسی زیادہ آمدنی کو ایسی نوٹ کی مذاات میں صرف یا جائے، مثلاً آمدن اس کی زیادہ آمدنی کو آمدن میں، مسافر خانوں کی زیادہ آمدنی کو مسافر خانوں میں صرف یا جائے۔

۱۴- اگر کسی وقف کی آمدنی معقول ہو تو محض زیادہ سے زیادہ آمدنی حاصل کرنے کے لئے اس کی فروخت کی درست نہیں کہ اصل وقف کے شائع ہوئے کا اندیشہ ہے، البتہ اگر موقوفہ جاہ الہی آمدنی اتنی کم ہو کہ وقف پر اپنی کسب و کاری اخراجات اس سے پورے نہ ہوتے ہوں بلکہ اس کے لئے قرض لیا جائے، اور اس موقوفہ جاہ الہی آمدنی پر حسابے کی کوئی قسط نہ ہو، ایسی صورت میں تجویز (۷) میں ذکر کردہ شرائط (ب، ج، د، و) کی پابندی کے ساتھ موقوفہ جاہ الہی کو فروخت کر کے زیادہ منافع بخش جاہ اخراجہ درست ہوگا، اگر وقف زمرہ ہو تو اس سے اجازت لیا ضروری ہوگا۔

۱۵- جن وقف کی عمارتیں محض عمارت میں ہیں، اور وقف کے پاس تعمیر کے لئے سرمایہ موجود نہیں ہے، اور نہ ہی مستقبل قریب میں حاصل ہونے کی امید ہے، ایسے وقف کے متعلق ایانہ کی بلڈر سے ایسا معاملہ کر سکتے ہیں کہ بلڈر اس شرط کے ساتھ عمارت تعمیر کرے کہ ایک خاص مدت تک دوپوری عمارت یا اس کا ایک حصہ اس کے پاس بطور سرمایہ رہے گا، اور اس طرح اسے نہ مابینکاری کا فائدہ حاصل ہو جائے گا، اس طرح معاملہ کرنا درست نہیں کہ چند منزلہ عمارت کی ایک منزل یا، مثلاً، لیٹیٹ بلڈر کی طرف ہو جائے۔

۱۶- قبرستان کی حفاظت کے لئے اس کے اندر چھوڑ دی گئی تعمیر کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو، ایسا کیا جاسکتا ہے کہ اس کے اطراف میں مکانوں کی تعمیر کرائی جائے، یہیں مکانوں کا راستہ قبرستان کے باہر سے ہونا چاہئے، اس کے لئے پیشگی سرمایہ کے طور پر رقم لے کر

دکانوں کی تعمیر کرائی جائے۔ دکانوں سے حاصل ہونے والی آمدنی قیہستان کی حفاظت و ضروریات میں صرف کی جائے، لیکن اس کا لحاظ رکھا جائے کہ دکانیں تعمیر کرنے میں ایسی تعمیر متاثر نہ ہوں جن کے نتائج باقی ہیں۔

۷۱- حکومت ہند نے مسلم اوقاف کے لئے جو پارلیمانی کمیٹی بنائی ہے اس کے سامنے وقف ایکٹ میں ضروری ترمیمات کا مسودہ پیش کرنے اور مفید تجاویز کے لئے سمینار اس ایک فقہ اکیڈمی کے سکریٹری جنرل "ناضین مجاہد الاسلام" ناٹھی سے سفارش کرتا ہے کہ اس کام کے لئے ایک سمیٹی تشکیل دیں، جو جلد از جلد ضروری ترمیمات اور تجاویز مرتب کر کے پارلیمانی کمیٹی کے سامنے پیش کرے، اور اس مسئلہ میں فقہ اکیڈمی کی نمائندگی کرے۔

## زکوٰۃ میں بنیادی حاجت ☆

وجوب زکوٰۃ کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ آدمی کے پاس جو مال ہے وہ اس کی حاجتِ اصلیہ سے آزاد ہو۔ حوائجِ اصلیہ میں جو امور کا مل اعتبار ہیں وہ درج ذیل ہیں:

۱- اپنے اور اپنے مل بہ مال لئے زیر کفالت رشتہ داروں سے متعلق روزِ مزد کے اخراجات۔

۲- رہائشی مکان کپڑے، سواری، صنعتی آلات، مشینیں اور دیگر وسائلِ رزقِ دین کے ذریعہ کوئی شخص اپنی روزی کھاتا ہے۔

۳- حوائجِ اصلیہ کا تعین ہر زمانہ، علاقہ، افراد کے حالات اور ان کے معیارِ زندگی کی روشنی میں ہوگا۔

۴- حوائجِ اصلیہ کے مد میں ضروریاتِ زندگی، روزِ مزد و پیش آنے والے اخراجات داخل ہیں، اور اعتبار سالِ ہجر کے اخراجات کا ہوگا، اور اسلئے سال کی ضرورت کے لئے جو سرمایہ محفوظ رکھا جائے گا زکوٰۃ نکالنے وقت حوائجِ اصلیہ میں شمار ہوکر اموالِ زکوٰۃ سے منہا نہیں کیا جائے گا۔

## دین (قرض) کی زکوٰۃ

۱- دین کی دو قسمیں ہیں: وہ دین جس کے وصول ہونے کی کوئی امید نہ ہو، جیسے وہ بی ہوتی رقم، اور وہ دین جس کے وصول ہونے کی پوری امید ہو۔ جس دین کے وصول ہونے کی کسی وجہ سے امید ختم ہوگئی ہو اگر وہ دین کبھی وصول ہو جائے تو وصولی کے دن سے ایک سال گزرنے کے بعد ہی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

۲- مقرض اگر قرض و بعدہ کے مطالبہ و سراد کے باوجود اس حد تک مال مثول سے کام لے کہ دائن اس کی وصولیابی سے ماچیں ہو جائے تو اس مال کی زکوٰۃ قرض و بعدہ پر واجب نہ ہوگی، اگر ایسا قرض کبھی وصول ہو جائے تو اس پر سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی۔

۳- جس دین کا وصول ہوا متوقع ہوا کی تین صورتیں ہیں:

الف - وہ دین قرض کی صورت میں ہو یا سامان تجارت کی قیمت کسی کے ذمہ رہا ہو ایسے دیون میں وصول ہونے کے بعد گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی ادا کرنی ہوگی۔

ب - وہ دین جو ایسے مال کے عوض ہو جو تجارت کے لئے نہیں تھا اور نہ قرض کے طور پر دیا گیا تھا، جیسے مال وراثت یا مال وصیت۔

ج - دین جو کسی مال کا عوض نہ ہو جیسے مہر، ان دونوں صورتوں میں دین وصول ہونے کے بعد سال گزر جانے پر زکوٰۃ واجب ہوگی، گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

۴۔ سرکاری یا غیر سرکاری اداروں سے لئے جانے والے طویل المدتی قرضوں کی معیشت میں ہر سال جو قرض کی قسط ادا کرنی ہے اسوں کو قرض سے منہا کی جائے گی، اور باقی سولہ زکوٰۃ پر زکوٰۃ واجب ہوگی، پھر قرض منہا نہیں کیا جائے گا۔



## تجارت میں پیشگی دی ہوئی قیمت اور کرایہ دکان و مکان میں دی گئی ڈپوزٹ کی رقم پر زکوٰۃ

۱: الف۔ مال تجارت جس کی مشہوری (شہرت) نے پیشگی قیمت، اگر دی ہے لیکن مبیع (بیہ) ہوئے سامان پر اس کا قبضہ نہیں ہوا ہے تو اس، اگر وہ قیمت کی زکوٰۃ شریعہ اور چاہے واجب نہیں ہوگی، بلکہ بائ (فرہشت کرنے والے) پر واجب ہوگی۔

ب۔ مبیع (فرہشت شدہ مال) کی زکوٰۃ بیع سلم (یعنی وہ تجارت جس میں قیمت پہلے دینی جاتی ہے، مثلاً یہ اگر کو مال ایک مدت کے بعد متعین تاریخ کو وصول ہوتا ہے، جیسے کسان کا شکاری کے وقت نقد قیمت لے کر گند یا چاول اس شرط پر فرہشت کر دیتے ہیں کہ وہ آندہ فلاں متعین تاریخ کو فلاں قسم کا گند یا چاول شریعہ کے ہارے (اروبے کا) بیع متعین (یعنی وہ بیع جس میں خریدار کے ذریعہ کوئی متعین چیز یا کار کے صنعت کار خود کرنے کا معاملہ طے نہ کرنا ہے، اور اس میں سے شدہ قیمت ظن کی کل یا یک حصہ پہلے لے کر دیا جاتا ہے) کی صورت میں مشہوری (شہرت) کو مبیع (فرہشت شدہ مال) سوچنے والے سے قبل بائ (چاہے واجب ہوگی) اور بیع سلم اور بیع احسان کے علاوہ بیع کی وجہ سے جس میں مبیع کی تعیین ہو چکی ہے لیکن مشہوری کا اس پر قبضہ نہیں ہوا ہے، تو اس کی زکوٰۃ بھی مشہوری پر واجب نہیں ہوگی۔

۲۔ کرایہ، اگر کسی طرف سے مالک مکان، دکان، میہ و کوٹھن کی بی ضمانت کی رقم

(Security Deposit) پر ڈکوة کراپیڈار کے ذمہ: اجب نہیں ہوئی۔

شرکاء سینار میں سے کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اس مال کی ڈکوة مالک، کاس پر ہوگی، اور دوسری رائے یہ ہے کہ اس مال کی ڈکوة کسی پر نہیں ہوگی۔

## ہیرے و جواہرات پر زکوٰۃ ☆

الف۔ جو ہیرے جوہرات تجارت کی نیت سے خریدے گئے ہوں ان کی زکوٰۃ مالک پر واجب ہوگی۔

ب۔ جو ہیرے جوہرات زینت و غیرہ کے لئے خریدے گئے ہوں، ان کی زکوٰۃ مالک پر واجب نہیں ہوگی۔

ج۔ ایک رجحان یہ پایا جاتا ہے کہ لوگ بڑی بڑی قوم ہیرے جوہرات کی خرید پر صرف کردیتے ہیں اور اپنی نقد رقم کو ہیرے جوہرات میں بدل کر مختلف مصالح کے تحت محفوظ کر لیتے ہیں۔

مجمع الفقہ الاسلامی کے سینار میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ اس صورت میں لاکھوں لاکھوں نقد رقم ہیرے جوہرات کی صورت میں ان کے پاس محفوظ ہو جاتی ہے جو کسی بھی جتنی نقد کی صورت میں منتقل ہو سکتی ہے۔ بحث کی روشنی میں یہ بات سامنے آئی کہ اس مسئلہ میں ایک جہت تو یہ ہے کہ ہیرے جوہرات، معاہدہ نہیں ہیں جو عاقلانہ نامی تسلیم کئے گئے ہیں، اور اس شخص کا کام ہیرے جوہرات کی تجارت بھی نہیں ہے اور نہ فوری طور پر خریدنے و بیچنے کا قصد تجارت کی نیت کی گئی ہے تاکہ بہد مال تجارت ہونے کے اسے مالی فائدہ دیا جائے، اس جہت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہو۔

دوسری جہت یہ ہے کہ ہیرے جوہرات ضروریات زندگی میں داخل نہیں اور اصحاب

بنو لہجہ فقہی میسرار (اعظم گڑھ) تا مئی ۱۳۶۱-۱۳۶۲ ہجری الاول ۱۳۶۳ھ مطابق ۳۰ اکتوبر - ۳ نومبر ۱۹۴۲ء

سرمایہ اپنے خالص مصالح کے سے اپنے رویوں کو ذہن کی مقدار غیر معمولی حد تک زائد ہوتی ہے۔  
 یہ وہی ہے جو ہر بات کی صورت میں محفوظ کر کے محفوظ کر کے مختلف فوائد بھی حاصل کرتے ہیں، اور انہیں اس  
 طرح اس کا اطمینان بھی رہتا ہے کہ ان چیزوں اور جوہرات کی صورت کو بڑا "بزرگ" ہر وہ ان کے  
 پاس محفوظ ہے، اور اس کے نتیجہ میں ان کے لئے کوئی نقصان نہ ہوتا ہے کہ نقد رقم میں زکوٰۃ واجب ہوتی  
 ہے، ہر عام ملاقات میں یہ بڑے جوہرات کی صورت میں عام امداد کے پیش نظر واجب نہیں ہوتی۔  
 سمیٹا رہے ہیں شریک عماء و صحابہ ائمہ میں سے ایک خاص حدیث نے پہلی جہت کو  
 سامنے رکھتے ہوئے یہ دیکھ کر اس خاص صورت میں محفوظ ہے۔ بڑے جوہرات کی مالیت پر  
 زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

جبکہ دوسری بڑی حدیث علماء و اصحاب ائمہ کی بھی جنہوں نے دوسری جہت کو سامنے  
 رکھتے ہوئے اس خاص صورت میں ذخیرہ کئے ہوئے ہیں بڑے جوہرات کو طحا مال تجارت تسلیم کیا  
 اور اس پر زکوٰۃ واجب قرار دیا۔ ہر وہ جہت کے مطابق رائے رکھنے والے ممتاز علماء کے امانے  
 نگرانی ذیل میں جامعہ مذکورہ کے جاری ہیں:

و جوہر زکوٰۃ کے قائمین حضرات کے نام:

- |    |                                  |          |
|----|----------------------------------|----------|
| ۱۔ | قاضی جام المسماں صاحب            |          |
| ۲۔ | مولانا حبیب الرحمن صاحب ہر شریعت | ۱۹۷۸     |
| ۳۔ | مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب     | بستی     |
| ۴۔ | مولانا آغا محمد اعظمی صاحب       |          |
| ۵۔ | مولانا حبیب اللہ صاحب            | انظم کدہ |
| ۶۔ | مولانا شمس محمد صاحب             | بستی     |
| ۷۔ | مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب     | چند      |
| ۸۔ | مولانا عبد الرحمن صاحب           | صوبہ     |
| ۹۔ | مولانا مفتی عبدالرشید صاحب       | دہلی     |

- ۱۰- سو قنا ربیعہ جو قنا کی صاحب  
یہ نام زمی  
۱۱- سو قنا رقیہ الحنان صاحب  
مبارک ہند  
۱۲- سو قنا منقہ بنیم جو صاحب  
بارہنگ  
۱۳- سو قنا عمر شعیبہ صاحب  
سرائے صبر  
۱۴- سو قنا فقیہ احمد کی صاحب

و غیر ہم

عدم و وجوب ذکوۃ کے قائلین کے نام:

- ۱- سو قنا منقہ بنیم جو قنا کی صاحب  
لکھنؤ  
۲- سو قنا حبیب الرحمن شجر آبادی صاحب  
دیوبند  
۳- سو قنا نعمت اللہ قنا کی صاحب  
دیوبند  
۴- سو قنا عبید اللہ مصری صاحب  
بارہنگ  
۵- سو قنا خالد سیف اللہ رونا کی صاحب  
حیدرآباد  
۶- سو قنا نسیم احمد کی صاحب  
پنہ  
۷- سو قنا صدور الحسن ندوی صاحب  
لوہنگ آباد  
۸- سو قنا محی الرحمن صاحب  
گجرات

و غیر ہم

## پرائیڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ

پرائیڈنٹ فنڈ (مخولہ سے لازمی طور پر وضع ہونے والی رقم) جب تک اس پر قبضہ نہ ہو جائے اس کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، جب یہ رقم وصول ہو جائے اور بقدر حساب ہو اور اس پر ایک سال گزر جائے تو اس کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔

بعض اوقات سکریٹریز کے قانون اکاؤنٹس کی زد سے پہلے یا دیگر مصالح کی خاطر اختیاری طور پر اپنی مجموعہ سے کچھ زیادہ رقم وضع کر کرپنی ایف (P.F.) جمع کرتے ہیں۔ یہ رقم اگر قدر نسب کو پہنچ جائے تو سال پہلے زکوٰۃ ادا کرنی پڑے گی۔ اس اختیاری وضع کرائی ہوئی رقم کی حیثیت اولیت کی ہے اور مال و دیعت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

## حذر سے سفر، محصلین اور محتتم کی حیثیت ☆

یہ ایک حقیقت ہے کہ اہل مسرت اور زکوٰۃ و صدقات کی جو رقمیں وصول کرتے ہیں فوری طور پر خرچ کر دیتے ہیں، اور بسا اوقات غریبوں سے تک باقی رہ جاتی ہیں جس کی وجہ سے ادائیگی بعدم ادائیگی زکوٰۃ کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ لہذا فقہ اکیدمی میں اس سے متعلق سو فیائدہ کے جوابات کی روشنی میں ذیل کی تجاویز منظور کی جاتی ہیں:

زکوٰۃ کی وصول میں محتتم یا اس کا نائب (سفیر و محصل) طلبہ کا وکیل ہے۔ محتتم یا اس کے نائب (سفیر و محصل) کو دے دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ محتتم مسرت کا فرض ہے کہ زکوٰۃ کی رقم حسب ادکام شرعی طلبہ پر صرف کرے۔

## اموال مدرسہ پرزکافہ ☆

زکوٰۃ کی جو رقم حادس یا بیت المال میں اکٹھا ہوتی ہے ان کا کوئی مالک متعین نہیں، اسی طرح جو رقم از تقسیم و صدقات داخلہ اداروں کو مطلق وجود خیر میں صرف کرنے کے لئے یا متعین مدت پر صرف کرنے کے لئے دی جاتی ہے وہ دیتے والوں کی ملک سے نکل کر غنہ کی ملک میں داخل ہو جاتی ہیں، اس لئے بیت المال، حادس یا دیگر دفائی اداروں میں جمع شدہ و تقویم پر نہ زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

☆ پانچویں مہینہ (اعظم مزاہ) ۲ تا ۶ جمادی الاول ۱۳۱۳ھ مطابق ۳۰ اکتوبر - ۲ نومبر ۱۹۹۴ء۔



## کمیشن پر زکوٰۃ کی وصولی \*

اسلامک فقہ انڈین (انڈیا) کے پانچویں ممبران معتقدہ جامعۃ الرشاد اعظم مدینہ منورہ  
کمیشن پر زکوٰۃ کی وصولی کا موضوع زیر بحث آیا۔  
مقالات اور شرکاء کے مضامین کی جتنی تک یہ طے کیا جاتا ہے کہ کمیشن پر زکوٰۃ کی  
وصولی بنی عامرہ بطریقہ جاری نہیں۔

## مال حرام کی زکوٰۃ \*

۱- مال حرام کسی کی ملکیت میں آئے اور وہ عہدہ موجود ہو، نیز مال کا اصل مالک معلوم ہو تو اس شخص کو وہ پورا مال لوٹا دینا واجب ہے۔

۲- اگر مال حرام متعین طور پر معلوم نہ ہو سکے یا اس کی تعداد معلوم نہ ہو سکے تو غالب گمان کے مطابق مال حرام کی مقدار متعین کی جائے گی۔ اگر مالک معلوم ہو تو اتنی مقدار میں رقم اس کے مالک کو واپس کر دی جائے، اور اگر مالک معلوم نہ ہو تو اسی مقدار میں بلائیت ثواب صدقہ کر دیا جائے۔

۳- اگر مال حرام کی واپسی اس پر واجب ہوئی اور اس نے واپس نہیں کیا اور مال حرام اس کے قبضہ میں باقی رہ گیا اور مال کا کوئی انسان مطالبہ کرنے والا نہیں ہے، ایسی صورت میں اس مال کی زکوٰۃ ادا کرنی بھی واجب ہوگی، اور زکوٰۃ ادا کرنے کے باوجود مقدار کو حق لوٹانے یا حق دار کے معلوم نہ ہونے کی صورت میں بلائیت ثواب صدقہ کرنے کا حکم باقی رہے گا۔

مال حرام میں ہسل بھی ہے کہ اگر ایسے مال کا طلب کرنے والا مالک موجود ہو تو اس کو واپس کر دیا جائے ورنہ صدقہ کر دیا جائے، اور اگر حرام و حلال مال مخلوط ہو تو تخریج و رجحان قلب کے مطابق مال حلال کی مقدار متعین کر کے اس کی زکوٰۃ دی جائے، مال حرام میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

مگر امتحان کا تقاضہ یہ ہے کہ پورے کے پورے ماں کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تاکہ یقینی طور اطمینان بخش طریقہ پر زکوٰۃ ادا کرنے والا نہریضہ زکوٰۃ سے عری النعمہ ہو جائے ، اور ظالمانہ اور حرام طریقوں سے لوگوں کے مال سے قائدہ اٹھانے والوں کی موصوبہ افزائی نہ ہو۔ نیز ایسا نہ ہو کہ مال حرام کھانے والا و غیر ذہ قائدہ اٹھائے ، اس طرح ایک طرف مال حرام سے انتفاع کرے اور زکوٰۃ سے بھی بچ جائے۔

## اموال زکوٰۃ کی سرمایہ کاری

۱۔ بہت سے ممالک اور علاقوں میں مسلمانوں کی مظلوم لہال اور معاشی پسماندگی کا قابلِ جان ہے، مسلمانوں کی دین سے ناواقفیت اور اقتصادی بد حالی کا استحصال کرتے ہوئے غیر مسلم مشنریاں اور نادانی سلفین سرگرم عمل ہیں، اور غریب اور نادان مسلمانوں کی امداد کر کے اور انہیں اپنے قریب لا کر ان کے ایمان و عقیدہ کو بدلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ محتاج و نادار مسلمانوں کی معاشی بد حالی کا فوری طور پر سدھار کیا جائے، انہیں فقر و قاتل سے اس چنگل سے نکالا جائے جس نے ان کے دین و ایمان کو خطرہ میں ڈال دیا ہے۔ ایسے مسلمان اموال زکوٰۃ کے سب سے زیادہ مستحق ہیں، ہر ملک اور علاقہ کے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ ایسے نادار و محتاج مسلمانوں کو خاص طور پر اموال زکوٰۃ سے مدد کریں، اور اگر اموال زکوٰۃ ان کے لئے کفایت نہ کریں تو دوسری مدد سے ان کا تعاون کریں۔

۲۔ فقراء و مساکین کو زکوٰۃ کا جو مال دے دیا، انہیں اس مال پر تمام ماکانہ حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اگر کسی فقیر و مسکین یا چند فقراء نے زکوٰۃ لینے کے بعد اسے استعمال یا تجارت وغیرہ میں لگا دیا کہ زکوٰۃ کی اس رقم سے آئندہ بھی فائدہ پہنچا رہے تو ایسا کرنا جاہل ہے، اس سے زکوٰۃ لٹا ہوا جائے گی۔

۳- زکاۃ دینے والے شخص یا زکاۃ دینے والوں کی جماعت کی طرف سے زکاۃ میں نکالی ہوئی رقم کو کسی نفع بخش کاروبار میں لگا دینا تاکہ مستقبل میں اس کا نفع فقراء و مساکین اور دیگر مستحقین زکاۃ پر تقسیم کی جاتی رہے، جائز نہیں، اس طرح زکاۃ ادا نہ ہوگی۔

۴- فقرہ کو معاشی طور پر خود کفیل بنانے کے لئے اگر یہ صورت اختیار کی جائے کہ فقیر جس پیشے اور صنعت سے وابستہ ہے، یا جس پیشے کو شروع کر سکتا ہے اس کا لحاظ کرتے ہوئے اسے کوئی مشین یا آلات صنعت و حرفت زکاۃ کی رقم سے خرید کر بغور تعلیم دے دیئے جائیں، یا فقیر کی تجارتی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی دکان اسے مالکانہ طور پر زکاۃ کی رقم سے بنا کر دے دی جائے تو ایسا کرنا شرعاً جائز ہے، اس سے زکاۃ کی ادائیگی ہو جائے گی۔

۵- اگر رہائشی مکانات یا دوکانیں تعمیر کر کے فقرہ کو رہائش یا تجارت کے لئے دے دی جائیں اور انہیں مکانات اور دوکانوں کا مالک نہ بنایا جائے تو اس سے زکاۃ کی ادائیگی نہیں ہوگی۔

۶- ادا زکاۃ کے وقت اس کو بہر حال ملحوظ رکھا جائے کہ مقامی محتاج و مستحقین محروم نہ رہ جائیں۔

فی سبیل اللہ سے کیا مراد ہے؟ \*

۱- شرکاء میں سے کسی ایک نے اتفاق ہے کہ آیت مصراف زکوٰۃ (سورہ توبہ: ۶۰) نے ان کو اٹھ معارف میں زکوٰۃ کو خریدا کر دیا ہے ان میں یہ قطعی ہے، اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا جاسکتا۔  
 ۲- آیت مصارف زکوٰۃ (سورہ توبہ: ۶۰) میں زکوٰۃ اٹھ معارف میں زکوٰۃ کا مصرف حق ہے اضافہ نہیں ہے۔

۴- اس آیت میں مذکور ”فی جیل اللہ“ کا مصداق عام شُرکائے ”میدان کے نزدیک غزوہ اور ہجرتِ مکرمی ہے۔ بعض شُرکاءِ دینہ کا نظریہ یہ ہے کہ ”فی جیل اللہ“ میں ”خسری ہجرت کے ساتھ و قمام و شیشیں شامل ہیں جو اُمت کے دور میں امتحانِ دولتِ اسلام اور اِجلائے شائعہ اللہ کے لئے لی جارہی ہوں، ان خدشات کے سامنے ہیں:

مولانا شمس پیرزادہ صاحب

مولانا سلطان احمد اعجازی، جامعہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سچ مہتروں اسرار عراقی کی رائے یہ ہے کہ ”فی سبیل اللہ“ کے مفہوم میں عدم ہے۔

۳۔ عام شریک، سمیٹا کا خیال یہ ہے کہ دورِ حاضر میں دینی و روحانی کاموں کے لئے  
دورِ کار مایہ کی فراہمی میں شیخ آ نے ولی جوامی کے باوجود شریکوں کی صلاحیتوں کے لحاظ سے

[illegible]

کے ساتویں عشرت ”فما سئل اللہ“ کا دائرہ وسیع کر کے اس میں تمام دینی اور دنیوی کاموں کو شامل کر لیا جائے، کیونکہ قرآن اولیٰ میں اس تقسیم وسیع کا کوئی ثبوت نہیں ملتا نیز ایسا کرنے سے مسلمانوں کی محتاج، مادی اور اخلاقی ضرورتوں کی مال زکوٰۃ، مذہبی کفالت جو زکوٰۃ کی اقسام میں مقسم ہے، فوت ہو جائے گا۔ اس نقطہ نظر سے ان حضرات کا انتخاب ہے جو دس دلوں ۲۰ میں شامل ہے۔

## عشری و خراجی اراضی \*

شریعت اسلامی نے جس طرح دیگر اموال میں زکوٰۃ واجب قرار دی ہے ہنر و پیداوار سے بھی خراج کا حق متعلق کیا ہے، جس کو مشر کہا جاتا ہے۔ اس مسئلہ میں کتاب و سنت کی ہدایات اور قرآن غیر کے تعال کو پیش نظر رکھتے ہوئے فقہاء نے زمین کی درج ذیل قسموں کو عشری قرار دیا ہے:

- ۱- وہ زمینیں جن کے مالکوں نے اسلامی فتوحات سے پہلے ہی اپنی خوشی سے اسلام قبول کر لیا ہو۔
- ۲- کسی علاقہ کو مسلمانوں نے فتح کیا اور ملحقہ وہ زمینیں مسلمانوں میں تقسیم کر دی ہوں۔
- ۳- جو زمینیں مسلم حکمرانوں کی طرف سے مسلمانوں کو بطور جائیداد عطا کی گئی ہوں۔
- ۴- جزیرہ العرب کی تمام زمینیں جن کی فقہاء نے حد بندی کر دی ہے۔
- ۵- مسلمانوں کی رہائشی زمینیں جو قابل کاشت بنائی گئی ہیں، اور ان کے قریب و جوار کی زمینیں بھی عشری ہیں۔

۶- مسلمان ملک کی اقامت و زمینیں جن کو کسی مسلمان نے "لا اعل کاشت" بنایا ہو، اور ان کے قریب و جوار کی زمینیں بھی عشری ہوں۔

اور درج ذیل صورتوں کو خراجی قرار دیا گیا ہے:

\* پہاڑی میدان (مراکشی تاریخ ۱۷۰۰ء، ج ۲، ص ۱۲۱) مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۹۳ء - ۳ جنوری ۱۹۹۴ء۔



۱۔ مسلمانوں کی مشکوک زمینوں پر تیرے مسلمان باشندوں ہی کے قبضے میں چھوڑ دی گئی۔  
ہول۔

۲۔ جو زمینیں جو ان کے غیر مسلم باشندوں کے قبضے میں تھیں، وہ اور زمینیں انہیں کے پاس  
ہونے لگی تھیں۔

۳۔ مسلمانوں کی زمینوں پر تیرے مسلمانوں کی ملکیت بنی جائے اور انہیں ان کے مسلمان  
مسلمانوں کو ملے۔

۴۔ جو زمینیں مسلمانوں کے قبضے میں تھیں، وہ ان کے مسلمانوں کی ملکیت بنی جائے۔  
ہول۔

ابو اسحاق علی بن محمد نے مسلمانوں کی زمینوں میں تیرے مسلمانوں کی زمینوں میں  
تیرے مسلمانوں کو دیا ہے، بشرط میں ہونا ہی کہہ دیا ہے کہ اگر یہ زمینیں ان کے قبضے میں  
ہیں مسلمانوں کے قبضے میں ہیں، "یہ" ان کے قبضے میں ہونا ہی کہہ دیا ہے کہ اگر یہ زمینیں  
ان کے قبضے میں ہیں، "یہ" ان کے قبضے میں ہونا ہی کہہ دیا ہے کہ اگر یہ زمینیں  
ان کے قبضے میں ہیں، "یہ" ان کے قبضے میں ہونا ہی کہہ دیا ہے کہ اگر یہ زمینیں  
ان کے قبضے میں ہیں، "یہ" ان کے قبضے میں ہونا ہی کہہ دیا ہے کہ اگر یہ زمینیں  
ان کے قبضے میں ہیں، "یہ" ان کے قبضے میں ہونا ہی کہہ دیا ہے کہ اگر یہ زمینیں  
ان کے قبضے میں ہیں، "یہ" ان کے قبضے میں ہونا ہی کہہ دیا ہے کہ اگر یہ زمینیں  
ان کے قبضے میں ہیں، "یہ" ان کے قبضے میں ہونا ہی کہہ دیا ہے کہ اگر یہ زمینیں

۱۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی زمینوں پر تیرے مسلمانوں کی ملکیت بنی جائے۔  
وہ جب ہے تو تیرے مسلمانوں کے قبضے میں ہے۔

۲۔ مسلمانوں کی زمینوں پر تیرے مسلمانوں کی ملکیت بنی جائے۔  
مسلمانوں کی ملکیت بنی جائے۔  
مسلمانوں کی ملکیت بنی جائے۔  
مسلمانوں کی ملکیت بنی جائے۔

ب۔ جس ملاقات کے لوگ مسلم حکومت کے قیام سے پہلے پہنچ گئے ہوں وہیں  
 دوران کی زمینیں ابھی تک مسلمانوں ہی کے پاس چلی آ رہی ہیں۔

ج۔ جو زمینیں عرصہ دراز سے مسلمانوں کے پاس ہیں اور تاریخی طور پر ان کا شرعی  
 حاکم ثابت نہیں ہے۔

جوہر روئے یا اقامہ زمینیں حکومت ہند سے مسلمانوں کو حاصل ہوں۔ اس صورت کو بعض  
 حضرات شریک قرار دیتے ہیں۔

۳۔ جو زمینیں غیر مسلم حکومت یا افراد سے کسی مسلمان کو حاصل ہوئی ہوں، ان کے  
 بارے میں شرکاء مینار کی رائے میں مختلف ہیں؛ بعض حضرات کے نزدیک ہندوستان کی تمام زمینیں  
 عسری ہیں، اور بعض حضرات کے نزدیک اس صورت میں خراج واجب ہے۔  
 تاہم اس پر اتفاق ہے کہ اقلیت طائعات میں عسری دیکھنے میں ہے۔

## ادائیگی خراج کا طریقہ اور خراج سے سرکاری محصولات کی منہائی \*

۱۔ بعض شرکاء کے رائے میں خراج، عیب نہیں تھا۔

لیکن جو شرکاء زمیندار، عہدہ داروں کی خراج زمینوں میں خراج لازم قرار دیتے ہیں اور خراج کو حق شرعی قرار دے کر واجب الادا کہتے ہیں، ان کا رجحان یہ ہے کہ زمین دار سرکاری نکاح داکر نے سے خراج شرعی دلائیں ہوگا، بلکہ سہ ماہی مالک زمین پر لازم ہے کہ خراج خود نکاح کر۔ مصارف خراج میں صرف کرے۔

اور بعض شرکاء یہ مانتے ہیں کہ خراج شرعی سے سرکاری اخراجات منہا کرنے کے بعد خراج کی باقی مقدار مصارف خراج میں صرف کرنا ضروری ہے۔

۲۔ ہندوستان کی زرعی زمینوں پر خراج مقامہ لازم ہے و خراج کو طے؟

اس سلسلے میں بعض شرکاء زمیندار نے ادائیگی اور حسب وسعت کے فیض نظر تمام زمینداروں زمینوں میں خراج مقامہ لازم قرار دیا ہے۔

لیکن وجوب خراج کا رجحان رکھنے والے کٹر خطرات کے گرد سے زمینداروں کے بارے میں تاریخی طور پر ثابت ہے کہ فتح اسلامی کے بعد اس پر خراج مقامہ لازم قرار دیا گیا تھا (مثلاً بکراٹہ وراہنہ) ان میں خراج مقامہ لازم ہوگا، اور اس کی مقدار بھی ہوگی، جو اسلامی

۵۰ پہاڑی (مرتبہ) ۱۹۰۰ء تا ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء تا ۱۹۲۰ء ۱۹۲۰ء تا ۱۹۳۰ء ۱۹۳۰ء تا ۱۹۴۰ء

توجہات کے وقت متعین کی گئی، اور باقی تمام شرابی زمینوں میں خراج موطف کی ادائیگی لازم ہوگی۔

۳- وجوب خراج کارخان رکھنے والے اکثر شرکاء سمیت انہوں نے تو ظیف عمری کو بنیاد بنا کر ٹلے اور کہاں جیسی عام پیداوار کی خراج زمینوں میں فی جہیب ایک درہم نقد (یعنی ساڑھے تین ماشہ چاندی یا اس کی قیمت) اور پیداوار میں سے ایک سائ (یعنی تین کھوتین سو پچیس گرام) لازم قرار دیا ہے، اور سبزیوں کی زمین میں فی جہیب پانچ درہم یا اس کی قیمت، اور انور یا کھجور کے حاصل درختوں والے باغ پر فی جہیب دس درہم چاندی یا اس کی قیمت لازم قرار دی ہے۔

## زمینی پیداوار، درخت و سبزیوں پر عشر \*

۱- زکوٰۃ کی طرح عشر بھی ایک فریضہ ہے جس کا تعلق زمینی پیداوار سے ہے، قرآن کریم میں اہل ایمان کو پاکیزہ معاشی سے زکوٰۃ اور زمینی پیداوار سے عشر کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ مِنْ طُغْيَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ) (البقرہ: ۲۶۷)۔

عشر زمینی کی ہر پیداوار پر واجب ہے یا کچھ چیزیں وجوب عشر سے مستثنیٰ ہیں۔ اس سلسلہ میں قرآن و حدیث کے عمومی دلائل، شرکاء، مینار کے مقالات و آراء پر غور و غوض کے بعد سیمار الہیجہ پر پہنچا ہے کہ:

۱- بشمول گھاس و درخت وغیرہ ہر ایسی زمینی پیداوار پر عشر واجب ہے جس کی پیداوار سے مقصود نساء ہوئی ہے اور جسے آمدنی کی غرض سے پیدا کیا جاتا ہے، لہذا اتمام عقد فی اجناس، میوہ جات، پھلوں اور پھولوں پر عشر واجب ہے۔ البتہ خود و درخت اور گھاس تن سے حصول آمدنی مقصود نہ ہواں پر عشر واجب نہیں۔

۲- درخت تن سے پھل مقصود نہیں ہوتا بلکہ چار نے یا لرنچر اور غلات وغیرہ میں

\* پھناشکی سیمار (عمر آباد) کا دن ۱۷-۲۰ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۹۳ء-۳ جنوری ۱۹۹۴ء۔

ستھان ہوئے ہیں جیسے مہنوبر، ساکھو، شیشم، ساکوان وغیرہ اگر کسی مشرقی زمین کو ایسے درختوں کے لے ڈھ کر یا گیا ہو وہ ران کی کاشت سے آمدنی معصوم ہے، تو ایسے درختوں کے تیار ہونے میں چاہے جتنی مدت درکار ہو، کالے جانے کے وقت ان سے یا ان کی آمدنی سے عسری ہوائی ہو جب ہوگی۔

۳- وہ سبزیاں جو مشرقی زمین میں پونی جائیں اور ان سے متعدد آمدنی ہو، انہیں عسری واجب ہے۔ لہذا اپنے مکان کے گرد و پیش کی افقہ و اراضی یا اپنی جھتل پر لگائی جانے والی سبزیاں، جو ب عسری سے مستثنیٰ ہیں۔

## مزارعت (بنائی) والی کاشت پر عشر ۵

جس مشری زمینوں کی کاشت بطور بنائی کے کرانا جاتی ہے، ان کی پیداوار پر عشر کے  
 واجب ہونے سے ملنے میں سینارے غور و فکر کیا اور اس سے متعلق آئے ہوئے تمام متحالات کا  
 جائزہ لے کر اس نتیجے پر پہنچا:-

۱- اگر زمین کا مالک نور بنائی دار و دیواروں مسلمان ہوں تو وہ دیواروں پر اپنے اپنے حصہ کے  
 بقدر عشر واجب ہوگا۔

۲- اگر مالک زمین مسلمان اور بنائی دار غیر مسلم ہو تو مسلمان مالک پر اس کے حصہ  
 کے بقدر عشر واجب ہوگا۔

## عشر سے اخراجات ذراعت کی نہائی \*

۱۔ فقہی سمینار کے سامنے یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ آٹ کل کاشت کے جدید طریقوں میں ذراعت کہ اخراجات قدیم طرز کی جتنی کہ مقدار بلے میں نہیں زاد ہو تو ہیں، بعد ان بڑھے ہوئے اخراجات کو، اجب عشر کی دانگی سے پہلے اصل پیدوار سے منہا کیا جائے گا۔ کاشت کاریوں کو سبیلت حاصل ہو۔

سمینار نے اس مسئلہ پر غور کیا، اس کے ہر پہلو پر غور کرنے کے بعد سمینار اس نتیجہ پر پہنچا کہ عشر اور نصف عشر شریعت کی طرف سے منسوب مقدار ہیں، اور شریعت نے کاشت کو سیراب کرنے کی بنیاد پر ۱۰ اجابت کی کمی زیادتی کو اساس تسلیم کر لیا ہو، مقدار ۱۰ جب میں فرق کیا ہے، اور دیگر کسی قسم کے اخراجات کی رعایت کرتے ہوئے مقدار واجب میں تبدیلی کا متنازعہ نہیں لیا ہے، اور ہو مقدار واجب شریعت نے طے کر دی ہے اس میں عشق و قیاس کا دخل نہیں، اور نہ کسی کو قدر واجب میں تبدیلی کا حق ہے۔ دوسری طرف یہ بھی واقع ہے کہ کاشت کے جدید طریقوں پر جیسا اخراجات زاد ہو تے ہیں، پیداوار کی مقدار میں بھی معتد بہ اضافہ ہوتا ہے۔

بعد ازیں یہ یہ جسے کرنا ہے کہ کاشت کے جدید طریقوں سے زیادہ اور غیرہ مصارف پر ہونے والے زاد اخراجات اصل پیدوار سے مشابہ نہیں کئے جائیں گے۔



۲- حضرت امام انظم ابوحنیفہؒ اور بعض دیگر فقہاء کی رائے میں کیا ت اور بعض

احادیث کے عموم کے پیش نظر وجوب عشر کے لئے پیداوار کی مقدار کا کوئی نصاب نہیں ہے۔ ہر وہ  
یعنی جو زمین سے پیدا ہوا ہے وہ تکمیل مقدار میں ہو یا کثیر مقدار میں عشر کا نکالنا واجب ہوگا۔  
امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ و دیگر جمہور ائمہ کے نزدیک حدیث ”لنفس فیما دون خمسة  
اوسقی صدقة“ کی روشنی میں پانچ و حق سے کم اگر پیداوار ہو تو ایسے لوگوں پر عشر واجب نہیں  
ہے۔ سینا کی رائے میں جو نئے کاشت کار یا قدرتی آفات کی وجہ سے بہت کم مقدار میں  
پیداوار حاصل ہونے کی صورت میں مطلقاً وجوب عشر کے قول کے نیچے میں حواہیوں میں بتایا  
ہوئے ہیں۔ اس لئے ایسے حالات میں جبکہ کسی کاشت کار کی کل پیداوار پانچ و حق یعنی چھ کو مکمل  
۵۳ کلوگرام سے کم ہو تو صاحبین دو دیگر جمہور ائمہ کے قول پر عمل کرتے ہوئے اگر کوئی ضرورت  
مندفعہ اس پر عشر نہ نکالے بلکہ پوری پیداوار کو اپنے ذوق استعمال میں لائے تو ایسا کرنا  
جائز ہے۔ بعض شرکاء کا رجحان ہے کہ اگر نصاب سے کم پیداوار ہو اور دوسرے ذرائع کفالت  
موجود نہ ہوں تو خود استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔

## مکھانہ، پھلی و ریٹم پر عشر \*

۱- پانی میں کاشت کی جانے والی چیزیں مثلاً مکھان، سٹھان، زعفران وغیرہ زمینی پیداوار میں سے ہیں، اور ان سے استحصال ارض ہوتا ہے، اس لئے ان پر عشر واجب ہوگا۔

۲- لالہوں میں بغرض تجارت مچھلیوں کی پرورش کی جاتی ہے۔ یہ زمینی پیداوار میں سے نہیں بلکہ امول تجارت میں سے ہیں، اس لئے ان پر عشر کے احکام جاری نہ ہوں گے، بلکہ مال تجارت کی زکوٰۃ کا حکم ہوگا۔

۳- اگر عشری زمین میں شہتہ کی کاشت ریٹم پیدا کرنے کے لئے کی جاتی ہے، اور شہتہ کے پتوں کو ریٹم کے کیڑوں کی غذا حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، تو یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ جن اراضی کو شہتہ کے پتوں کے ذریعے ذریعہ آمدنی بنایا جاتا ہے، انکی اراضی پر شہتہ کے پتوں پر عشر واجب ہوگا۔ بعض شرکاء سمینار کی رائے میں پتوں پر عشر واجب نہیں، اس سے حاصل شدہ ریٹم پر زکوٰۃ امول ایہی شرائط کے ساتھ واجب ہوگی۔

## مکان، مچھت، گرو و پیش کی افتادہ اراضی اور اراضی اوقاف پر عشر \*

مکان۔ گمراہہ کی اراضی یا اس کی چھتوں یا مکان۔ گمراہہ و پیش کی افتادہ اراضی میں  
ہو نے والی سبزیاں، پھلوں وغیرہ، اسی طرح اوقاف کی اراضی بھروسہ وقف علی الاولاد کی اراضی  
میں عشر واجب ہے یا نہیں؟ ان مسائل پر غور و خوض کے بعد سمینار ال نتیجہ یہ پہنچا:

۱۔ چونکہ وجوب عشر کے لئے زمین کا عشری، معاشرہ ہے، اور مکان کی زمین نہ عشری  
ہے اور نہ ہی خراج، اس لئے مکان کے گمراہہ کی اراضی یا اس کی چھتوں یا مکان کے گمراہہ و پیش کی  
افتادہ اراضی کی سبزیوں اور پھلوں وغیرہ میں عشر واجب نہیں ہوگا۔

۲۔ چونکہ وجوب عشر کے لئے زمین کا مالک ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ جب ہے کہ  
غیر مملوک اراضی میں بھی عشر واجب ہے۔ نیز خرید واریں واجب ہے نہ کہ زمین میں اس لئے  
راضی اوقاف میں بھی عشر واجب ہوگا، جو اوقاف عامہ کی اراضی ہوں یا وقف علی الاولاد کی۔

## وقف ☆

وقف کو اسلامی تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل رہی ہے، اور وقف کے ذریعہ بڑے بڑے تہذیبی، تمدنی، تعلیمی اور سماجی کاموں کو انجام دینے گئے ہیں، اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے سمیٹا کر وقف کی اہمیت اور اس کے فائدے بیان کیے گئے ہیں۔

۱۔ ہندوستان میں مسلم اہلکار کو سرکاری و غیر سرکاری ناجائز قبضوں سے وکھار کرنے، اور وقف کی جائیداد کو چھوڑنے اور ان کے املاکات اور شرفی علاقوں کی حمایت کرتے ہوئے بڑھانے، فلاح اور بنانے، اور ان کی سرکاری کاری کرنے کی کوشش کی جائے۔

۲۔ بیجاؤں، مطلقہ عورتوں، یتیموں، بیماروں اور دیگر ضرورت مند لوگوں کی حاجت روائی کے لئے وقف کا قیام عمل میں لایا جائے۔

۳۔ ضرورت مند طلبہ کی اعانت اور ان کے لئے املاکات و غیرہ کی فراہمی کے لئے وقف جو تعلیمی امور قائم کیا جائے۔

۴۔ دینی مراکز اور اسلامی عمارتوں کی تعمیر کے لئے وقف جو دینی مراکز کا قیام میں لایا جائے۔

۵۔ ان تمام شعبوں کے لئے اہل خیر حضرات کو چاہئے کہ وہ کھول کر حصہ لیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ جاریہ ہوگا۔

## رہی جمار کا مسئلہ ☆

۱۔ حج اسلام کی ایک اہم ترین عبادت ہے، جو زندگی میں ایک ہی بار فرض ہے، اس لئے تہاج کرام کو چاہئے کہ حج میں اہل اور مسنون طریقہ پر عمل کریں اور زیادہ سے زیادہ احتیاطی پہلو کو ملحوظ رکھیں۔ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ تینوں دنوں (۱۰، ۱۱، ۱۲ ذوالحجہ) کو رہی کے اوقات میں کافی وسعت ہے اور ہر دن اگلے دن کے طلوع صبح صادق تک رہی کرنے کی گنجائش ہے۔ اس لئے اگر رہی کے لئے اپنے حالات کے لحاظ سے مناسب وقت کا انتخاب کیا جائے تو دشواری نہ ہو اور حادثات پیش نہ آئیں، کیونکہ زیادہ تر حادثات غلط پسندی اور مسائل حسد و اقیقت کی وجہ سے پیش آتے ہیں۔

۲۔ ۱۰ ذوالحجہ کی رہی طلوع آفتاب سے پہلے اور صبح صادق کے بعد کا عام لوگوں کے لئے مکروہ ہے، البتہ معذورین، بیمار، خواتین اور ضعیف حضرات کے لئے اس وقت بھی رہی کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

۳۔ ۱۰ ذوالحجہ کی نصف شب سے رہی کرنا کسی کے لئے بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ اس وقت رہی کا وقت ہی شروع نہیں ہوتا۔

۴۔ ۱۱، ۱۲ ذوالحجہ کو رہی کا وقت زوال آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے اور اگلی تاریخ کی صبح صادق سے پہلے پہلے تک رہتا ہے، ان ہی اوقات میں رہی کرنا چاہئے اور حج فرض ادا کرنے والوں کو خاص کر اس کا اہتمام کرنا چاہئے، البتہ شدید مجبوری اور دشواری کی بنا پر اگر کسی مسافر یا معذور (اعظم کفر) تاریخ ۱۰-۱۳ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۳۰ مارچ-۲ اپریل ۲۰۰۷ء

شخص نے ذوال سے پہلے رمی کر لیا تو امام ابوحنیفہ کے قول پر عمل کرتے ہوئے اس پر دم واجب نہیں ہوگا۔

۵- ۱۱، ۱۲ ارڈو الحجہ کو غریب آفتاب کے بعد رمی کرنا ازدام کی موجودہ کیفیت کو دیکھتے ہوئے کر دہ نہیں ہے۔

۶- ۱۲ ارڈو الحجہ کو غریب آفتاب کے بعد رکے رہنے سے ۱۳ ارڈو الحجہ کی رمی واجب نہیں ہوگی۔ ہاں اگر منی میں ۱۴ ارڈو الحجہ کی صبح صادق طلوع ہو جائے تو پھر ۱۳ کی رمی بھی واجب ہو جائے گی۔

## قیام منی کا حکم

۱- یام منی میں تہاج کے لئے منی میں ہی رات گزارنا مستنون ہے۔ اس لئے تہاج کر ام کو چاہئے کہ یہ راتیں منی میں گزارے اور بلا ضرورت محض راحت و آرام کے لئے منی سے باہر قیام کر کے ایک دن سنت کے نادرک نہ بنیں۔

۲- البتہ اگر حکم کی نگی اور حکومت کے نظام کی وجہ سے منی کے باہر قیام کرنا پڑے تو اس میں حرج نہیں ہے۔

# سماجی مسائل

## نکاح میں لڑکی ہار کے اور اولیاء کے اختیارات ☆

۱: الف۔ شریعت اسلامیہ میں ولایت نکاح کا مفہوم یہ ہے: کسی کو دوسرے کے عقد نکاح کا اختیار حاصل ہوا۔

ب۔ اس کی دو صورتیں ہیں: ۱۔ ولایت اجبار ۲۔ ولایت انتخاب۔  
ولایت اجبار: ایسا اختیار جو دوسرے کی رضامندی پر موقوف نہ ہو۔  
ولایت انتخاب: ایسا اختیار جو دوسرے کی رضامندی پر موقوف ہو۔  
ج۔ شرعاً ولی کے لئے حسب ذیل صفات ضروری ہیں:

دماغ توازن کا درست ہونا، بالغ ہونا، آزاد ہونا، ورثت کا استحقاق ہونا، مسلمان ہونا۔  
اولیاء مکرتبہ عصبات میں وراثت کی ترتیب کے مطابق ہے۔

۲۔ سرعاً قائل بالغ کو خواہ مرد ہو یا عورت، خود اپنا نکاح کرنے کا حق حاصل ہے، اور جو بالغ نہیں یا جس کا دماغ توازن صحیح نہ ہو تو ان کے نکاح کا اختیار اولیاء کو حاصل ہے، اور اس سلسلہ میں لڑکی ہار کے کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

۳۔ عاتکہ بالغ لڑکی کو ولی کی مرضی کے بغیر خود اپنا نکاح کرنے کا حق حاصل ہے، البتہ بھڑیہ ہے کہ اولیاء اور لڑکی کی رضامندی سے نکاح ہو۔

۴۔ عاتکہ بالغ لڑکی اپنے نکاح میں کفالت پامیر کے مطلوبہ معیار کا لحاظ نہ کرے تو

☆ حکیم محمد اسحاق علی میمنہ (پندرہ) تاریخ ۲۹/۳/۱۳۱۹ھ - ۲۴/۴/۱۳۲۰ھ مطابق ۱۲/۱۰/۱۹۹۹ء۔





## فون، ویڈیو کانفرنسنگ

### اور انٹرنیٹ کے ذریعہ نکاح ☆

نکاح کا معاملہ بہ مقابلہ عقد نکاح کے زیادہ مازک ہے، اس میں عبادت کا بھی پہلو ہے، اور گواہان کی شرط بھی ہے، اس لئے انٹرنیٹ، ویڈیو کانفرنسنگ اور فون پر راستہ نکاح کا ایجاب و قبول معتبر نہیں، لہذا اگر اس ذرائع ابلاغ پر نکاح کا وکیل بتلا جائے اور وہ گواہان کے سامنے اپنے موکل کی طرف سے ایجاب و قبول کر لے تو نکاح درست ہو جائے گا۔ اس صورت میں یہ بات ضروری ہوگی کہ گواہان وکیل بتانے والے نائب شخص سے واقف ہوں یا ایجاب و قبول کے وقت اس کا نام مع ولہ جتہ ذکر کیا جائے۔

## جبری نکاح ☆

۱- اگر کایا لڑکی جب بالغ ہو جائے تو شریعت نے انہیں اپنی ذات کے بارے میں تعارف اور نکاح کے سلسلے میں رشتہ کے انتخاب کا حق دیا ہے۔ یہ حریمت شخصہ شریعت اسلامیہ کے امتیازات میں سے ہے، بلکہ حق مغرب و مشرق کی بہت سی قوموں نے عورتوں کو جو حقوق دینے میں وہ انہیں اسلامی تعلیمات سے متاثر ہونے کا نتیجہ ہے۔

۲- اولیہ کی جانب سے بالغ لڑکی یا لڑکے کو ان کی خواہش اور رضا کا خیال سے بغیر کسی رشتہ پر مجبور کرنا قطعاً جائز نہیں، بلکہ اولیہ کا اپنی رائے پر اصرار اور اس پر مجبور کرنے کے لئے طرحت طرح کی دھمکیاں دینا، اسلام کے دینے ہوئے حقوق سے محروم کرنے کی مارد کوشش ہے، جو کسی طرح درست نہیں ہے۔

۳- لڑکوں اور لڑکیوں کو بھی چاہئے کہ اپنے اولیاء کے انتخاب کردہ رشتے کو ترجیح دیں، کیونکہ اولیاء کی شفقت و محبت اور ان کے تجربہ کی وجہ سے عموماً یہی امید ہے کہ اولیاء نے ان کے لئے رشتے کا انتخاب کرتے وقت ان کے مفادات کا ملحوظ راجع رکھا ہوگا۔

۴- نکاح کے منعقد ہونے یا نہ ہونے کا تعلق نکاح کے وقت رضا مندی کے اظہار سے ہے، بلکہ اگر بالغ لڑکے یا لڑکی نے نکاح کے وقت رضا مندی کا اظہار کر دیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔

۵۔ اگر قاضی شریعہ اور انشاء کے کلام کرنے والے اور وہی وزیر داروں کے سامنے یہ بات تحقیق ثابت ہو جائے کہ اویا نے بالغ لڑکی کے نکاح کے مسئلے میں جبر و زبردستی سے کام لیا ہے، اور اس کو مجبور کر کے بوقت نکاح ہاں کرایا ہے، اور لڑکی رشتہ ہو جانے کے بعد اس رشتہ کو باقی و برقرار رکھنے کے لئے کسی طرح تیار نہیں ہے اور فسخ کا مطالبہ کرتی ہے اور شوہر نہ بھور خود سے جد کرتا ہے اور نہ غلط و طلاق پر آمادہ ہے تو قاضی شریعہ کو دفع ظلم کی غرض سے فسخ نکاح کا حق حاصل ہوگا۔

## نکاح میں کفایت ☆

۱- اسلام تمام نئی نوع انسان کو ایک اور برابر تسلیم کرتا ہے اور آدمی آدمی کے درمیان کوئی فرق روا نہیں رکھتا اور بحیثیت انسان ہر ایک کو برابر عزت دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ [محرمت ۱۳]۔

اس لئے اسلامی نقطہ نظر سے انسانوں کی طبقاتی تقسیم اور رنگ و نسل کی بنیاد پر انسانوں کو اعلیٰ اور گھٹیا سمجھنا گوارہ نہیں کیا جاسکتا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾ [الاعراف ۷۱]۔

۲- اسلام نے بہت صاف لفظوں میں اخوت اسلامی کا نظریہ پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ [محرمت ۱۰]۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضاً“ اور فرمایا: ”مثل المؤمنین مني توادهم وتراحمهم وتعاطفهم كمثل الجسد الواحد إذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى“۔

اس لئے ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، کسی کا دوسرے کو ذات پر لوری کی بنیاد پر حقیر سمجھنا اور نسب و نسل اور زبان پر فخر کرنا اسلامی تعلیمات کی صریح خلاف ورزی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "لا یحل لمسلم ان یحقر أحدہم المسلمین۔"  
 کل المسلم علی المسلم حرام دمہ وماله وعرضہ۔"

۳۔ نکاح کے ذریعہ و اجنبی مرد و عورت زندگی بھر کی رفاقت کا عہدہ بیان کرتے ہیں  
 اور ایک دوسرے کے دائرہ ارب و پرہیز و پیشہ اور سب ملکوت میں جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **صَلِّ لِمَنْ لَمْ يَلِدْ وَلِلْمَنْ لَمْ يُولَدْ** [پھر ۱۷: ۳۱]۔ اور  
 ارشاد ہے: **وَمَنْ آمَنَ أَنْ حَلَفْتُ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أُولَئِكَ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ** [البقرہ ۱۷۷]۔

اسلام نکاح کو ستوار اور پائیدار و مضبوط چاہتا ہے اور ایسی ہر بات عطا ہے جن پر عمل  
 کرنے سے نکاح اپنے مقاصد کو پورا کرے اور میں بتاتی ہوں حیات و شکر و زندگی گزاریں۔

۴۔ کفالت کی حقیقت مماثلت اور یکائیت ہے، میں بیوی کے درمیان فکر نہیں۔  
 معاشرت دھڑلہ مارے، دیداری وغیرہ میں یکسانیت یا قربت ہونے کی صورت میں اس کی زیادہ  
 امید ہوتی ہے، وہوں کی ازدواجی زندگی خوشگوار گذرے، اور رشتہ نکاح مستحکم ہو، بے جواز نکاح  
 ممنوعہ یا حرام رہے ہیں۔ اور اس کا حامی ہے نہ۔ تراکات ان وہوں مخصوص سے متجاوز ہو کر، انوں  
 کے گھروں اور خاندانوں تک پہنچتے ہیں، اس لیے احکام نکاح میں شریعت نے کفالت کی رہنمائی  
 کی ہے۔

۵۔ مسلمان عاقل بالغ لڑکے اور لڑکی کا باپ یا بیوی رشتہ مندی سے یا گریہ عقد نکاح شرعاً  
 منعقد ہو جاتا ہے، کفالت لڑکے یا عقیقہ میں موثر ہے، صحت و اعتقاد نکاح میں نہیں۔

۶۔ کوئی بھی غیر مسلم اسلام قبول کر لینے کے بعد مسلم سوسائٹی کا ممبر ضرور بن جاتا ہے،  
 اسے پشتینی مسلمانوں کے برابر حقوق و امتیاز حاصل ہو جاتا ہے۔ مسلمان لڑکیوں کا نکاح اگر



## عقد نکاح میں شرائط کی فقہی حیثیت ☆

۱- نکاح میں اگر ایسی شرطیں لگائی جائیں جو نکاح سے واجب ہونے والی ذمہ داریوں اور حقوق ہی کو منکوحہ کرتی ہوں تو وہ معتبر ہیں اور شوہر پر ان کو پورا کرنا واجب ہے۔

۲- نکاح کے جہت ایسی شرائط ماند کرنا جو عقد نکاح کے تقاضوں کے خلاف ہوں یا شریعت نے ان سے منع کیا ہو غیر معتبر ہیں، جیسے شوہر کا نفقہ نہ دینے کی شرط لگانا یا چیز و ملک کی شرط لگانا۔

۳- نکاح کے وقت ایسی باتوں کی شرط لگائی جائے کہ شریعت نے ان کو نہ لازم و واجب قرار دیا ہے اور نہ ان سے منع کیا ہے، تو ایسی شرطوں کو پورا کرنا واجب ہے۔



مہر کا شرعی حکم

اں جاں کا احساس ہے کہ میری مرنے اور چاندی۔ کھڑے یہ تعین عمل میں آئے گا کہ  
پوری طرح عورتوں کے حقوق کا تحفظ ہوئے اور سکون کی فوٹ خرید میں آئی کی وجہ سے ان کو نقصان  
نہ پہنچے۔

## مطابقہ چیز شریعت کی نظر میں

الحمد للہ، اکیدمی کا یہ اجلاس اس صورت حال پر اپنی سخت تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ آج ہماری مائلی نہ کی میں لڑکوں کی شہرہ فرہشت کا مزاق پھوٹا ہے اور انہیں مال تجارت بنالیا گیا ہے، بھی لڑکوں کی طرف سے بھی ان کے والدین اور اقرباء کی طرف سے، اور کبھی خود لڑکی والوں کی طرف سے نہ صرف یہ کہ قیمت نکالنی جاتی ہے بلکہ بھاؤ تاؤ پایا جاتا ہے۔ اور کون دیا وہ سے زیا۔ وہ دے گا اس کی تاشا لی جاتی ہے۔ شہر کا کھاج میں لڑکی والوں سے کچھ نہا۔ وہ چاہے تلک کے نام پر ہو یا کپڑے و دیوڑے کے نام پر ہو۔ یا مرنے والی چیز کے نام پر ہو یا۔ نہیں شریعت نے "احل لکم ما وراءہ لکم ان قبھوا باموالکمہ" (قرآن کریم) کے حکم رہائی کے دیوڑوں پر کھاج میں مال خرچ کرنے کی ذمہ داری عائد کی ہے۔ آج ہم نے اس حقیقت کو بدل ڈالا ہے۔ دیوڑوں کو کھاج کے لئے مال خرچ کرنا پڑتا ہے۔ کبھی جس تن مطالبہ ہوتا ہے۔ کبھی عامت اور عرف و رواج کے تحت یہ ہوتا ہے۔ یہ ساری صورت حال چاہے اس طرح کا مال بھائیو یا پیٹنگٹن کرنا ہو، شہر عاجازہ صورت نہیں ہے۔

اکیدمی کا یہ اجلاس تمام مسلمانان ہند کو اس طرف متوجہ کرتا ہے کہ وہ مسلم عائشہ کو ان خطوط پر متوجہ کریں جو محمد رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے تجویز کیا ہے، اور عائشہ کو ہر طرح سا دور نہیں، اور ارشاد نبوی "اعظمہ النکاح ہو کتہ لیسرہ علفہ" کے مطابق بغیر جہر و نیاؤہ فرما کر عورت کو نکاح کرنا، اور نف و تنذیر کے بغیر عقیقت تو یہ انجام دیں۔

۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

## حالت نشہ کی طلاق

۱- اگر کسی شخص نے لاشعری میں نشہ آور حرام چیز کا استعمال کیا اور اسے نشہ جاری ہو گیا، تو یہ طلاق نہیں ہے۔

۲- کسی شخص نے اگر کسی نشہ آور حرام چیز کا استعمال ایسی صورت میں بطور ہوا کئے کیا جب ماہرِ مسلم اطباء کی رائے میں اس کے مرض کا علاج اسی نشہ آور چیز سے ہی ہو سکتا ہے، یا بھوک اور پیاس کی غیر معمولی شدت میں (کوئی حالِ حیرانہ نہ ہونے کی وجہ سے) بولنا چھانے، کمر لے نشہ آور چیز کا استعمال کیا اور اسے نشہ جاری ہو گیا۔ حالت نشہ میں اس شخص نے بیوی کو طلاق دے دی تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی۔

۳- کسی شخص کو شراب یا کسی دوسری نشہ آور چیز کے استعمال پر مجبور کیا گیا۔ پھر وہ اگر اسے خود مصروفِ اختیار کی گئی جس میں اس کے لئے اس حرام چیز کا استعمال کرنا جائز ہو گیا، اس نے اسے نشہ آور چیز کا استعمال کیا اور نشہ جاری ہونے پر یہی کو طلاق دے دی تو یہ طلاق بھی واقع نہ ہوگی۔

۴- جائز و حلال چیز کے استعمال سے اگر کسی شخص کو نشہ طاری ہو گیا اور حالت نشہ میں اس نے بیوی کو طلاق دے دی تو یہ طلاق شرعاً معتبر نہ ہوگی۔

۵- کسی شخص نے شراب یا کسی اور نشہ آور حرام چیز کا استعمال اپنی رضا مندی سے جان

یو چھ کر کیا اور اسے نشہ طاری ہو گیا لیکن وہ نشہ کی بہت ہی حالت میں ہے جس میں ایک قسم کا سرور طاری ہوتا ہے البتہ ہوش و حواس برقرار رہتے ہیں اور انسان بات سمجھتا ہے۔ اسی حالت میں وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے تو اس کی طلاق واقع ہوگی۔

۶۔ اور اگر اس حالت میں اس کو شدید نشہ طاری ہو گیا، جس کی وجہ سے ہوش و حواس برقرار نہ رہا، بالکل ہوش و حواس کھو بیٹھا، اور اس حالت میں اس نے الفاظ طلاق استعمال کئے تو اس کی طلاق واقع ہوئی یا نہیں اس سلسلہ میں شرکاءِ ہینا ردو رائے رکھتے ہیں:

الف۔ اکثر شرکاءِ ہینا اس طلاق کو واقع نہیں مانتے، ان میں سے چند اہم نام یہ ہیں:

- |   |  |
|---|--|
| ۱۔ مولانا قاضی جاوید اسلام آبادی صاحب   | ۲۔ مولانا سید نظام الدین صاحب (میر شریعت آباد لاہور) |
| ۳۔ مولانا یعقوب اسماعیل دہلوی صاحب      | ۳۔ قاضی عبدالکبیر صاحب (قاضی اہل سنت شریعت)          |
| ۵۔ مولانا عبید اللہ صاحب                | ۶۔ مولانا حقیق احمد قاسمی صاحب (قاضی انیسویں)        |
| ۷۔ مولانا ابوالخیر صاحب                 | ۸۔ مفتی حفیظ الرحمن صاحب (مفتی اہل سنت شریعت لاہور)  |
| ۹۔ مولانا محمد سلیمان صاحب              | ۱۰۔ مولانا فاضل الرحمن صاحب                          |
| ۱۱۔ مولانا زبیر احمد قاسمی صاحب         | ۱۲۔ مفتی جنید احمد صاحب                              |
| ۱۳۔ مولانا سلطان احمد صاحب              | ۱۴۔ مولانا مبارک الدین صاحب                          |
| ۱۵۔ مفتی نسیم احمد صاحب                 | ۱۶۔ مولانا خورشید احمد صاحب                          |
| ۱۷۔ مولانا افتخار احمد صاحب (میر دہلوی) | ۱۸۔ مولانا مبارک حسین صاحب (پنجاب)                   |
| ۱۹۔ مولانا خورشید نوید صاحب             | ۲۰۔ مولانا امجد احمد صاحب                            |
| ۲۱۔ مولانا غفر الاسلام صاحب             | ۲۲۔ مولانا رشید حسین صاحب                            |
| ۲۳۔ مولانا بایں احمد صاحب               | ۲۴۔ مولانا امجد احمد صاحب                            |

ب۔ درج ذیل حضرات طلاق واقع ہونے کے قائل ہیں:

- |                           |                               |
|---------------------------|-------------------------------|
| ۱۔ مولانا بایں الدین صاحب | ۲۔ مفتی عبدالرحمن صاحب (دہلی) |
| ۳۔ مفتی محمد علی صاحب     | ۴۔ مفتی حبیب اللہ صاحب        |

۵- سولانا پور سیکان مقامی صاحب

۶- سولانا ایچکائی صاحب

۷- سولانا اختر امام جادل صاحب

۸- سولانا عبداللطیف پندری صاحب

۹- سولانا عبدالغفور صاحب

۱۰- سولانا فضل کمال صاحب

۱۱- سولانا احمد دیوانی صاحب

۱۲- سولانا محمد جزدہ گردیچندی صاحب

۱۳- سولانا محفوظ الرحمن شایین جوالی صاحب

۱۴- سولانا بیچندل صاحب

۱۵- سولانا خورشید عالم کاتنی صاحب

۱۶- سولانا سعید الرحمن صاحب ممکن

۱۷- سولانا عبدالغفور مظاہری صاحب ممکن

۱۸- سولانا نذیر احمد کشمیری صاحب

۱۹- سولانا جمال الدین صاحب

۲۰- سولانا عرفان غازی صاحب

## خواتین کی میراث \*

ملک بھر سے آئے ہوئے علماء اور فقہاء اور اصحاب افتاء کا یہ اجتماع اس بات پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ صوبہ اتر پردیش میں ابھی تک خواتین کے ساتھ وراثت کے معاملہ میں بے انصافی اور ظلم جاری ہے۔ یوپی کے موجودہ قانون کے مطابق خواتین کو ذرائعی اراضی میں مرد و زنان کی موجودگی میں وراثت کے حق سے محروم رکھا گیا ہے۔ یہ قانون ہندوستان کے آئین اور شریعت اسلامیہ سے متصادم ہے۔

اس سیمینار کے شرکاء اس بات پر بھی اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں کہ مسلم پرست کا (شریعت) ایکٹیشن ایکٹ ۱۹۳۷ء کی دفعہ ۴ سے زراعتی اراضی کو نکال دیا گیا ہے جس کی بنیاد پر مسلمان خواتین اپنے شرعی حق وراثت سے قانونی طور پر محروم ہو گئی ہیں۔

یہ بات درست ہے کہ علماء کرام نے اس سلسلہ میں کئی فتاویٰ جاری کئے ہیں جن کی وجہ سے زیادہ تر مسلم خاندانوں میں وراثت کی تقسیم قرآن و سنت کی روشنی میں کی جاتی رہی ہے۔

اس سب کے باوجود بھی اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یوپی زمینداری ایکٹ اور شریعت ایکٹ میں فوراً ترمیم کی ضرورت ہے تاکہ خواتین کو عام طور سے اور مسلم خواتین کو خاص طور سے ان کے حق وراثت سے محروم نہ کیا جاسکے۔

## مسلمو غیر مسلم تعلقات ☆

۱۔ اسلام کا اپنا ایک مستقل نظام حکمرانی ہے۔ لیکن موجودہ عالمی حالات میں دہرے غیر اسلامی نظامہائے حکومت کے مقابلہ میں مروجہ جمہوری نظام ہی مسلم اقلیتوں کے لئے قابل ترجیح ہے۔ لہذا اس نظام کے تحت مسلمانوں کا ایکشن میں حصہ لینا، امیدوار بننا، ووٹ دینا اور کسی امیدوار کے لئے انتخابی مہم چارنا جائز ہے۔

۲۔ مسلمانوں کے ملی ورثہ جی منادات کا تقاضا ہے کہ ووٹ دینے کا قانونی حق بھرپور طریقہ سے استعمال کریں۔

۳۔ ان سیاسی جماعتوں نے اعلان کیا، اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت کو اپنی جماعت کا مقصد نہ لایا ہو، ان میں مسلمانوں کی شمولیت جائز نہیں اور ان کے کسی امیدوار کو ووٹ دینا بھی جائز نہیں ہے، خواہ وہ ذاتی طور پر تک خصلت ہو۔

۴۔ جمہوری سیکولر سیاسی پارٹیوں سے ملی منادات کے تحت معاہدے کئے جاسکتے ہیں۔

۵۔ ملک اور انسانیت کے نفع اور معاشرہ میں عدل و انصاف اور امن و سلامتی کی نفاذ قائم کرنے کے لئے غیر مسلموں کے ساتھ ملی کام کیا جاسکتا ہے اور ان کے احترام سے چلتے ہیں بھی کام کی جاسکتی ہیں۔

۶۔ مسلمانوں کو ایسی جگہ رہائش اختیار کرنی چاہئے جہاں وہ اپنے دین و ایمان اور اپنے شخص کو برقرار رکھ سکیں اور تعلیم و تربیت کا ایسا انتظام ہوتا چاہئے جس سے اپنے دینی و ملی تشخص کی حفاظت کر سکیں۔

۷۔ اسلام میں غیر مسلم پڑوسیوں اور اہل تعلق کے بھی حقوق ہیں۔ اس لئے ان کی بیماری، غم، محنت و احوال پر ان کی عیادت و تحنیت لگ جائے گی۔

۸۔ ۱۔ ہر مہاجر یا مہاجرین کے لئے مسلمانوں کی زمین کو معبود کا درجہ دینے والے کا قصور پایا جاتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے اس جیسے کثرت کا پناہ سنا سنا کر حرام ہے۔ اور ان پر اس سے امت از کرنا لازم ہے۔

۹۔ اگر غیر اسلامی قانون شہادت یا دوسرے انہی کی بنیاد پر کسی مسلمان کے حق میں خلاف شرع فیصلے ہو جائیں تو اس کے لئے اس سے استفادہ جائز نہیں ہے۔ یہ تین بار تمام مسلمانوں سے پوچھا گیا ہے کہ اپنے گناہات و ارتکبات میں سے لے جائیں اور وہاں بوجہ فیصلہ ہو اس کو قبول کریں اور اس کے مطابق عمل کریں۔ یہ اس لئے بھی نہ مری ہے کہ بعض مقدمات میں مسلمان تاحق کا فیصلہ شرعاً ملتا ہے۔

۱۰۔ مسلمانوں کا تصور غیر اسلامی ہے اور کتاب و سنت کی روش سے باطل اور عملی طور پر غیر مفید ہے۔ بلکہ یہ دراصل اسلام کے شخص کو نہ ماننے کی ایک گہری سازش اور مسلمانوں کو کمرہ کی پڑا لے کی ایک مپاک کوشش ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو ایسے فتنہ سے بچنا چاہئے۔

۱۱۔ اسلام انسانیت کا امت مسلمہ ہے اس لئے مسلمانوں کے لئے حتیٰ المقدور فساد و تہرید کی بنیاد پر مظلوم غیر مسلم ہیوں کی مدد کرنا ان کا اخلاق اور مذہبی فریضہ ہے۔

۱۲۔ مسلمانوں کی طرف سے پھیلنے والے فتنہ و فسادات غلطی کے اثرات ہیں۔



ہا سوجھن وغیرہ کے ذریعہ برا تعزیتی جذبہ تمام لوگوں کی خدمت و اعانت کرتی چاہئے، یہی انسانی  
 ہمدردی اور انسانی تعلیمات کا تقاضا ہے، لہٰذا اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ زکوٰۃ کی رقم صرف  
 مستحق مسلمانوں ہی پر خرچ کی جائے۔

۱۴- انسانی تعلیمات کا تقاضا ہے کہ قدرتی آفات کے مواقع پر مسلم تنظیموں کی جانب  
 سے براہِ امان و امن کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کیا جائے اور ان کے ساتھ ہمدردانہ رویہ اختیار  
 کیا جائے۔

# معاشی مسائل

## جدید ذرائع ابراغ کے ذریعہ عتق و معاملات ☆

۱۔ ”مجلس“ سے مراد وہ حالت ہے جس میں عاقدین کی معاملہ کو طے کرنے میں مشغول ہوں۔ ”تجد مجلس“ کا مفہوم ایک ہی وقت میں ایجاب کا قبول سے مربوط ہونا ہے۔ اور ”اختلاف مجلس“ سے مراد یہ ہے کہ ایک ہی وقت میں ایجاب و قبول میں ارتباط کا تحقق نہ ہو سکے۔

۲۔ الف۔ نون اور ویدیکانفرسنگ۔ کہ ذریعہ بیع میں ایجاب قبول معتبر ہوگا، بشرطیکہ یہ بھی اگر ایک مدت عاقدین موجود ہوں اور ایجاب کہ بعد نوادہ ہر سے کی طرف سے قبول ظاہر ہو جانے تو بیع معتقد ہو جائے گی، اور ان صورتوں میں عاقدین کو متحد مجلس تصور کیا جائے گا۔

ب۔ اگر بشرطیکہ پہلے شخص نے بیع کی پیشکش کی، اور دوسرا شخص اس وقت بشرطیکہ یہ موجود نہیں تھا، بعد کو اس نے اس پیشکش کرنے والے کا پیغام حاصل کیا، یہ صورت تحریر و کتابت کے ذریعہ بیع کی ہوگی، اور جس مدت دوسرا شخص اس پیشکش کو پڑھے ہی وقت اس کی جانب سے قبولیت کا اظہار ضروری ہوگا۔

۳۔ اگر خریدار اور بائ نے اپنے معاملہ کو غلطی رکھنا چاہا اور اس کے لئے تحریر کوڈ (Secret Code) استعمال کیا تو کسی شخص کے لئے اس معاملہ سے باخبر ہونے کی کوشش جائز نہیں ہوگی، البتہ کسی اور شخص کا حق شعور یا کوئی اور شرعی حق اس مفید یا بیع سے متعلق ہو تو اس کے لئے اس عملی معاملہ کے بارے میں واقفیت حاصل کرنا درست ہے۔

## کرنسی نوٹ کی شرعی حیثیت \*

”جو جودہ دور میں سونا چاندی ذریعہ تبادلہ نہیں رہا، اور کاغذی نوٹوں نے ذریعہ تبادلہ بنائے ہوئے ہیں۔ سونے چاندی کی جگہ لے لی ہے، حکومت کے قوانین بھی کاغذی نوٹوں کو مکمل طور پر نمٹن کی حیثیت دیتے ہیں اور بحیثیت نمٹن نوٹوں کو قبول کرنا لازماً قہراً دیتے ہیں، غرضیکہ کاغذی نوٹوں کی حیثیت صرف ”جودہ“ میں درکار نوٹوں کی ہوگئی ہے۔ کرنسی کے اس اہم کیرہ اتنے بڑے ہو چکی اور فقہی مسائل پیدا کئے ہیں ان کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لینے اور غور و خوض کرنے کے بعد شرکاء سمیعاً طریق ذیل نکات پر متفق ہوئے

۱۔ کرنسی نوٹ ”بدھوالہ“ نہیں ہے بلکہ نمٹن ہے اور اسلامی شریعت کی نظر میں کرنسی نوٹ کی حیثیت ”در اصطلاحی“ درکار نوٹوں کی ہے۔

۲۔ ”محضر حاضرہ“ میں نوٹوں نے ذریعہ تبادلہ ہونے میں مکمل طور پر ذرا فلاحی (سونا چاندی) کی جگہ لے لی ہے اور باہمی لین دین نوٹوں کے ذریعہ انجام پاتا ہے، اس لئے کرنسی نوٹ بھی حکام میں ضمن تحقیق کے ساتھ پہلے ایک ملک کی کرنسی کا تبادلہ اسی ملک کی کرنسی سے کئی پیشی کے ساتھ نہ تو نقد جائز سمجھا جاتا ہے۔

۳۔ ”دہلویوں کی کرنسیاں“ وہ جناس ہیں، اس لئے ایک ملک کی کرنسی کا تبادلہ دوسرے ملک کی کرنسی سے بھی پیشی، کہ ساتھ حسب رضا، مرفیقین جائز ہے۔

۴۔ کرنسی نوٹوں پر زکوٰۃ لازم ہے۔

۵۔ نوٹوں میں زکوٰۃ کا نصاب، پابندی کے نصاب کی قیمت کے مساوی ہوگا۔

۶۔ مؤخر مطالبات کے سلسلے میں کرنسی نوٹوں کی قوت خرید اور قدر و قیمت میں ہونے

والے اتار چڑھاؤ کا احکام شرعیہ میں اعتبار کیا جائے یا نہیں؟

اس سلسلہ میں شرکاء سمینار کے درمیان دو نقطہ پائے نظر پائے جاتے ہیں۔ سبکی کی

راے میں اس مسئلہ کے بارے میں کوئی فیصلہ آئندہ مزید غور و فکر کے بعد کیا جائے گا۔

## قسط پر خرید و فروخت ☆

۱- خرید و فروخت کے معاملہ میں ادھار فروخت کی صورت میں بمقابلہ نقد قیمت کا اضافہ جائز و درست ہے، اور اس طرح کی خرید و فروخت بھی درست ہے بشرطیکہ معاملہ کو مکمل کرتے جتنے بات اس پر ختم کی جائے کہ یہ خرید و فروخت ادھار اتنی قیمت پر اور اتنی مدت کے لئے ہو رہی ہے (۱)۔

۲- ادھار قیمت یکمشت ادا کی جائے یا چند حصوں و قسطوں میں، دونوں صورتیں درست ہیں۔

۳- دوسرا فقہی مہیار (مہیجی) بتا رہا ہے ۲۳ - ۲۴ ہجری ۱۸ فی ۱۳ مطابق ۱۲ - ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۷ء۔  
(۱) تیسرے فقہی مہیار (مہیجی) بتا رہا ہے ۱۹۹۷ء میں مراہجی کے ذیل میں فیصلہ نمبر ۳ کے تحت ب میں کہا گیا ہے کہ ”یہ درست نہیں ہوگا کہ سالہ کر کے واپس لیا جائے کہ اگر نقد خرید لیا جائے تو یہ قیمت ہوگی اور ادھار خرید لیا جائے تو دوسری قیمت، یا ادھار کی مدت کے کم یا زیادہ ہونے پر قیمت کی کمی ہو یا دلی کا ذکر معاملہ کر کے وقت کہا جائے، بلکہ ہینک خرید اور کوٹلوہ سالانہ کا نمونہ لکھا کر وضاحت کرے کہ اس کی قیمت اتنی مدت میں اتنی قسطوں میں ادا کرنی ہوگی، اور ہینک کو اس کی لاگت پر انعام لایا جائے گا (ہو رہی ہینک سے خرید کر لی کی قیمت ہوگی)۔“

معاملہ کی اصل معیاری اور احسن صورت وہی ہے جس کا ذکر پہلی جگہ پر مراد ہو کہا گیا ہے یعنی ادھار اور نقد کا علاحدہ علاحدہ قرضیں سالہ کر کے وقت نہیں بتائی جاتی ہیں کیا درست نہیں لیکن اگر اس کے باوجود یہ اصل معاملہ طے کرنے سے پہلے ہوئی اور مجلس فقہ میں ہی معاملہ کسی ایک صورت پر متعین طور پر کر لیا گیا تو یہ عقد صحیح ہو جائے گا۔

یہ واضح رہے کہ ادھار اور نقد اور علی میں اختلاف نہیں ہیں یا ایک سال مدت قیمت کی ہوائی کے لئے سقر کی گئی ہو خریدی ہو مدت مقرر یہ قسط ہوگی اس کی اور عین ماہ کے بجائے چھ ماہ ایک سال کے بجائے یا چھ سال یا ایک سال کے لئے تو اس راہ مدت کی وجہ سے قیمت میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا۔







جس پر ذین واجب ہے و مدت کا نائدہ انفا کروا جب الا ذین کو کم کر رہا ہے۔

۱۵- ذین کی ادائیگی کے لئے طے شدہ مدت سے قبل ذین کی ادائیگی کا مطالبہ جبکہ

قسطیں مدت پر ادائیگی جاری ہوں، درست ہے، اس لئے کہ طریقین نے جو معاہدہ کیا ایک فریق نے جب اس کی خلاف ورزی کی تو دوسرے پر بھی اس کی پابندی لازم نہیں رہ گئی۔

۱۶- جملہ قسطوں کی ادائیگی سے قبل اگر غریبوں (غریبوں) کی موت ہو جائے تو بھی

معاہدہ طے حالہ باقی رہے گا، جیسا کہ دائن کی موت کی صورت میں باقی رہتا ہے، بشرطیکہ باقی (دائن) اس پر راضی ہو۔

## ☆ عقد مراحہ کے شرعی اصول ☆

۱۔ مراحہ کا مقصد ایک متعین مفہوم ہے۔

۲۔ اساتذہ جنکوں میں مراحہ دس شکلوں میں مانج ہے وہی شکلیں اس سمینار میں

ذیر بحث ہیں۔

۳۔ مشہور فقہی فاعلہ ہے کہ عقود معاملات میں مقاصد کا اعتبار ہوتا ہے بعض اوقات کا

اعتبار نہیں ہوتا، لہذا مراحہ کما م پر جو معاملات مروی ہیں اس کی حقیقت کا اعتبار ہے بعض ان کما موں کا اعتبار نہیں ہے۔

۴۔ اساتذہ جنکوں میں استعمال ہونے والی مراحہ کی شکلیں مراحہ کی معروف شرطوں

کے ساتھ اسی صورت میں جائز ہوں گی جب کہ:

الف۔ چنگ کی طرف سے جاری کردہ مخصوص فارم (Quotation) میں چنگ کے

ذریعہ فروخت کی جانے والی اشیاء کی نوعیت، اس کی کیفیت (Quality) اور دوسری ضروری

صفات واضح طور پر ذکر کی گئی ہوں تاکہ جہالت اور ابہام کی وجہ سے معاملہ کے بروقت فیصلے کے

درمیان کسی نزاع کا امکان باقی نہ رہے، نیز اس قیمت خرید یا لاکٹ پر چنگ کو ملنے والے نفع

(قیمت) اس کی ادائیگی کی مدت اور قسط کی صورت کر دی گئی ہو۔

ب۔ یہ درست نہیں ہوگا کہ معاملہ کرنے وقت یہ کہا جائے کہ اگر نقد خریدے جائے تو یہ

قیمت ہوگی۔ مراد یہاں شریعہ اجائے تو دوسری قیمت، یا اوجھار کی مدت کے کم یہ زیادہ ہونے پر قیمت  
 رے اور زیادہ ہوتی ہے۔ ذکر موعود کرتے وقت یہاں ہے، بلکہ چونکہ شریعہ رکوع طویل و سالانہ کا نمونہ  
 دیکھا ہے۔ مضامین کرنے میں کی قیمت اتنی مدت میں اتنی قسطوں میں ادا کرنی ہوگی، مریچک کو  
 میں لاگت ہے تو نفع دینا ہوتا ہے (اور یہی چونکہ شریعہ رے کی قیمت ہوگی)۔

## حقوق کی فقہی حیثیت ☆

- ۱- فق میں مال کی شرط جو ہری ہے۔
- ۲- مال کی حقیقت خصوصاً شرعیہ نے متعین نہیں کی ہے۔ لہٰذا اس کا اصل مدار ہر محمد کے اس عرف و روایت پر ہے جو شریعت سے متصادم نہ ہو۔
- ۳- وہ تمام حقوق جن کی مشروعیت اصلاً نہیں بلکہ صاحب حق سے کسی ضرر کو دور کرنے کے لئے ہوتی ہے، ایسے حقوق پر عوض لینا جائز نہیں ہے۔
- ۴- جو حقوق خصوصاً شرعیہ سے ثابت ہوں البتہ ان سے مالی منفعت متعلق ہوگی اور عرف میں ان کا عوض لینا مروج اور معرط ہو چکا ہو، نیز ان کی حیثیت محض دفع ضرر کی نہ ہو اور نہ وہ شریعت کے عمومی مقاصد و مصالح سے متصادم ہوں، ایسے حقوق پر عوض حاصل کرنا جائز اور درست ہے۔
- ۵- کون سے حقوق کس نوع میں داخل ہیں، اور اس تفصیل کے مطابق معر حاضر میں مروج کون سے حقوق قابل عوض ہیں اور کون قابل عوض نہیں ہیں۔ ان کی تعیین و تطبیق کے لئے مستند و اہل فہم اور اصحاب فتویٰ کی طرف رجوع کیا جائے۔

## قبضہ کی حقیقت اور اس سے متعلق احکام ☆

۱- اصولی طور پر قبضہ سے پہلے کسی چیز کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، تاہم اگر قبضہ سے پہلے بیع کر دی جائے تو بیع کا سہ ہوگی نہ کہ باطل، اور قبضہ کے بعد مفید ملک ہوگی۔

۲- کتاب و سنت میں قبضہ کی حقیقت اور اس کی کوئی خاص صورت مقرر نہیں کی گئی ہے، گویا شریعت نے اس مسئلہ میں مسلمانوں کے عرف کو اصل قرار دیا ہے، لہذا ہر عہد کے مروجہ طریقوں اور اشیاء کی مختلف انواع کے اعتبار سے قبضہ کی نوعیت متعین ہوگی۔

۳- فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ قبضہ اصل میں مبیع پر شرط ہے اور کے ایسے استیلاء کا عام ہے کہ مبیع پر اس کے تصرف میں کوئی مانع باقی نہ رہے، اسی کو فقہ کی کتابوں میں ”تخلیہ“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۴- تخلیہ قبضہ کی ممانعت ”محرر انصاف“ کی حلیہ پر مبنی ہے، یعنی جب تک مبیع خرید و فروش کے ہاتھ نہ آجائے اس بات کا اندیشہ موجود ہے کہ مبیع اس کے قبضہ میں آئی نہ پائے، اور ورنہ یہ اردو کو مبیع کی حوائج پر لاؤر نہ رہے۔

۵- تخلیہ قبضہ کی ممانعت کا تعلق اسوالم معقولہ سے ہے، اسوالم غیر معقولہ میں تخلیہ قبضہ جائز ہے، بشرطیکہ خریدار کے لئے انتفاع سے کوئی قوی مانع نہ پایا جاتا ہو۔

۶- اگر ایک شخص کسی جائیداد (میکسری وغیرہ) سے مال خرید کر کسی دوسرے آدمی کے

ہاتھ فروخت کر دے، اور ابھی خریدے ہوئے مال ٹیکٹری نے روانہ بھی نہ کیا ہو، تو یہ صورت بیچ قبل  
 اقبض میں داخل ہے اور جائز نہیں ہے۔

۷۔ اگر ایک شخص کسی ٹیکٹری وغیرہ سے خرید کر اس کو کسی خاص ذریعہ (جہاز،  
 ٹرانسپورٹ وپرمٹ وغیرہ) سے سامان کی ترسیل کا آرڈر دے اور مطلوبہ سامان ٹیکٹری سے روانہ  
 بھی کر دیا جائے اور نقصان کی صورت میں خریدار اس کا ضمان ہوتا ہو، نیز ترسیل کی اہمیت خریدار  
 کے ذمہ ہے، تو جس ذریعہ سے مال روانہ کیا جائے اس کا قبضہ خریدار کی طرف سے وکالت قبضہ  
 منصور ہوگا، لہذا اس صورت میں مال یہود منجنے سے پہلے خریدار کو فروخت کرنا جائز ہے، اور یہ بیچ  
 قبل اقبض میں داخل نہیں، البتہ جس شخص نے اس خریدار سے مال خرید لیا ہے اس خریدار و ہود کے  
 لئے مال پہنچنے سے پہلے دوبارہ بیچ جائز نہیں، اور اگر بیچ کرے تو یہ بیچ قبل اقبض کے زمرہ میں  
 داخل ہوگی۔

## پانی میں رہتے ہوئے پھلی کی خرید و فروخت

رسول اللہ ﷺ نے پانی میں موجود پھلیوں کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے، فی زمانہ پھلیوں کے کاروبار کی بعض ایسی صورتیں مروج ہوئی ہیں جن کے اس زمرہ میں شامل ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔ اس پس منظر میں اسامہ فقہ اکیدمی کے نویس ہینار منعقدہ جامعہ اہداسیہ ہے پور میں اس مسئلہ پر بحث ہوئی اور درج ذیل امور طے پائے:

۱- مادی بنائے نہیں ہیں جو کسی خاص شخص کی ملک نہیں ہوتیں بلکہ ہر کارکن کو اشخاص یا کوآپریٹو سوسائٹی یا ٹرام و پلاست و مخصوص مدرسہ کے لئے بندوبست کر دیتی ہے، یہ پھلی کے حق و شکار پر ہوتا ہے، اس لئے یہ معاملہ فقہ اجارہ کی صورت ہے اور جائز ہے۔ لیکن سرکار کے لئے مناسب ہے کہ ایسے تالاب کا بندوبست نہ کرے جس سے عام لوگوں کو غرور پہنچ سکتا ہو۔

۲- پانی میں رہتے ہوئے پھلی کو فروخت کر دینا جائز نہیں ہوگا۔ اگر بائع تالاب کی ان پھلیوں کا مالک ہو تو اس صورت میں بیع قاسم ہوگی، اور اگر بائع حسب حکم شرع ان پھلیوں کا مالک بھی نہیں ہو اسے پانی سے نکال لے بغیر فروخت کرنا بیع بیع باطل ہوگی، البتہ اگر عوض چھوٹا ہو ورنہ پھلیاں آسانی کے ساتھ نکالی کر دے اور کو والدین جاسکتی ہوں تو ایسی صورت میں پانی میں رہتے ہوئے پھلی فروخت کی جاسکتی ہے۔

۳- پھلی کے مالک ہونے کی تین صورتیں ہیں:

الف۔ نالاب میں مچھلیاں قدرتی طور پر آجی ہوں اور نالاب کے مالک نے ان مچھلیوں کو روکنے کی تدبیر کی ہو۔

ب۔ مچھلیوں کی غرض سے نالاب بنوایا گیا ہو۔

ج۔ کسی شخص نے نالاب میں مچھلی کی افزائش کے لیے مچھلی کے ذریعے لے دی ہیں۔

نوٹ: مولانا شاہین جمالی صاحب (مدبرہ لہاد اسلام میرٹھ) کے نزدیک موجودہ وسائل ماحیہ گیری، تعادل اور حاجات انسانی کی رعایت کے نقطہ نظر سے مملوک مچھلیاں پانی کے اندر رہیں اور نالاب ایسا ہو کہ جال اس کا احاطہ کر لے، جب ان کو پانی کے اندر بھی فروخت کرنا چاہتا ہے۔



## شیئرز اور ان کی خرید و فروخت ☆

۱- کسی کمپنی کا خرید کر دہ کو یعنی شیئر کمپنی میں شیئر بھٹڈ رکنی ملکیت کی نمائندگی کرتا ہے۔  
وہ شخص اس بات کی دستاویز نہیں ہے کہ اس نے کمپنی کو اتنی رقم دی ہے۔

۲- ایسی کمپنیوں کے شیئرز کی ابتدائی خریداری جو انھی سرمایہ اکٹھا کرنے کے مرحلے سے گزر رہی ہیں، شرعاً خریداری نہیں بلکہ اس کمپنی میں شرکت ہے۔

۳- عام طور پر کمپنیوں کی دوسری ملاک نقد سرمایہ سے زیادہ ہوتی ہیں، اس لئے شیئرز کے شیئرز کی خریداری درست ہے، لیکن اگر معلوم ہو جائے کہ اوپر ذکر شدہ اس مقدار نقد کے برابر یا اس سے کم ہے جس کی شیئرز نمائندگی کرتا ہے تو ایسی صورت میں شیئرز کی خریداری اس کی مقررہ قیمت سے کم یا زیادہ پر درست نہ ہوگی۔

۴- جن کمپنیوں کا بنیادی کاروبار حرام ہے مثلاً شراب، خنزیر کے گوشت کی تجارت یا سودی قرضے دینا وغیرہ، ان کے شیئرز کی خرید و فروخت ناجائز ہے۔

۵- شرکاء سمینار کا احساس ہے کہ بعدِ حجتان میں ایسی کمپنیز کا قیام قابلِ عمل ہے جو خالص اسلامی اصول تجارت کے اعتبار سے کاروبار کریں، سمینار مسلم تقاریر اور ماہرین معاشیات کو اس طرف متوجہ کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ وہ اپنی دینی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ایسی کمپنیز کے قیام کی جدوجہد کریں جو کامل طور پر اسلامی احکام پر کاربند ہوں۔

لیکن چونکہ فی الحال ایسی کمپنیاں ہندوستان میں موجود نہیں ہیں یا بہت کم ہیں جو ناقص اسلامی بنیادوں پر کاروبار کرتی ہوں، اس لیے جن مسلمانوں کے پاس نقد سرمایہ ہے اور اپنے مخصوص حالات کی بنا پر ان کے لیے جائز تجارت میں سرمایہ کو نکالنا قابل عمل نہ ہوں گے ان کے لیے ایسی کمپنیز کے شیئرز خریدنے کی تلقین ہے جن کا بنیادی کاروبار حلال ہو (مثلاً، انجمن کے سامان یا عام استعمال کی صنعتی چیزیں یا دارما) اگرچہ انہیں بعض قانونی مجبوریوں کی وجہ سے سووی-حالات میں ملوث نہ ہونا پڑتا ہو۔

۶۔ جن مسلمانوں نے ایسی کمپنی کے شیئرز خریدے جن کا بنیادی کاروبار حلال ہے لیکن وہ کمپنی محض طور پر بعض جائز تصرفات میں بھی ملوث ہوتی ہیں، ان مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ شیئرز ہولڈرس کی سالانہ بینک میں کمپنی کو ایتنے جائز تصرفات سے روکنے کی کوشش کریں، اور وہ اپنے شیئرز ہولڈرس کو الہام، تفہیم سے ذریعہ اس بات پر آمادہ کرنے کی سعی کریں کہ وہ بھی ان کے نقطہ نظر سے اتفاق کرتے ہوئے بینک میں ان کی تائید کریں۔

۷۔ اگر کمپنی کے منافع میں سہا بھی شامل ہو اور اس کی مقدار معلوم ہو تو شیئرز ہولڈر کے لیے منافع میں سے اس کے بقدر صدقہ بالائیت شہ اب کر دینا ضروری ہے۔

۸۔ اگر کمپنی کے منافع میں سہا بھی شامل ہو اور حاصل ہونے والی سودی آمدنی کو کاروبار میں لگا کر نفع نمایاں یا دو جتنا فیصد کل آمدنی میں سہا بخلو نہ ہو گیا ہے اسی تناسب سے ملنے والے منافع سے نکال کر بالائیت شہ اب اپنی ملک سے نکال دینا ضروری ہے۔

(نوٹ: دفعہ ۱۷۱ میں سولہ مارچ ۱۹۸۰ء کی قرارداد ہی صاحب کے نزدیک سودی رقم غیر مسلم ہی کو دی جاتی ہے۔)

۹۔ کمپنی کی اپنی قانونی شخصیت ہے جو شیئرز ہولڈرس کی اجتماعی حیثیت کی نمائندگی

روٹی ہے۔ یہ دو طرفہ ترقی ہے۔ ہر لمحہ میں بھی کئے ہوئے کمزور اور افراتفر کا مجموعہ ہے۔ یہ جتنی بھی طرف سے  
تصریحات کی جاتی ہیں وہ اس طرح کی ہیں کہ ان کے مجموعہ کا اطلاق ہے، لہذا یہ دو طرفہ ترقی ہے۔ ان کے  
تصریحات پر کبھی کبھار ترقی ہو سکتی ہے۔ ان کی تعداد میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ ان کی طرف سے بھی ترقی  
ہو سکتی ہے۔ ان کی طرف سے بھی ترقی ہو سکتی ہے۔

۱۰۔ حالانکہ کاروبار کرنے والی کمپنیوں کے شیئرز کو بھی حق ہے کہ ان کے حقوق کو ملحوظ رکھا جائے۔

۱۱۔ فورٹ علی (Fort Ali) میں ایک ایسی کمپنی ہے جس کا مقصد غیر زرعی زمینوں کو آباد کرنا ہے۔  
میں نے اس کے ماحولیات، زمین و دیگر چیزیں دیکھی ہیں۔ اس کے ماحولیات کی حالت دیکھ کر حیرت  
ہوئی ہے۔ یہ کیا ہے؟

۱۲۔ منتخب شدہ (Selected) زمینوں میں سے تو جو جاتی ہیں ان میں سے  
خاصیت منتخب کی جاتی ہے۔ ان میں سے زمینیں منتخب کی جاتی ہیں۔ ان میں سے زمینیں  
منتخب کی جاتی ہیں۔ ان میں سے زمینیں منتخب کی جاتی ہیں۔

۱۳۔ حالانکہ (Cash & Carry) میں بھی زمینیں منتخب کی جاتی ہیں۔  
میں نے یہاں پر زمینیں منتخب کی ہیں۔ ان میں سے زمینیں منتخب کی جاتی ہیں۔

۱۴۔ زمینیں منتخب کی جاتی ہیں۔ ان میں سے زمینیں منتخب کی جاتی ہیں۔  
ان میں سے زمینیں منتخب کی جاتی ہیں۔ ان میں سے زمینیں منتخب کی جاتی ہیں۔

۱۵۔ زمینیں منتخب کی جاتی ہیں۔ ان میں سے زمینیں منتخب کی جاتی ہیں۔  
ان میں سے زمینیں منتخب کی جاتی ہیں۔ ان میں سے زمینیں منتخب کی جاتی ہیں۔

## کمپنیوں کے شیئرز ☆

- ۱- ایسی کمپنیاں جن کا کاروبار خالص حلال ہے، اسلامی مالیاتی ادارہ یا کوئی بھی مسلمان اس کے شیئر رکھ سکتا ہے۔
- ۲- ایسی کمپنیاں جن کا کاروبار خالص حرام ہے، ان کے شیئرز کی خریداری ہرگز حرام نہیں ہے۔

## پٹری کی شرعی حیثیت

۱- ملک مکان زرعیانیت و بزچڑت کے نام سے کرایہ دار سے جو بیچ رقم دے دیا کرتا ہے، بجز اس کے کہ اس کو عرصہ محفوظ رکھا جائے، اگر مالک اس کو فروغ کر دے تو یہ بیچ کا نام بیع ہوگا کہ کرایہ دار کی مدت ختم ہو۔ تے ہی دو رقم کرایہ دار کو لوٹوا نہیں کر دے۔

۲- اگر کوئی مکان پادکان کر یہ دیا جائے اور ملک مکان مرچہ بکری کے نام پر صلہ ماہوار کرایہ کہ ماہ بعد بھی نقد رقم کرایہ دار سے وصول کرے تو سمجھ جائے گا کہ مالک مکان نے بیعیت مالک اپنے مکان کو کرایہ دار سے واپس لینے کے حق سے دست برداری کا عوض، وصول کر لیا ہے۔ یہ رقم اس کے سے اس حق کے عوض ہونے کی جیسا دیر چاند ہوگی۔ سمجھ کر مالک مکان کرایہ دار سے مکان واپس لینا چاہے تو کرایہ دار کو اس کا حق ہوگا کہ وہ مکان خالی کرنے کے عوض جس پر بد و فریق راضی ہو جائیں مالک مکان سے وصول کر لے۔ اور اسی طرح کرایہ دار دوسرے کرایہ دار کے حق میں باقی ملے شدہ رقم کے عوض اپنے حق سے جو اس نے اصل مالک سے عوض دے کر حاصل کیا تھا دست بردار ہو سکتا ہے۔

۳- مالک مکان نے چکانی سے خیر مکان کر یہ دیا اور اجارہ کی مدت و ماہوار میں مقرر ٹیمس کی رقم جو اس مہرت میں مالک مکان کو حق ہوگا کہ جب چاہے مکان خالی کرالے۔ لہذا مالک مکان کو چاہئے کہ خالی کرانے کا نوٹس ورفالی کرنے کی تاریخ کے بعد یہاں ایسی مہلت

وے جو مقامی حالت کے پیش نظر مناسب ہو اور جس میں مالک اور کرایہ دار کو کوئی خاص ضرر لاحق نہ ہو اور کرایہ دار کو چاہئے کہ اس مناسب مہلت میں مکان خالی کر دے۔

۴- جو مکان یا مکان بطور نگری لئے کرایہ پر دی گئی ہو مالک مکان کو مکان واپس کر کے وقت کرایہ دار کے لئے اس سے چکڑی طلب کرنا جائز نہ ہوگا۔

۵- سمینار مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کرتا ہے کہ اپنے معاملات میں شریعت کا خاص خیال رکھیں، شریعت چاہتی ہے کہ کسی بھی معاہدہ کے بارے میں معاہدہ کے ہر دو فریق تمام ضروری و محافظہ امور کو مضامین اور صراحت کے ساتھ باہم طے کر لیں تاکہ آئندہ کوئی نزاع پیدا نہ ہو اور فریقین ضرر سے محفوظ رہیں۔ اس سلسلہ میں سمینار خصوصیت سے یہ سفارش کرتا ہے کہ کرایہ داری کا معاملہ طے کرتے وقت مدت کا تعین کر لیا جائے اور اگر مالک مکان عوض لے کر ہمیشہ کے لئے اپنے مکان خالی کرانے کے حق سے دست بردار ہونا چاہتا ہے تو فریقین صراحتاً انہی میں اس کو طے کر لیں۔



## تجارتی سود

سود خوبہ الی مصارف کے قرضوں پر یا دیا جانے یا تجارتی و کاروباری قرضوں پر۔  
 شریعت اسلامیہ کی نظر میں ہر عمل حرام ہے۔ یہ سمجھنا کہ سود کی حرمت کا اطلاقی تجارتی و کاروباری  
 قرضوں پر نہیں ہوتا قطعاً غلط ہے۔ نیز یہ خیال کہ تجارتی و کاروباری قرضوں کا وہ روزانہ منافع ملی  
 قرآن میں نہیں پایا جاتا اس لئے حرمت۔ یا کا اطلاقی ان پر نہیں ہوگا، کسی طرح درست نہیں۔ یہ  
 بات تاریخی طور پر ثابت ہے کہ تجارتی و کاروباری مقاصد کے لئے سودی لین، این عرب جاہلیت۔  
 نیز ان قوموں میں جن سے باطنی عرب کے تجارتی و کاروباری تھے، ان اور ثانی تھا۔ چنانچہ تجارتی  
 و کاروباری مقاصد کے لئے سودی لین، این تجارتی رہا کا اولین دور ہے۔ اس کے علاوہ ان قرض اور  
 تجارتی و کاروباری مقاصد کے لئے سودی لین، این کا وجود زمانہ نزول قرآن میں نہ بھی پایا جاتا  
 تب بھی مستقل شریعی دلائل و دھنوں قسم کے قرضوں (ذاتی، شخص اور تجارتی و کاروباری) پر انسانے  
 یعنی سود کی حرمت کے بارے میں ظاہر ہیں۔ قرآن، سنت، اجماع، قیاس اور امت شریعہ یہ ظاہر  
 متواتر سب یہی بتاتے ہیں کہ حرمت ربو کے بارے میں اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاسکتا کہ  
 قرض لینے دینے کا مقصد ہرگز نہ کیا ہے؟

سود کی حرمت پر اس کا بھی کوئی اثر نہیں پڑتا کہ شرح سود کم ہے یا زیادہ، مناسب حد تک  
 کم ہے یا نامناسب حد تک زیادہ۔ شریعت اسلامیہ میں اس بات کو تقسیم کرنے کی کوئی گنجائش نہیں  
 کہ شرح سود اگر نامناسب حد تک کم ہے تو سودی لین، این جائز ہے اور اگر نامناسب حد تک زیادہ  
 ہے تو جائز، دلائل شریعہ اس طرح کی کسی تفریق کی اجازت نہیں دیتے۔

پندرہویں مئی ۱۹۸۸ء (۱۳۰۸ھ) ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۳۸۸ء



## ہندوستان کے پس منظر میں انشورنس کا حکم

ہندوستان کے موجودہ حالات اور سہنائوں کو پیش آنے والے مسائل کے جاننے والے ہمارے  
 گویا جتنے وقت کے جاننے والے اور تمام اسی کے ساتھ میں صورت کی اور ہمارے اور  
 ہمارے حالات کے صرف مفروضے کے ساتھ ہی نہ ہے۔ ہمارے حالات کی صورت اور ہمارے  
 حالات میں حرکت اور سہنائوں کے جاننے والے ہمارے حالات کی صورت اور ہمارے  
 صورت کی طرح سے ہمارے اور اس میں سے کہ وہ ہمارے حالات کی صورت اور ہمارے  
 ہمارے صورت سے ہی متعلق ہے اور اس میں سے کہ وہ ہمارے حالات کی صورت اور ہمارے  
 میں سے ہمارے صورت سے ہی متعلق ہے اور اس میں سے کہ وہ ہمارے حالات کی صورت اور ہمارے  
 ہمارے صورت سے ہی متعلق ہے اور اس میں سے کہ وہ ہمارے حالات کی صورت اور ہمارے

ہمارے صورت سے ہی متعلق ہے اور اس میں سے کہ وہ ہمارے حالات کی صورت اور ہمارے  
 ہمارے صورت سے ہی متعلق ہے اور اس میں سے کہ وہ ہمارے حالات کی صورت اور ہمارے  
 ہمارے صورت سے ہی متعلق ہے اور اس میں سے کہ وہ ہمارے حالات کی صورت اور ہمارے  
 ہمارے صورت سے ہی متعلق ہے اور اس میں سے کہ وہ ہمارے حالات کی صورت اور ہمارے  
 ہمارے صورت سے ہی متعلق ہے اور اس میں سے کہ وہ ہمارے حالات کی صورت اور ہمارے  
 ہمارے صورت سے ہی متعلق ہے اور اس میں سے کہ وہ ہمارے حالات کی صورت اور ہمارے

ہمارے صورت سے ہی متعلق ہے اور اس میں سے کہ وہ ہمارے حالات کی صورت اور ہمارے  
 ہمارے صورت سے ہی متعلق ہے اور اس میں سے کہ وہ ہمارے حالات کی صورت اور ہمارے  
 ہمارے صورت سے ہی متعلق ہے اور اس میں سے کہ وہ ہمارے حالات کی صورت اور ہمارے  
 ہمارے صورت سے ہی متعلق ہے اور اس میں سے کہ وہ ہمارے حالات کی صورت اور ہمارے  
 ہمارے صورت سے ہی متعلق ہے اور اس میں سے کہ وہ ہمارے حالات کی صورت اور ہمارے  
 ہمارے صورت سے ہی متعلق ہے اور اس میں سے کہ وہ ہمارے حالات کی صورت اور ہمارے

ہمارے صورت سے ہی متعلق ہے اور اس میں سے کہ وہ ہمارے حالات کی صورت اور ہمارے

مسئلہ پر تفصیل سے غور کیا جائے۔ ہر مشورہ کے ماہرین سے مختلف اسکیموں کے بارے میں پوری مصومات حاصل جائیں، سینما کے عام جال میں سمیٹی کی جس تجویز سے اتفاق کیا گیا اور منہ چھوڑیل افراد پر مشتمل ایک سمیٹی تشکیل دی گئی جو مسئلہ کے ترمیم پہلوؤں کے ماہرین سے پوری مصومات حاصل کرنے کے بعد کوئی قطعی رائے قائم کرے:

- |                                      |                                  |
|--------------------------------------|----------------------------------|
| ۱۔ سلا: حبیب اللہ مدنی               | جامعہ الرشاد، اعظم گڑھ           |
| ۲۔ سلا: میر جات الدین سنہیل          | دارالعلوم ہمدانیہ، اعلیٰ کھنڈ    |
| ۳۔ سلا: حبیب اللہ سعیدی              | جامعہ رحیمہ، ٹھکانہ، مدہ         |
| ۴۔ سلا: خلیفہ سہیل                   | دارالعلوم ہمدانیہ، اعلیٰ کھنڈ    |
| ۵۔ سلا: مفتی محبوب الرحمن خیرا، ایدی | دارالعلوم دیوبند                 |
| ۶۔ سلا: مفتی احمد خاں پوری           | جامعہ تعلیم الدین، ڈیپھلی        |
| ۷۔ سلا: سیدنا عبدالغفری              | معدہ ملت، مانچکائی               |
| ۸۔ سلا: مفتی منظور حسین کاکا پوری    | جامعہ اعلوم خان پور              |
| ۹۔ سلا: ظہار الدین شریفی             | دارالعلوم اشرفیہ، ساؤک چوہ       |
| ۱۰۔ سلا: مفتی ظہیر الدین مداحی       | دارالعلوم دیوبند                 |
| ۱۔ مفتی عبدالقدوس مدنی               | آگرہ                             |
| ۱۲۔ سلا: سعید احمد شاہ               | دارالعلوم نیکل، اسلام، دیر، راجا |
| ۱۳۔ مفتی حبیب جام شاہ                | لامت شریعہ، پیلواری شریف، چنڈ    |
| ۱۴۔ سلا: خلیل الرحمن اعظمی           | جامعہ دارالعلوم ہمدانیہ          |
| ۱۵۔ سلا: خلیل الرحمن چاندوی          | کھنڈ                             |
| ۱۶۔ جناب عبداللہ سلف شاہ             | بھنگی                            |
| ۱۷۔ سلا: مجاہد اسلام شاہ             | لامت شریعہ، چنڈ                  |

اسلامک فقہ اکیڈمی کے سینما رشتہ دار مورخہ ۳-۶ رجسٹرڈ لا، لی ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۰۰۱ء

۲۶ اکتوبر اور ۱-۶ نومبر ۱۹۹۲ء بمقام جامعہ الرشاد اعظم گڑھ کے موقع پر اس سلسلہ میں



اہمیت کی بنا پر ہندوستان کے موجودہ حالات میں جان و مال کا پیہہ کرانے کی شرعاً اجازت ہے (۱)۔

اس فیصلے پر دستخط کرنے والے اہم علماء کرام کے نام اور امین:

- ۱- حضرت مولانا مفتی محمد صاحب درہم العلوم دیوبند
- ۲- حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب درہم العلوم دیوبند
- ۳- حضرت مولانا برہان الدین صاحب منہجی مدوۃ الصلوٰۃ و الصلاۃ
- ۴- حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب مطلق دین اسلام دیوبند
- ۵- حضرت مولانا محمد نجف، اہل حق و انصاف صاحب مدرسہ اسلامیہ دیوبند
- ۶- حضرت مولانا دہرہ صاحب اشرف العلوم دیوبند
- ۷- حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب درہم العلوم دیوبند
- ۸- حضرت مولانا انیس الرحمن صاحب ادارت خرمیہ دیوبند
- ۹- حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب درہم العلوم مدوۃ الصلوٰۃ و الصلاۃ
- ۱۰- حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب بستی
- ۱۱- حضرت مولانا رفیع الرحمن صاحب احیاء العلوم مبارک پور
- ۱۲- حضرت مولانا سید مصطفیٰ نقوی صاحب صدقہ مصلح، بنگلور
- ۱۳- حضرت مولانا سید محمد صاحب مروارید
- ۱۴- حضرت مولانا مفتی محمد صاحب جامعہ شریعہ مراٹھ

(۱) واضح رہے کہ فرقہ انگیزی کی طرف سے یہ تجویز اور ہینا میں شریک اہل علم کی طرف سے اس کی نینک یہ مطلب نہیں کہ انشورس مسلمانوں کی مخالفت کا ضامن ہے اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اس انشورس کے بعد جو بھی صورت پیش آئے اس میں لئے والی سب اہل انشورس کرانے والوں کے لئے جائز و درست ہوگی، بلکہ اس میں تفصیل ہے ہر وہ یہ کہ صرف شہادت کی صورت میں جان و مال کے قصاص کے بعد جو کچھ ملے اور جو حق قانون و شہادت میں بتایا جائے، اس کے مطابق ملے والا مال تو انشورس کرانے والوں کے لئے جائز و درست ہوگا اور غیر مسلمانوں میں صرف اپنی حق کردہ رقم کے بقدر لینا اور استعمال کرنا جائز ہوگا، نہ کہ انہیں۔ اور انشورس کی صورت میں زائد کے جواز کی بحث حکومت کی اہل نو غیر ضروری کی وجہ سے اس کی طرف سے لارہی پر جان کی ہے۔

## (مفتی جکی مواب ویہ پر اجازت کی گنجائش ہے)

- ۱۵- حضرت مولانا عبد اللہ رحمہ اللہ کی صاحب  
اجراۃ میرٹھ
  - ۱۶- حضرت مولانا محمد ابراہیم دہلوی کی صاحب  
اجراۃ
  - ۱۷- حضرت مولانا خالد سیف اللہ دہلوی کی صاحب  
حیدر آباد
  - ۱۸- حضرت مولانا عبد الباقی کی صاحب  
جامعہ اسلامیہ مراچہ پٹنہ
  - ۱۹- حضرت مولانا سلطان احمد اسلامی کی صاحب  
اوارہ تحفین و تحفہ اسلامی ہلی گڑھ
  - ۲۰- حضرت مولانا محمد حبیب عالم دہلوی کی صاحب  
دارالافتاء دارت شریعہ پٹنہ
  - ۲۱- حضرت مولانا مفتی نسیم احمد لکھنؤ کی صاحب  
دفتر اسلام آباد کینڈی
  - ۲۲- حضرت مولانا عبد الرحیم دہلوی کی صاحب  
خانقاہ حبیب پھولاری شریف پٹنہ
  - ۲۳- حضرت مولانا حبیب اللہ لکھنؤ کی صاحب  
جامعہ عربیہ بغداد
  - ۲۴- حضرت مولانا محمد صدیق حسن دہلوی کی صاحب  
نورنگ آباد
  - ۲۵- حضرت مولانا شہیر احمد صاحب  
دارالافتاء مراچہ پٹنہ
- (ان کو امام کے زیر سے اخلاق کے تین کے چار سے اتفاق نہیں ہے۔)
- ۲۶- حضرت مولانا محمد عبدالرحیم قاسمی صاحب  
جامعہ حسین خیر العلوم بیوپال
  - ۲۷- حضرت مولانا مبارک حسین دہلوی کی صاحب  
لیالی
  - ۲۸- حضرت مولانا محمد افضال الحق جویریہ لکھنؤ کی صاحب  
دارالعلوم گورکھ پور
  - ۲۹- حضرت مولانا نسیم احمد صاحب  
جامعہ حقانہ العلوم کوٹ
  - ۳۰- حضرت مولانا سعید الحق قاسمی صاحب مدنی  
دارالقرآن منو
  - ۳۱- حضرت مولانا محمد یوسف قاسمی صاحب  
جامعہ دارالعلوم زینہ محمدیہ بنگی
  - ۳۲- حضرت مولانا مرزا احمد صاحب  
جامعہ عربیہ دارالعلوم مبارک پور
  - ۳۳- حضرت مولانا افضال احمد لکھنؤ کی صاحب  
خطیب مسجد نجف علی پور کاتولی پٹنہ
  - ۳۴- حضرت اکل سید قدرت اللہ باقوی صاحب  
دارالقدوت بیسوں کمانک
  - ۳۵- حضرت مولانا عبد الباقی لکھنؤ کی صاحب  
دارالعلوم بیسوں کمانک
  - ۳۶- حضرت مولانا عبد اللہ قاسمی صاحب  
استاد جامعہ اسلامیہ بنارس
  - ۳۷- حضرت مولانا عبد الرحمن قاسمی لکھنؤ کی صاحب  
دارالعلوم چیمپائی، گڑھ

۳۸- حضرت مولانا محمد مومن مظاہر کی صاحب

۳۹- حضرت مولانا محمد قمر الدین کی صاحب

۴۰- حضرت مولانا تنویر عالم تاج کی صاحب

۴۱- حضرت مولانا مفتی نور علی مفتی کی صاحب

۴۲- حضرت مفتی اقبال احمد کی صاحب

۴۳- حضرت مولانا شعیب املاقی کی صاحب

۴۴- حضرت مولانا قاضی جاوید اسلام آباد کی صاحب

۴۵- حضرت مولانا جمیل الدین دیوبند کی صاحب

۴۶- حضرت مولانا درگاہ حسن گامی کی صاحب

۴۷- حضرت مولانا عبداللہ اسعدی کی صاحب

۴۸- حضرت مولانا محمد راشد کی صاحب

۴۹- حضرت مولانا مفتی رحیل احمد بکری کی صاحب

۵۰- حضرت مولانا اکرم حبیب عظیم املاقی کی صاحب

۵۱- حضرت مولانا خورشید علی زائدہ کی صاحب

(اضطراری صورت میں اس اجازت دینی جائیگی ہے)

۵۲- حضرت مولانا یحییٰ احمد گامی کی صاحب

(ضرورت شدید کی حالت میں ضروری ہے)

۵۳- حضرت مولانا نعیم احمد گامی کی صاحب

دراہد علوم جمالی، کفرات

حدیث سعادتہ طہارۃ

درمیان شرف العلوم کہہ ہی، میں ہا حرمی

دراہد علوم

دراہد علوم و معارف

درمیان طہارۃ، میرا غم غم گز

قاضی شریعت، ہمارا دلیر، پیر

جامعہ الرشاد، اعظم گڑھ

گوت

استاد چاند، ہمارا استاد، جامعہ

دراہد علوم و معارف

استاد چاند، ہمارا استاد، جامعہ

شہید شہید، ہمارا استاد، جامعہ

بکری

بکری

اسلامک، ہمارا استاد، جامعہ

## دو ملکوں کی کرسیوں کا اوصار بتا دے ☆

دو ملکوں کی کرسیوں کے باہمی باطلہ کے مسئلہ میں اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کی طرف سے منعقد ہونے والے دوسرے فقہی سمینار میں یہ طے ہو چکا ہے کہ دو ملکوں کی کرسیاں دو جنس ہیں جن کا باہمی باطلہ کی بدلی کے ساتھ جائز ہے۔

چوتھے سمینار میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ دو ملکوں کی کرسیوں کے باطلہ میں مضمین پر نوری قضاہ مجلس عقد میں ضروری ہے یا نہیں؟ شریک علماء کے دورہ محاضرات سامنے آئے۔ ایک رائے یہ ہے کہ مجلس عقد میں ہر دو بخش پر فوری قضاہ ضروری نہیں، ایک عوض پر قضاہ کافی ہے، کیونکہ نوٹوں کی حیثیت کلی طور پر سونے چاندی جیسی نہیں کہ یہ اعتباری اور اصطلاحی اشیاء ہیں۔

علامہ ولی ایک جماعت اسے غلطی اشیاء (سونے چاندی) کی طرح تصور کرتی ہے، اس لئے بدلیں پر قضاہ کو مجلس عقد میں ضروری قرار دیتی ہے۔ البتہ یہ حضرات عام طور پر قضاہ کی تعریف کو وسیع کرتے ہوئے ڈرافٹ اور چیک کے حصول کو اصلی بدل پر قضاہ کے مترادف قرار دیتے ہیں۔

اسلامک فقہ اکیڈمی کا یہاں ہر دو ہونے پر آراء کو سامنے رکھتے ہوئے طے کرنا ہے کہ دو ملکوں کی کرسیوں کے اوصار باطلہ میں بہر حال احتیاط برتنی جائے، بلیں واقعی حاجت و ضرورت کی صورت میں اول الذکر رائے پر عمل کیا جاسکتا ہے۔

## سود

۱۔ سود (سود) نفعی حرام ہے، اور جس طرح سود لینا حرام ہے اسی طرح سود دینا بھی حرام ہے۔

۲۔ سود ادا کرنے کی حرمت بذات خود نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ یہ سود خواری کا ذریعہ ہے، اس لئے بعض خاص حالات میں عذر کی بنیاد پر سود ادا کر کے قرض لینے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ کون سا عذر معتبر ہے اور کون سا نہیں، اور کون سی حاجت کامل لحاظ ہے اور کون سی ناقص لحاظ نہیں، اس سلسلہ میں معتد اصحاب افتاء کے مشورہ پر عمل کیا جائے۔

۳۔ ہندوستان میں محض سرکاری قرضے ایسے ہیں جن پر سرکار کی طرف سے چھوٹ (Subsidy) دی جاتی ہے اور سود کے نام سے اضافی رقم بھی لی جاتی ہے، اگر سود کے نام سے لی جانے والی اضافی رقم چھوٹ (Subsidy) کے مساوی ہو، اس سے کم ہو تو یہ اضافی رقم شرعاً سود نہیں۔

۴۔ ہندوستان میں حکومت جب اراضی مملوک کو کوٹ کر کرتی ہے (یعنی منظم سرکاری ود اراضی مفاد عامہ کے لئے جبراً خریدی جاتی ہیں) اور حکومت اس کی قیمت مالکان اراضی کو اپنے شاہدوں کے پیش نظر اپنی خواہ کے مطابق ادا کرتی ہے۔ مالکان اراضی سرکاری حکم کے خلاف عدالتوں سے رجوع کرتے ہیں، عدالتیں عادلانہ قیمت کا تعین کرتی ہیں اور مالکان اراضی کو



اکوزیشن کی تاریخ سے بذریعہ فیصلہ عدالت اس قیمت کے علاوہ اضافی رقم بھی سود کے نام سے دلاتی ہیں۔ سمینار کی رائے میں یہ اضافی رقم سود نہیں بلکہ قیمت کا جزء ہے جس کا لیمٹ اور اپنے مصرف میں خرچ کرنا جائز ہے۔

۵۔ سرکاری بینکوں سے ملنے والے ترقیاتی قرضوں اور ان پر ادا کئے جانے والے سود کے مسئلہ پر ہندوستان کے مخصوص پس منظر میں غور کر کے کسی فیصلہ تک پہنچنے کے لئے یہ سمینار اس ایک نقطہ اکیڈمی سے علاوہ انھیں کی ایک کمیٹی کی تشکیل کی۔ غور کرنا ہے جو مسئلہ کے تمام پیلوئی کا جائزہ لے کر کسی نتیجہ پر پہنچے۔

## اسلامی مالیاتی ادارہ ☆

اسلامی مالیاتی ادارہ کو دین روپیہ تک کے قلم کی بہت سے جہز اپنے سرمایہ کار پانچ فیصد جمعہ سرکاری تحفظات میں محفوظ کرنا پڑتا ہے، اس پر حکومت سود بھی دیتی ہے، تو شرکاء کو ہمارے گروپک یہ صورت درست ہے کہ اس محفوظ سرمایہ پر ملنے والے سود کو تدریجاً محفوظ سرمایہ بنادیا جائے، اور اصل سرمایہ دھیرے دھیرے نکال لیا جائے۔

## اسلامی بنکاری \*

دور حاضر کے مالیاتی اور اقتصادی نظام میں بینک ایک کلیدی حیثیت کا حامل ہے، فاضل سرمایہ کو جمع کر کے مختلف اقتصادی ضروریات کی تکمیل کے لئے اس کے ذریعہ سرمایہ بھی فراہم ہوتا ہے اور قرضی پیداوار میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔ مزید برآں بینکنگ اور بے متعدد ایسی خدمات بھی انجام دیتے ہیں جو تجارت، صنعت اور زراعت کے لئے ناگزیر ہیں۔ ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں کی معاشی جدوجہد اور سرمایہ کاری بھی اس امر کی محتاج ہے کہ وہ موجودہ بینکوں کی طرف رجوع کریں۔ مگر یہ پورا نظام بینکنگ سود کی بنیاد پر قائم ہے جسے اللہ تعالیٰ کی حکیمانہ شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سودی نظام غیر عادلانہ اساس پر قائم ہے۔ سود پر مبنی عقد سرمایہ دار کا یہ حق تسلیم کرتا ہے کہ وہ ہر حال میں ایک مطمئن شرح پر منافع وصول کرے، جب کہ صاحب کسمل (Entreneur) کا منافع اس کی اقتصادی جدوجہد کی کامیابی یا ناکامی پر منحصر ہے۔ اسلام کے ردیک یہ عقد فاسد ہے کیونکہ یہ ظلم پر مبنی ہے۔ اس کے علاوہ سود موجودہ زمانہ میں تفریق دولت اور تزکیہ سرمایہ (Concentration of Wealth) کا مؤثر ترین ذریعہ بن گیا ہے۔ اس کے نتیجے میں موجودہ معاشرہ میں قرض پر دیئے جانے والے سرمایہ (Loan Capital) کو جو تلو اور اہر اندہ حیثیت حاصل ہوئی ہے اس کا شور و تقربا سارے ہی اصحاب فکر کو کسی نہ کسی درجہ میں حاصل ہو گیا ہے۔

ہو گئے۔ غامد کا یہ ایک جھل بیان ہے۔ اس کے منتر اور مخالفانہ اثرات کا ہم یہاں ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکیمانہ شریعت انسان کی معاشی جدوجہد کی اہمیت کی نہ صرف یہ کہ منکر نہیں ہے بلکہ وہ اس جدوجہد کو ابتداء فضل اللہ قرار دیتی ہے۔ یہ شریعت انسانوں کے معاش و معیشت کا علم دہم اور معاشی جدوجہد کے میدان میں بالخصوص عدل و رحمت، ایمانیت اور امانت کی نہ صرف متعین ہے بلکہ وہ بھی ایسے احکام، اصول اور اقدار بھی فراہم کرتی ہے جن پر ایک صحت مند عادلانہ اور مستحکم نظام معیشت قائم ہوتا ہے۔ سود کی حرمت فی الحقیقت اسی مقصد کے پیش نظر کی گئی ہے۔ اسلامی نظام معیشت مخالفانہ مقابلہ اور تقاضے کے بدلے باہمی اعتماد، عدل اور مساوات اور عام انسانوں کے ساتھ مستحکم و بر تامل و مصلح بنیادوں پر قائم ہے۔

ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں کا یہ فرض منجھی ہے کہ وہ اپنی معاشی سرگرمیوں کو بھی نیک بنیادوں پر استوار کریں تاکہ ایک طرف وہ اس نظام عدل و مساوات کے ذائقہ بن سکیں اور دوسری طرف اپنی معاشی اور معاشی زندگی کو بہتر اور خیر و طیبیاں میں پر قائم رکھ سکیں۔

نیک سودی بنیادوں پر بینکنگ کے نظام کے لئے شریعت متحدے اصول و اصول بنیادوں پر معاہدہ فرمائے ہیں جو سودی سود کے مسائل کا بہتر حل پیش کرتے ہیں، بلکہ ہمیں یقین ہے کہ اپنی کارکردگی کے اعتبار سے سودی سودی طریق تنظیم سے بہتر ہیں۔ ان کے اختیار کرنے سے مسلمانوں کی معاشی حالت بھی بہتر ہوگی اور ایسا عادلانہ معاش و نظام ہوگا جس کا ہمارا مطالبہ درجہ اولیٰ محتاج ہے۔ یہ میدان سمجھتا ہے کہ مشارکت (Equity Participation)، مثالاً، (Partnership) اور مراعات (Mark up Pricing) جیسے اصولوں سے قابل عمل اور بہتر نظام بینکنگ قائم کیا جاسکتا ہے۔ ایسا نظام مالیات اور سرمایہ کاری جو ملک کے لئے ایک پیغام بھی ثابت ہوا، قابل عمل بنوے بھی۔ البتہ اس میدان کو اس بات کا منسلک طور ہے کہ سودی سود کے متعدد مسائل اور سرمایہ کاری کے متعدد وسائل اور معاملات کے پیش نظر ان اصولوں کے انطباق کے

لئے ہمیں انتھک جدوجہد کرنا ہوگی، اسلامی نظام بینکوں کا خاکہ مرتب کرتے وقت مندرجہ ذیل اصولی ہدایات کو ملحوظ رکھنا ہوگا:

۱- اسلام سو فی نظام تعاون کی بنیاد پر عمل کو ترجیح دیتا ہے۔

۲- اسلام مالیاتی اور اقتصادی مقصد میں جائزین کے لئے مال کو نہ دینی شرط قرار دیتا ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ صاحب المال اور صاحب العمل، دونوں کے ساتھ عدل ہو، صاحب المال منافع میں شریک ہو اور سرمایہ کے نقصان کا عمل نہ دے، اور قرار دیا جائے، جب کہ صاحب العمل (متقاضی) منافع میں شریک ہو اور بصورت نقصان، وہ اپنی قسمت کی امداد سے محروم ہو۔

۳- زر کو سیدھا سمجھا جائے نہ کہ مطلوب بالذات، جس طرح ایضاً نہ دے یہ اور چیز راحت کے سامان ہوتے ہیں۔

۴- سرمایہ کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھا جائے اور اس کے ذریعہ انسانوں کی معاشی نہ دے، ریات اور ان کی مالی اور اقتصادی استعداد، میں اضافہ کا ذریعہ بنایا جائے، نہ طمس ہو، نہ وہ طریق تصرف کے، جہاں سرمایہ کو صاحب المال، شریک اپنی ازادیاں، دولت کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔

۵- سرمایہ کی تقسیم اس طرح کی جائے کہ کمزور اور پسماندہ طبقات کی معاشی حالت میں بہتری ہو اور مضعفانہ تقسیم، "تغریق، دولت میں ہی واقع ہو، اس اصول کے پیش نظر اسلامی بینکوں کو سرمایہ کی تقسیم، "برابری" کرتے وقت نہ دے، ریات، بیلیات اور مالیات میں اصل الذکر کو ترجیح دینا ہوگا، اور ترجیح منافع کے ساتھ اس امر کا بھی لحاظ رکھا ہوگا کہ ملت کے لئے بر اور ضعیف صاحبان استعدادی بہت افزائی کی جائے۔

۶- ان تمام مسائل توہم سے الگ کرنا ہوگا جو آخر چہ عصر حاضر میں روت ہیں لیکن خیانت، حسد اور تعان حقیقت کے شاکار ہیں۔

۷۔ - ان اصول و ایات اور اسلامی نقطہ م معیشت و معاشرت کے عمومی مقاصد اس کی  
 اخلاقی روت و دیانت و صداقت کی عملی اقدار کو بھی ملحوظ رکھنا ہوگا تاکہ یہ کوشش محض ایک میکانیکی مشین  
 نہیں بن جائے بلکہ حقیقی معنوں میں جاری نقطہ م منافع، فوٹ کسٹ، نقصانیت کی جگہ ہر نظام  
 رحمت اور بہی خیر نکالی اور تعاون کا آئینہ دار ہو۔

اسی مقصد کے پیش نظر سمینار نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ماہرین اور علماء پر مشتمل ایک کمیٹی  
 بنائی جائے جو شریعت کے مذکورہ اصول و جراثیم کی عمومی بددیہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہندوستان کے  
 حالات اور مسلمانوں کے مسائل کے پیش نظر ایسا نظام و ایات تجویز کرے جو مسلمانوں کی باتوں  
 و اراد کی پسند و بد اللہ اور ان کا آئینہ دار بھی ہو اور ان کے حقیقی معاشی مسائل کا حل بھی۔

## غیر سودی امدادی سوسائٹیاں ☆

۱- ہندوستانی سوسائٹیوں کے اقتصادی اور معاشی حالات کے پیش نظر ایسے امدادی مالیاتی اداروں کا قیام ضروری اور مفید ہے جو حالتِ مسلمین سے بڑے سود قرض حاصل کریں اور ضرورت مند مسلمانوں کو سود کی ادائیگی پر مشروط نہ کریں۔  
ایسے ادارے درآمدی رفاہی اور فلاحی ادارے ہوتے ہیں جن کی بنیاد مسلمہ احساس اور تعاون پر ہوتی ہے۔

۲- قرض خواہوں سے قرض میں دی گئی رقم سے زائد وصول کیا جائے اس کا کوئی ما بھی طریقہ اختیار کریں جو بے ہنگام جاری نہیں، اور قرض سے زائد حاصل کی گئی رقم خرچ کر دی جائے۔  
لہذا ذاتی مفاد یا دماغ سے کہ مفادِ دیگر رفاہی اسکیموں پر خرچ کرنے کے لئے بھی قرض سے زائد کوئی رقم وصول کرنا جائز نہیں، نیز ان اداروں میں جمع شدہ قومی مفاد کو وزارت میں رکھنا اور ان پر سود وصول کرنا بھی حرام ہے۔

رہا یہ وہاں کہ ایسے اداروں سے انتظامی مصارف کس طرح ہوں گے کئے جائیں تو یہ درج ذیل ہیں: ”سب سے پہلے مندرجہ ذیل طریقوں کو درمستقراً اردیتا ہے:

الف۔ یہ مالیاتی اداروں کو پندرہ اصحابِ شیعہ ایک ماہر و رت سبجو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اپنے خرچوں سے چلائیں یعنی انتظامی اخراجات کا بار چاہے خوب خیرداشت

کریں۔ اگر یہ ادارے مسلمانوں میں بٹایا جائے، حاصل کر لیں کہ یہ خالص شریعتی حدہ و میں عام مسلمانوں کی مالی امداد کے لئے "ادان کو سودی لین" میں سے بچانے کے لئے کام کر رہے ہیں اور علماء کرام کی رہنمائی بھی ان کو حاصل ہے تو قوی امید ہے کہ اہل شرع مسلمان ایسے اداروں کے انتظامی، صارف بلکہ تر قیاتی، صارف کے لئے بھی آگے بڑھیں گے۔

جب مینار کی رائے میں ایسے تمام اداروں کو بطور پر یہ کوشش کرنی چاہئے کہ سرمایہ کا پنچھ حصہ پیداوری، رائج میں لگا کر جائز آمدنی حاصل کی جائے، اور کم از کم اتنی آمدنی نہ حاصل کر لی جائے جس سے سوسائٹی کے انتظامی اخراجات پورے کئے جاسکیں۔

نقہ- مینار کے شرکاء میں سے متعدد علماء کی رائے یہ ہے کہ اخراجہ خدمتہ (Service Charge) یا انتظامی اخراجات (Operational Expenses) اگرچہ وضو وری اور واقعی اخراجات تک محدود ہوں، قرض خواہوں سے نہیں لئے جاسکتے، بعض علماء کی رائے میں اگرچہ یہ اسلحا جائز ہیں، لیکن سو کا دارہ ازد کلل جانے کا عمل و ہے، اس لئے اسے قطعی طور پر ممنوع قرار دیا جانا چاہئے۔

دیگر علماء (شرکاء مینار) کی رائے میں اس طرح کے اداروں کا قیام مفید اور نہ ہری ہے، اور اگر اصحاب خیرہ کی طرف سے تعاون پیداوری و رائج میں سرمایہ لگا کر بدترنہ ورت جائز آمدنی حاصل کرے بھی "ادو پلا" کا ضمن نہیں ہوتا، اور نہ کے نہ وری اور حقیقی انتظامی اخراجات قرض خواہوں سے وصول کئے جاسکتے ہیں کہ اس "انگلی کا کوئی نفع نہ سرمایہ جمع کرنے والوں کو پہنچتا ہے اور نہ اور دے لئے ذریعہ آمدنی ہے۔

ان علماء کی رائے میں ان واقعی اور نہ وری اخراجات کے تعین میں اس کا خیال رکھنا نہ وری ہے کہ اسلحا قرض کی بدروح شریعت کے پیش نظر ہے اس کے ساتھ قرض خواہوں سے ان اخراجات کا وصول نہ مائل نہیں لکھا تاہم ان اخراجات کے وصول کرنے کی اجازت مانگ کر



نہ لے لی وہ سبھی جاری ہے۔ بعد ان اخراجات کے قرضین میں ضروریہ قیادہ پرتا جائے۔  
 ضروری اور، آبی اخراجات جتنا ہر ادارے کے ساتھ متعین نئے جاسکتے ہیں لیکن اگر حسابی  
 مدت، کم پرانے، کم بعد یہ معلوم ہو۔ انتظامی اخراجات کی مد میں مہل کی کئی تہی قم غنق  
 اخراجات سے زیادہ ہو تو یہ زیادہ رقم قرض خواہوں کو وصول کے ذریعے کے تناسب سے واپس  
 دینا، جب ہوگا۔

## غیر سودی بینکنگ ☆

سمیٹی کی تفصیلی رپورٹ پیش ہوئی، اس رپورٹ کی تلخیص اردو زبان میں جناب عبدالحمید صاحب سابق ڈائریکٹر ریزرو بینک آف انڈیا اور جناب محمد حسین کھٹکھٹے نے شرمکاء سمیدار کے سامنے پیش کی۔

اس رپورٹ میں یہ امر واضح کیا گیا ہے کہ جب تک بینکنگ کے موجودہ قوانین میں ترمیم نہیں کی جاتی اور بینکوں کو تجارت اور صنعت میں براہ راست سرمایہ کانے کی اجازت نہیں دی جاتی، موجودہ قانون کے تحت غیر سودی اسلامی بینک قائم نہیں کئے جاسکتے۔

رپورٹ میں متبادل کے طور پر ”ایڈینٹیز ایکٹ“ اور ”کوآپریٹو کریڈٹ“ کے تحت اسلامی مالیاتی اداروں اور غیر سودی سوسائٹیز قائم کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ بعض خاص حالات میں پائزر شپ کی گنجائش بھی ہو سکتی ہے۔

رپورٹ کی روشنی میں مقصد بہت اثر کرتا ہر ایسٹا اور اجارہ دیت اسلامی طریقہ تجارت کو نیز بینکس کی فن خدمات کو اختیار کئے جانے کی سفارش کی گئی ہے جو سود سے پاک ہیں، جنہیں [Non Banking Services] کہا جاتا ہے۔

اس رپورٹ میں ایک ایسے مرکزی ادارہ (واقع) کے قائم کرنے کی سفارش بھی کی گئی ہے جو اس طرح کے قائم اسلامی مالیاتی اداروں کو کنٹرل کرے، ان کے استحکام اور قابل اعتماد ہونے کے سرچشمت جاری کرے، نیز اگر ایسے نئے مالی ادارے قائم کئے جانے کا منصوبہ ہو تو

پہلے ان کی صداقت کا اور قابل اہتمام ہونے کے سلسلے میں ضروری جامز دلے اور انہیں اس سلسلے میں مفید مشورہ دے۔ اور ایک مایاتی ادارہ کے شہسوار کو دوسرے مایاتی ادارہ کے ذریعہ مفید اور جہاز کا رعبا میں لگانے کا انتظام کرے۔

ماتحتی مانتھ یہ رشارش بھی لی نی ہے کہ مستند علماء پر مشتمل ایک ریسارچ بھی تشکیل دیا جائے جو وقتاً فوقتاً ان اسلامی مایاتی اداروں میں اختیار کئے گئے طریق تجارت پر غور کر کے شفی حیثیت سے رہنمائی کرے۔

اسلامک فقہ اکیڈمی کے چوتھے سیمینار منعقد ۹-۱۲ اگست ۱۹۸۰ء کا حالہ اور اہلوم سکیل الاسلام حیدرآباد میں بینکنگ مینٹی کی اس رپورٹ کی تفسیر کی گئی اور شریک علماء و فقہاء و مابین لی آرا کو سننے کے بعد طے کیا گیا کہ:

۱- یہ اجلاس اس رپورٹ کو ”مجمع الفقہ الاسلامی“ کی ستاہیات کے ماتحت ریکارڈ کرنے کی بہریت کرنا ہے اور بینکنگ مینٹی کے انکان کا اس جامع رپورٹ کے پیش کرنے پر ملر یہ امر کرتا ہے۔

۲- یہ سیمینار سے کرتا ہے کہ علماء کا ایک بورڈ مجمع الفقہ الاسلامی کے ذریعہ تشکیل دیا جائے جو مابین کی طرف سے اس طرح کے اسلامی مایاتی اداروں میں رازرہ پیش آنے والے معاملات اور عملی مشطات جنہیں بینکنگ کے مابین کی طرف سے نہیں پیش کیا جائے، وہ ان پر شفی رائے اور فقہی مساو کرے۔ نیز مذکورہ بالا رپورٹ میں اٹھائے گئے معاملات کا فقہ اسلامی کی رہنمائی میں جامز دلے کران کا شفی عمل پیش کرے۔

۳- سیمینار پر بھی طے کرنا ہے کہ بینکنگ اور اسلامی اقتصادیات کے مابین پر مشتمل ایک مستقل بورڈ تشکیل دیا جائے جو مسلسل اپنا کام جاری رکھے۔ ”ہاے بہت سے بہت تفسیر اہل مایاتی اداروں کے قیام کے لئے شہسوار کے جن کی بنیاد پر ایسے اداروں کا قیام عمل میں

آگے جو مختلف مالی خدمات انجام دے سکیں، جن کی مدد سے مسلمانان ہند کو پیسہ، عہدہ، شرف و درست وراثہ نوٹا قابل ملے۔

۶۔ یہ بھی ہے کیا گیا۔ تلامذہ کے بورڈ میں ایک یا دو پیسٹنگ کے ماہرین اور ماہرین کے بورڈ میں ایک یا دو ملابھگ رکھا جائے۔

## بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ ☆

اس سیمینار میں بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ پر اس نقطہ نظر سے بحث کی گئی کہ کس صورتحال میں سود پایا جاتا ہے اور کس صورتحال میں نہیں پایا جاتا؟ کیوں کہ اسلام میں غریبوں کا استحصال ہونے کی وجہ سے سود کو حرام قرار دیا گیا ہے اور اس کی قطعاً صحیح تائید نہیں ہے۔ اس پس منظر میں جوقراردادیں منظور ہوئیں وہ اس طرح ہیں:

۱- چونکہ معاملات میں اصل لیاحت ہے، اس لئے اسے نئی ایم کارڈ جس کے ذریعہ مشین سے اپنی جمع کردہ رقم نکالی جاتی ہے، کے استعمال میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

۲- ڈیبٹ کارڈ کا استعمال، اس کے ذریعہ خرید و فروخت اور دیکھ بھال سے دوسرے کھاتے میں رقم کی منتقلی درست اور جائز ہے۔

۳- اسے نئی ایم کارڈ اور ڈیبٹ کارڈ کے حصول اور استعمال کے لئے جو رقم ہوا کی جاتی ہے وہ کارڈ کا معاوضہ دوسروں چارج ہے، اس لئے اس کا ادا کرنا جائز ہے۔

۴- کریڈٹ کارڈ کی صورت میں چونکہ سودی معاملہ پر مشتمل ہے، لہذا اگر بیڈ کارڈ یا اس قسم کے کسی کارڈ کا حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

## نیٹ ورکنگ ☆

- ۱۔ ملٹی لیول مارکیٹنگ کی سر پہ مختلف شکلیں مختلف مقامات کو شامل ہیں، اس میں دھوکہ، غرر، بیخ کو ایک غیر متعلق چیز کے ساتھ مشروط کرنا، ایک معاملہ کو دو معاملوں سے مرکب بنا دینا اور تہہ بہ تہہ وغیرہ خلاف شرع باتیں پائی پائی ہیں، اور شر پر اربوں کا اصل مقصد سامان خرید کرنا نہیں ہوتا ہے، بلکہ غیر معمولی کمیشن حاصل کرنا ہوتا ہے، اس لئے اس میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔
- ۲۔ چونکہ اس میں شرکت جائز نہیں ہے، اس لئے دوسروں کو اس میں شریک کرنا اور نیچے کے نمبروں کی وساطت سے کمیشن حاصل کرنا بھی جائز نہیں ہے۔
- ۳۔ مسلمانوں کو اس طرح کے تمام کاروبار سے بچنا چاہئے اور کسی بھی ایسی تجارت میں شامل نہیں ہونا چاہئے، جو اسلام کے مقرر کئے ہوئے اصول تجارت سے متصادم ہو۔

# طبی مسائل

## طبی اخلاقیات اور اطباء کے فرائض ☆

۱: الف۔ علاج کرنے کا حق اس شخص کو حاصل ہے جو فن کا علم رکھتا ہو اور تجربہ کار ہو۔ اور اس کے علم اور تجربہ کی کسی مستند و معتبر ذریعہ نے تصدیق کی ہو۔ صحیح علم و تجربہ کے بغیر علاج معالجہ کرنا جائز نہیں۔

ب۔ جس شخص کو علاج معالجہ کی شرعاً اجازت نہیں ہے، اگر اس کے علاج کی وجہ سے مریض کو غیر معمولی ضرر لاحق ہو جائے تو ضمان عائد ہوگا۔

۲۔ اگر کسی مستند معالج نے علاج میں کوئی کوتاہی کی اور اس کی وجہ سے مریض کو ضرر پہنچ گیا تو معالج صائم ہوگا۔

۳۔ اس طرح قدرے کے باوجود مریض یا اس کے اولیاء کی اجازت کے بغیر اگر ڈاکٹر مریض کا آپریشن کر دے اور آپریشن مضر یا مہلک ثابت ہو تو ضمان لازم آئے گا۔

۴۔ اگر مریض بے ہوش ہے اور اس کے اولیاء وہاں موجود نہ ہوں اور ڈاکٹر یہ محسوس کرنا ہو کہ اس کی جان یا عضو کی حفاظت کے لئے فوری آپریشن ضروری ہے، اور اس نے اجازت کے بغیر آپریشن کر دیا مگر مریض کو نقصان پہنچ گیا تو ڈاکٹر ضامن نہ ہوگا۔

۵۔ اگر کسی شخص کے رشتہ نکاح کی بات چل رہی ہے اور وہ کسی مرض یا عیب میں مبتلا ہے جس پر مطلع ہونے کے بعد مخطوبہ عورت اس سے نکاح کرنے پر راضی نہ ہوگی، ڈاکٹر کو اپنے



مریض کے مرض پر عیب کا علم ہے، اس صورت میں اگر عورت یا اس کا ولی ڈاکٹر سے ملاوٹ نہ کر کے مریض کے مرض یا عیب کے بارے میں پتہ نہ لگانے کے حوالہ سے مریض کی صحیح صورت حال معلوم کر لیا جائے تو ڈاکٹر کہہ لے گا کہ یہی ہے کہ صحیح صورت حال کی خبر دے دے، لیکن اگر اس بارے میں عورت یا اس کے اولیاء نے رابطہ قائم نہیں کیا تو اس کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ عورت یا اس کے اولیاء کو اس مرض یا عیب کی اطلاع دے۔

۶۔ ڈرائیور کی پیمانی کے متاثر ہونے کی صورت میں ڈاکٹر پر ضروری ہوگا کہ وہ محتاطہ شکل کو اختیار کر دے، اس لحاظ سے جو فی جہاز کا یہ ٹکٹ یا ٹریسین اور لے گا ڈرائیور آمدن شدہ کا عادی ہو اور اس سے مسافر میں فاضل حلقہ ہوتو ڈاکٹر پر لازم ہوگا کہ وہ محتاطہ شکل کو اختیار کر دے۔

۷۔ اگر ڈاکٹر کو اپنے مریض کے حرم کی اطلاع ہو ورنہ یہ بھی کوئی بے گناہ شخص یا خود ہو رہا ہو تو اس بے گناہ شخص کی ہر بات کے لیے ڈاکٹر پر حقیقت حال کا اظہار ضروری ہے، رازداری سے کام لیا اس کے سے جائز نہ ہوگا۔

## ضبط وادارت ☆

۱- کوئی بھی یہ عمل جس کا مقصد نسل انسانی کے ملے کو قطع یا محدود کرنا، اسلام کے بنیادی تصورات کے خلاف ورثہ جانے ہے۔

۲- بطوریشن ذمہ داران کو تھکر رکھنے یا تجارت و ملازمت کی مشغولیوں کے متاثر ہونے یا مائیں و بچوں میں رکاوٹ پیدا کرنے کی وجہ سے اولاد کی ذمہ داری سے انکار و گریز کو شریعت اسلامی کسی حاب میں قبول نہیں کر سکتی۔

۳- جو شواہین و سند عیا ز زندگی کے حصول یا نہ ہونے سے زیادہ دولت جمع کرنے کی خاطر نوکریاں کرنا چاہتی ہیں وراپنے مقصد تخلیق و اس مقصد کی فریضے کو بھول جاتی ہیں جو قدرت نے نسل انسانی کی ماں کی حیثیت سے ان پر عائد کیا، ان مقاصد کی خاطر خاندان کو محدود کرنے کا تصور قطعاً غیر اسلامی ہے۔

۴- جو بچہ موجود ہے اس کی پرورش، رضاعت، اور نشوونما میں اثر ماں کے جلد نامہ ہونے کی وجہ سے نقصان کا خطرہ ہے تو ایسی صورت میں مناسب وقفہ قائم رکھنے کی خاطر عارضی مائع حمل نہ اہر اختیار کرنا جائز ہے۔

۵- دائمی منع حمل کی تدبیر کا استعمال مردوں کے لئے کئی بھی حال میں درست نہیں ہے، عورتوں کے لئے بھی منع حمل کی مستحکم تدبیر منوٹ ہیں، سونے ایک صورت کے۔ جو استثنائی صورت یہ ہے کہ ماہر فاضل اعتماد اطباء کی رائے میں ایسا بچہ پیدا ہونے کی صورت میں

عورت کی جان جانے یا کسی عضو کے تلف ہو جانے کا قلعن غالب ہو، تو اس صورت میں عورت کا آپریشن کر لو، تاکہ منتقرہ حمل نہ ہو سکے جائز ہے۔

۶۔ عارضی منع حمل کی تدابیر اور ادویہ کا استعمال بھی عام حالت میں جائز نہیں۔

۷۔ چند استثنائی صورتوں میں عارضی منع حمل کی تدابیر، ادویہ کا استعمال مردوں اور

عورتوں کے لئے درست ہے، مثلاً:

✽ عورت بہت کمزور ہے۔ ماہر اطباء کی رائے میں وہ حمل کی تحمل نہیں ہو سکتی اور

حمل ہونے سے اسے شدید ضرر لاحق ہونے کا قوی اندیشہ ہو۔

✽ ماہر اطباء کی رائے میں عورت کو؛ ولادت کی صورت میں مائلائی برداشت لکھنوں

اور ضرر میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو۔

## اعضاء کی پیوند کاری

۱۔ کسی انسان کا کوئی عضو کار و چوکا ہو اور اس عضو کے عمل کو آئندہ جاری رکھنے کے لئے کسی متبادل کی ضرورت ہو تو اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے:

الف۔ غیر حیوانی اجزاء کا استعمال۔

ب۔ ایسے جانوروں کے اعضاء کا استعمال جن کا کھانا شرعاً جائز ہے اور جو بعض وقت شرفاً ذبح کئے گئے ہوں۔

ج۔ جان کی ملاکت یا عضو کے ضائع ہونے کا قوی خطرہ ہو اور اس مطلوبہ عضو کا بدلہ صرف ایسے جانوروں میں ہی مل سکتا ہے جن کا کھانا حرام ہے، یا عاقل تو ہے لیکن بطریق شرعی ذبح نہیں کئے گئے ہیں، تو ایسی صورت میں ان غیر ماکول اللحم یا ماکول اللحم مگر غیر مذبوحت جانوروں کے اعضاء کا استعمال جائز ہے۔

د۔ اگر جان یا عضو کی بلاگت کا شدید خطرہ نہ ہو تو خزیمہ کے جزاء کا استعمال جائز نہیں۔

۲۔ اسی طرح ایک انسان کے جسم کا ایک حصہ اسی انسان کے جسم میں ہونے کی حاجت مستحباب کیا جاتا ہے۔

۳۔ اعضاء انسانی کا فروخت کرنا حرام ہے۔

۴۔ اگر کوئی مریض ایسی دلت میں پہنچ جائے کہ اس کا کوئی عضو اس طرح بے کار

یہ دیکھ کر وہ سچا کہہ رہا تھا جس کی منسوختی کا تہی سہارہ انسان کا عضو ہیں جسے جسم پر کچھ نہیں ہے۔ کیا یہ سچ ہے کہ  
 تو نے غلط دیکھا ہے کہ میں نے کیا جان بچائی یا نہ کی۔ اور وہ لڑے فساداتی عضو کے کھلنے اور اسی ہل میں اس کی  
 پھر آؤں میں کمر کھتا اور ماہر کاظمی اس کا کوئی نہیں ہے کہ میں نے عضو ہڈیاں کی پھر کھڑی ہے کہ کوئی  
 دیکھ رہا ہے کہ جان بچانے کا نہیں ہے۔ اور عضو فساداتی کی پھر غارتی کی صورت میں ماہر کاظمی کا نہیں  
 غالب ہے کہ اس کی جان بچ جائے گی اور وہی دل عضو انسان کی ہمارے اعضا کے لئے ذرا ہم ہے  
 تو کسی ضرورت سے بچو۔ یہی وہ ہے جس کے عالم میں عضو فساداتی کی پھر کا وہی نہ کہ اس کی جان بچانے  
 کی نہ ہے اس کے اعضا کے لئے مل جائے گا۔

۵۔ اگر کوئی تہہ بہ تہہ فتنہ مایہ ملیا، کہہ دے تو بدعتی مکتبہ اہل تصوف پر دھڑکا جائے گا۔  
۶۔ اگر کوئی تہہ بہ تہہ فتنہ مایہ ملیا، کہہ دے تو بدعتی مکتبہ اہل تصوف پر دھڑکا جائے گا۔  
۷۔ اگر کوئی تہہ بہ تہہ فتنہ مایہ ملیا، کہہ دے تو بدعتی مکتبہ اہل تصوف پر دھڑکا جائے گا۔  
۸۔ اگر کوئی تہہ بہ تہہ فتنہ مایہ ملیا، کہہ دے تو بدعتی مکتبہ اہل تصوف پر دھڑکا جائے گا۔  
۹۔ اگر کوئی تہہ بہ تہہ فتنہ مایہ ملیا، کہہ دے تو بدعتی مکتبہ اہل تصوف پر دھڑکا جائے گا۔  
۱۰۔ اگر کوئی تہہ بہ تہہ فتنہ مایہ ملیا، کہہ دے تو بدعتی مکتبہ اہل تصوف پر دھڑکا جائے گا۔

۶۔ اگر بھی تجھی نے پست و تنگہ اس کے سر پہ نہ بٹھے ہیں جسے اس نے اپنی سجاوٹ سے لانا دیا

مکمل کے استعمال سے پتہ چلے گا کہ صرف عام متن و حدیث کیا چاہتا ہے، اور نہ ہی قرآن ہے  
بلکہ انجیل و پورے نصیحت کی بھی کیا حاجت ہے، اور ان کے نصیحت اور قرآن پر کیا اثر ہے۔

(نوٹ: مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی کتاب "تاریخ ہندوستان" میں لکھا ہے کہ "ہندوستان میں اسلام کی آمد ۳۰۰ عیسوی کے آفاق میں ہوئی۔")

## ایڈیز

۱- اگر کوئی مرد ایڈز کا مریض ہو، مگر اس نے اپنا مرض ظاہر کئے بغیر کسی خاتون سے نکاح کر لیا تو لڑی صورت میں عورت کو فتح نکاح کا حق حاصل ہوگا۔

اور اگر نکاح کے بعد مرد اس بیماری میں مبتلا ہو جائے اور خطرناک حد تک پہنچ جائے تو خاتون کے لئے فتح نکاح کا حق ہوگا۔

۲- ایڈز کی مریضہ اگر حاملہ ہو جائے اور مستند ڈاکٹروں کی رائے میں غالب حمل اس پر ہے کہ بچہ بھی اس مرض سے متاثر ہوگا، تو لڑی صورت میں حمل میں جان آنے سے پہلے جس کی مدت نقباء نے ۲۰ دن لکھی ہے، اسقاط کرانے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

۳- ایڈز کے مریض کو اگر مرض نے پورے طور پر اپنی گرفت میں لے لیا ہو اور وہ زندگی کے معمولات کو ادا کرنے سے معذور ہو گیا ہو تو ایسے شخص کو مرض موت کا مریض سمجھا جائے گا۔

۴- ایڈز کے مریض کی یا خلاق ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے گھر والوں یا محتلفین کو اس مرض سے مطلع کر دے اور خود بھی احتیاطی تدابیر ملحوظ رکھے۔

۵- ایڈز کا مریض اگر اپنے مرض کو چھپانے پر ڈاکٹر سے اصرار کر رہا ہے اور ڈاکٹر کی رائے میں اس کے مرض کو راز میں رکھنے سے اس کے اہل خانہ متعلقین اور ملت کو ضرر لاحق

ہونے کا قوی اندیشہ ہے تو ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ نگلہ صحت اور محتاطہ حضرات کو اس کی اطلاع کروے۔

۶۔ ایڈز اور دوسرے متعدی امراض میں مبتلا افراد کے بارے میں اس کے اہل نہ متعلقین اور سماج کی بیذمہ داری ہے کہ اس کو تباہ اور بے بہارا نہ چھوڑیں، طبی احتیاط کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی پوری قیادت کر لیں اور انہیں علاقہ معجزہ اور عتیق ہیڈ ایئر فراہم کرنے میں چورا تعاون کریں۔

۷۔ ایڈز زدہ بچے بچیاں کو تعلیم سے محروم کرنا درست نہیں ہے، ضروری احتیاطی طبی تدابیر کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی تعلیم و تربیت کا نظم کیا جائے۔

۸۔ طاعون زدہ ملاٹ میں آمدورفت پر پابندی تقصیر نہیں ہے، بہت ضرورت و مجبوری کے حالات مذکورہ پابندی سے مستثنیٰ ہیں۔

۹۔ ایڈز کے مرض میں مبتلا شخص کا اپنے مرض کی نوعیت سے واقف ہونے کے باوجود اس مرض کو کسی بھی صحت مند انسان کی طرف سراغفیل کرنا حرام ہے اور ایسا کرنا گناہ کبیرہ ہے، اس طرح کے عمل کا مرتکب اس عمل کی نوعیت اور اس کے فرد یا معاشرے پر برے اثرات پڑنے کے اعتبار سے سزا کا مستحق ہے۔

## کلوٹنگ ☆

۱۔ کلوٹنگ۔ سہ سلسلہ میں جو تقسیمات اور حصہ زمیں اب تک سامنے آئی ہیں، اور ان کی وجہ سے جن اخلاقی و روحانی نقصانات کا شکار ہوئے کسی بھی طریقہ پر اس کی کلوٹنگ حرام ہے۔

۲۔ نباتات و حیوانات میں ایسی کلوٹنگ جو اس کی مفاد میں ہو اور جو اس کی رسم لے دینی اخلاقی و دینی اعتبار سے مسخرت و ممانعت نہ ہو جائز ہے۔

۳۔ سر ایک فائدہ آئندہ کی کار یہ میدان حکومت بعد سے اپیل کرتا ہے کہ ایسے قوانین وضع کئے جائیں جن سے رو سے ملکی پائیدار غیر ملکی تحقیقاتی ادارے پائیدار رہیں کہ انہیں ہمارے ملک کو انسانی کلوٹنگ کی تجربہ گاہ نہ بنائیں۔



## جائین

۱- جائین ایک مادیاتی (Organic) مرکب ہے، جو ایک قسم کا پروٹین ہے۔ یہ جانوروں، درختوں اور پتوں میں موجود ایک دیگر قسم کے پروٹین کو کالاجن (Collagen) سے طبیعیاتی تبدیلیوں کے بعد بنایا جاتا ہے۔ جو طبیعی اور طبی طور سے کالاجن سے یکسر مختلف ایک نئی قسم کے پروٹینوں میں تبدیل کر رہتا ہے، اور اپنی رنگت، بو، ذائقہ اور کامیابی میں بھی کالاجن سے جدا ہوتا ہے۔

۲- شریعت نے ان اشیاء کو حرام قرار دیا ہے اگر ان کی حقیقت اور ماہیت تھوڑی سی ہو جائے تو ان کا سبب ضم باقی نہیں رہتا ہے۔ کسی شے کے وہ خصوصی اور بنیادی اوصاف جن سے اس میں بنیاد ملتی ہوئی ہے، وہی اس میں حقیقت و ماہیت ہیں۔ انسانی کے مائے نسل باہرین کے ذریعہ جو تحقیق سامنے آتی ہے، اس کے مطابق جائین میں ان جانوروں کی کھالوں اور ہڈیوں کی حقیقت باقی نہیں رہتی ہے۔ کہ کالاجن سے جائین بنایا جاتا ہے۔ بلکہ وہ ایک نئی حقیقت کے ساتھ نئی چیز ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس کے استعمال کی گنجائش ہے۔ باہرین کے لئے اس میں سبب کے طور پر نظر ثناء و مینار میں سے کوئی ایک یا دو ممکن قاعمی نے حرام جانوروں کے ساتھ جسم سے حاصل شدہ جائین کے استعمال سے گریز کرنے کو ترجیح دی۔

۳- فقہاء کے اختلاف اور فقہی اشیاء کی اہمیت و نزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمان صنعت کاروں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ حلال جانور و درخت کے حلال و پاک جزاء سے جائین بنائیں۔ یہ تاکہ اس کے حلال و پاک ہونے میں کوئی شہید نہ ہو۔

۴- ہندوؤں کو بھی یہاں دعا ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ سے اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔

## الکحل

- ۱- الکحل ایک کیمیائی مادہ ہے، جو مختلف پتلوں اور اٹانج کے منظر سے (Carbohydrate) یا شکر سے بنایا جاتا ہے، اس کی بہت ساری قسمیں ہیں جن میں صرف ایک قسم نشا در ہے۔
- ۲- بعض دواؤں میں اچھا تیل الکحل (Ethyl Alcohol) کا استعمال ہوتا ہے، یہ الکحل نشا در ہے، اور دوا میں شامل ہونے کے بعد بھی اس کی حقیقت نہیں بدلتی لیکن غلات و معالجہ کے باب میں شریعت نے جو سہولت و راز کمی ہے اس کے تحت مجبوراً الکحل آمیز ادویہ کا استعمال درست ہے۔
- ۳- شہرہ نامت میں جو الکحل استعمال ہوتا ہے، اُن کی ماہرین کی تحقیق و اعلانات کے مطابق وہ نشا در نہیں ہے۔ اس لئے پینے پاک نہیں ہے۔

## میڈیکل انشورنس ☆

شریعت اسلامی میں جوئے کی کوئی بھی شکل جائز نہیں۔ اس وقت میڈیکل انشورنس کی جو صورت رائج ہے وہ اپنے نتیجہ کے اعتبار سے جو اس میں شامل ہے اور اس نے علاج کو خدمت کے بجائے نفع آور تجارت بنا دیا ہے۔ اس پس منظر میں میڈیکل انشورنس کے بارے میں صریح دلیل لے لے کے ہیں۔

۱- میڈیکل انشورنس، انشورنس کے دوسرے تمام شعبوں کی طرح بلاشبہ مختلف قسم کے ناجائز امور پر مشتمل ہے، لہذا عام حالات میں میڈیکل انشورنس ناجائز ہے اور اس حکم میں سرکاری وغیرہ سرکاری اداروں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۲- اگر قانونی مجبوری کے تحت میڈیکل انشورنس لازمی ہو تو اس کی گنجائش ہے، لیکن جمع کردہ رقم سے زائد جو طلاق میں خرچ ہو، صاحب استطاعت کے لئے اس کے قدر بلائیت ثواب صدقہ کا واجب ہے۔

۳- موجودہ مروج انشورنس کا تباہی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ممکن ہے اور آسان صورت یہ ہے کہ مسلمان ایسے ادارے و نظام قائم کریں، جن کا مقصد علاج و معالجہ کے ضرورت مندوں کی ان کی ضرورت کے مطابق مدد کرنا ہو۔

☆ چیلر اسٹ

موجودہ سائنسی ترقی نے انسانیت کو بہت سے نافع سے پہچانے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ انسانی نقطہ نظر سے اس میں بعض خفیہ پہلو بھی موجود ہیں، اسی سلسلے کی ایک نئی ٹیک سائنس اور ۱۹۸۸ اسٹ ہے، چنانچہ انجینئر سائنس کے سلسلے میں جو تجویزیں پاس ہوئیں، وہ اس طرح ہیں:

۱۔ اگر چیٹ ٹسٹ کے ذریعہ ثابت ہو جائے کہ نظم مادر ملک پرورش پانے والا ہے یا نہ  
 مائیں، نعل اور مائیں الاعضاء، جو مائیں مائیں کے بعد اس کی زندگی ایک  
 ہو جاتا ہے، کہ اگر مائیں، کہ لے تکلیف دور ہے، تو ایسی صورت میں مائیں، ایک مائیں  
 دن مائیں سے مائیں والدین کے لئے اس کا اتنا ہی مائیں۔

۲۔ اگر چیٹس فٹ سے دیکھو تو یہ چوتھے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کی اعلیٰ تعلیم میں پیدا ہونے والے شخص کے کمالات ہیں، اس لیے اس کے پیش نظر سندھ تولید کو نہ کہ آصفیہ جامز ہے۔

۳۰۔ اگر جھوک نہٹ کے ذریعہ کسی شخص کے بارے میں یہ اندیشہ ہو کہ وہ آئندہ موقوف یا کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو سکتا ہے، بشرطِ ماضی نکاح کا سبب ہے تو ماضی نکاح کے لئے شخص یہ نیت قائم نہیں ہوگا۔

۴۔ ملک کی غرض سے جراثیم و بیماریات اور تحقیق کے لئے حیوان ڈبے کرنا اور اس

۸۸ پند و اندرز نامه، ترجمه و تصحیح: ۱۰-۱۱ دی ماه ۱۳۷۲، ۱۳۷۱، ۱۳۷۰، ۱۳۶۹، ۱۳۶۸، ۱۳۶۷، ۱۳۶۶، ۱۳۶۵، ۱۳۶۴، ۱۳۶۳، ۱۳۶۲، ۱۳۶۱، ۱۳۶۰، ۱۳۵۹، ۱۳۵۸، ۱۳۵۷، ۱۳۵۶، ۱۳۵۵، ۱۳۵۴، ۱۳۵۳، ۱۳۵۲، ۱۳۵۱، ۱۳۵۰، ۱۳۴۹، ۱۳۴۸، ۱۳۴۷، ۱۳۴۶، ۱۳۴۵، ۱۳۴۴، ۱۳۴۳، ۱۳۴۲، ۱۳۴۱، ۱۳۴۰، ۱۳۳۹، ۱۳۳۸، ۱۳۳۷، ۱۳۳۶، ۱۳۳۵، ۱۳۳۴، ۱۳۳۳، ۱۳۳۲، ۱۳۳۱، ۱۳۳۰، ۱۳۲۹، ۱۳۲۸، ۱۳۲۷، ۱۳۲۶، ۱۳۲۵، ۱۳۲۴، ۱۳۲۳، ۱۳۲۲، ۱۳۲۱، ۱۳۲۰، ۱۳۱۹، ۱۳۱۸، ۱۳۱۷، ۱۳۱۶، ۱۳۱۵، ۱۳۱۴، ۱۳۱۳، ۱۳۱۲، ۱۳۱۱، ۱۳۱۰، ۱۳۰۹، ۱۳۰۸، ۱۳۰۷، ۱۳۰۶، ۱۳۰۵، ۱۳۰۴، ۱۳۰۳، ۱۳۰۲، ۱۳۰۱، ۱۳۰۰، ۱۲۹۹، ۱۲۹۸، ۱۲۹۷، ۱۲۹۶، ۱۲۹۵، ۱۲۹۴، ۱۲۹۳، ۱۲۹۲، ۱۲۹۱، ۱۲۹۰، ۱۲۸۹، ۱۲۸۸، ۱۲۸۷، ۱۲۸۶، ۱۲۸۵، ۱۲۸۴، ۱۲۸۳، ۱۲۸۲، ۱۲۸۱، ۱۲۸۰، ۱۲۷۹، ۱۲۷۸، ۱۲۷۷، ۱۲۷۶، ۱۲۷۵، ۱۲۷۴، ۱۲۷۳، ۱۲۷۲، ۱۲۷۱، ۱۲۷۰، ۱۲۶۹، ۱۲۶۸، ۱۲۶۷، ۱۲۶۶، ۱۲۶۵، ۱۲۶۴، ۱۲۶۳، ۱۲۶۲، ۱۲۶۱، ۱۲۶۰، ۱۲۵۹، ۱۲۵۸، ۱۲۵۷، ۱۲۵۶، ۱۲۵۵، ۱۲۵۴، ۱۲۵۳، ۱۲۵۲، ۱۲۵۱، ۱۲۵۰، ۱۲۴۹، ۱۲۴۸، ۱۲۴۷، ۱۲۴۶، ۱۲۴۵، ۱۲۴۴، ۱۲۴۳، ۱۲۴۲، ۱۲۴۱، ۱۲۴۰، ۱۲۳۹، ۱۲۳۸، ۱۲۳۷، ۱۲۳۶، ۱۲۳۵، ۱۲۳۴، ۱۲۳۳، ۱۲۳۲، ۱۲۳۱، ۱۲۳۰، ۱۲۲۹، ۱۲۲۸، ۱۲۲۷، ۱۲۲۶، ۱۲۲۵، ۱۲۲۴، ۱۲۲۳، ۱۲۲۲، ۱۲۲۱، ۱۲۲۰، ۱۲۱۹، ۱۲۱۸، ۱۲۱۷، ۱۲۱۶، ۱۲۱۵، ۱۲۱۴، ۱۲۱۳، ۱۲۱۲، ۱۲۱۱، ۱۲۱۰، ۱۲۰۹، ۱۲۰۸، ۱۲۰۷، ۱۲۰۶، ۱۲۰۵، ۱۲۰۴، ۱۲۰۳، ۱۲۰۲، ۱۲۰۱، ۱۲۰۰، ۱۱۹۹، ۱۱۹۸، ۱۱۹۷، ۱۱۹۶، ۱۱۹۵، ۱۱۹۴، ۱۱۹۳، ۱۱۹۲، ۱۱۹۱، ۱۱۹۰، ۱۱۸۹، ۱۱۸۸، ۱۱۸۷، ۱۱۸۶، ۱۱۸۵، ۱۱۸۴، ۱۱۸۳، ۱۱۸۲، ۱۱۸۱، ۱۱۸۰، ۱۱۷۹، ۱۱۷۸، ۱۱۷۷، ۱۱۷۶، ۱۱۷۵، ۱۱۷۴، ۱۱۷۳، ۱۱۷۲، ۱۱۷۱، ۱۱۷۰، ۱۱۶۹، ۱۱۶۸، ۱۱۶۷، ۱۱۶۶، ۱۱۶۵، ۱۱۶۴، ۱۱۶۳، ۱۱۶۲، ۱۱۶۱، ۱۱۶۰، ۱۱۵۹، ۱۱۵۸، ۱۱۵۷، ۱۱۵۶، ۱۱۵۵، ۱۱۵۴، ۱۱۵۳، ۱۱۵۲، ۱۱۵۱، ۱۱۵۰، ۱۱۴۹، ۱۱۴۸، ۱۱۴۷، ۱۱۴۶، ۱۱۴۵، ۱۱۴۴، ۱۱۴۳، ۱۱۴۲، ۱۱۴۱، ۱۱۴۰، ۱۱۳۹، ۱۱۳۸، ۱۱۳۷، ۱۱۳۶، ۱۱۳۵، ۱۱۳۴، ۱۱۳۳، ۱۱۳۲، ۱۱۳۱، ۱۱۳۰، ۱۱۲۹، ۱۱۲۸، ۱۱۲۷، ۱۱۲۶، ۱۱۲۵، ۱۱۲۴، ۱۱۲۳، ۱۱۲۲، ۱۱۲۱، ۱۱۲۰، ۱۱۱۹، ۱۱۱۸، ۱۱۱۷، ۱۱۱۶، ۱۱۱۵، ۱۱۱۴، ۱۱۱۳، ۱۱۱۲، ۱۱۱۱، ۱۱۱۰، ۱۱۰۹، ۱۱۰۸، ۱۱۰۷، ۱۱۰۶، ۱۱۰۵، ۱۱۰۴، ۱۱۰۳، ۱۱۰۲، ۱۱۰۱، ۱۱۰۰، ۱۰۹۹، ۱۰۹۸، ۱۰۹۷، ۱۰۹۶، ۱۰۹۵، ۱۰۹۴، ۱۰۹۳، ۱۰۹۲، ۱۰۹۱، ۱۰۹۰، ۱۰۸۹، ۱۰۸۸، ۱۰۸۷، ۱۰۸۶، ۱۰۸۵، ۱۰۸۴، ۱۰۸۳، ۱۰۸۲، ۱۰۸۱، ۱۰۸۰، ۱۰۷۹، ۱۰۷۸، ۱۰۷۷، ۱۰۷۶، ۱۰۷۵، ۱۰۷۴، ۱۰۷۳، ۱۰۷۲، ۱۰۷۱، ۱۰۷۰، ۱۰۶۹، ۱۰۶۸، ۱۰۶۷، ۱۰۶۶، ۱۰۶۵، ۱۰۶۴، ۱۰۶۳، ۱۰۶۲، ۱۰۶۱، ۱۰۶۰، ۱۰۵۹، ۱۰۵۸، ۱۰۵۷، ۱۰۵۶، ۱۰۵۵، ۱۰۵۴، ۱۰۵۳، ۱۰۵۲، ۱۰۵۱، ۱۰۵۰، ۱۰۴۹، ۱۰۴۸، ۱۰۴۷، ۱۰۴۶، ۱۰۴۵، ۱۰۴۴، ۱۰۴۳، ۱۰۴۲، ۱۰۴۱، ۱۰۴۰، ۱۰۳۹، ۱۰۳۸، ۱۰۳۷، ۱۰۳۶، ۱۰۳۵، ۱۰۳۴، ۱۰۳۳، ۱۰۳۲، ۱۰۳۱، ۱۰۳۰، ۱۰۲۹، ۱۰۲۸، ۱۰۲۷، ۱۰۲۶، ۱۰۲۵، ۱۰۲۴، ۱۰۲۳، ۱۰۲۲، ۱۰۲۱، ۱۰۲۰، ۱۰۱۹، ۱۰۱۸، ۱۰۱۷، ۱۰۱۶، ۱۰۱۵، ۱۰۱۴، ۱۰۱۳، ۱۰۱۲، ۱۰۱۱، ۱۰۱۰، ۱۰۰۹، ۱۰۰۸، ۱۰۰۷، ۱۰۰۶، ۱۰۰۵، ۱۰۰۴، ۱۰۰۳، ۱۰۰۲، ۱۰۰۱، ۱۰۰۰، ۹۹۹، ۹۹۸، ۹۹۷، ۹۹۶، ۹۹۵، ۹۹۴، ۹۹۳، ۹۹۲، ۹۹۱، ۹۹۰، ۹۸۹، ۹۸۸، ۹۸۷، ۹۸۶، ۹۸۵، ۹۸۴، ۹۸۳، ۹۸۲، ۹۸۱، ۹۸۰، ۹۷۹، ۹۷۸، ۹۷۷، ۹۷۶، ۹۷۵، ۹۷۴، ۹۷۳، ۹۷۲، ۹۷۱، ۹۷۰، ۹۶۹، ۹۶۸، ۹۶۷، ۹۶۶، ۹۶۵، ۹۶۴، ۹۶۳، ۹۶۲، ۹۶۱، ۹۶۰، ۹۵۹، ۹۵

## ڈی این اے ٹسٹ ✱

- ڈی این اے (DNA) ٹسٹ کے مطے میں سمینار نے حسب ذیل فیصلے کئے ہیں:
- ۱۔ جس بچے کا نسب شرعی اصولوں کے مطابق ثابت ہو اس کے بارے میں ڈی این اے ٹسٹ کے ذریعہ اشتباہ پیدا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔
  - ۲۔ اگر کسی بچہ کے بارے میں چند دعوے دائر ہوں اور کسی کے پاس واضح شرفِ ثبوت نہ ہو تو ایسے بچے کا نسب ڈی این اے ٹسٹ کے ذریعہ متعین کیا جاسکتا ہے۔
  - ۳۔ جو جو اہم موجب حدودِ قلماس ہیں ر کے ثبوت کے لئے مخصوص طریقوں کے بجائے ڈی این اے ٹسٹ کا اشتباہ نہیں ہوگا۔
  - ۴۔ حدودِ قلماس کے علاوہ دوسرے جرائم کی تحقیق میں ڈی این اے ٹسٹ سے حد لی جاسکتی ہے اور نا محض ضرورت محسوس کرے تو اس پر مجبور بھی کر سکتا ہے۔

## موت کی حقیقت اور مصنوعی آلہ تنفس ☆

۱۔ جب سانس کی جمد ہرقت پوری طرح رک جائے اور موت کی علامات ظاہر ہو جائیں تب ہی موت کے واقع ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور اسی وقت سے موت سے متعلق وصیت کا نفاذ، میراث کا اچھا اور عدت کا آغاز وغیرہ احکام جاری ہوں گے۔

۲۔ اگر مریض مصنوعی آلہ تنفس پر ہو، نیلین ڈاکٹروں کی زندگی سے ماپیں نہ ہونے ہوں اور امید ہو کہ طبی طور پر تنفس کا نظام بحال ہو جائے گا تو مریض کے ورثہ کے لئے اسی وقت مشین کا ہٹانا درست ہوگا جب کہ مریض کی املاک سے اس علاج کو جاری رکھنا ممکن نہ ہو، نہ ورثہ ان اراجات کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور نہ اس علاج کو جاری رکھنے کے لئے کوئی اور ذریعہ ہو۔

۳۔ اگر مریض آلہ تنفس پر ہو اور ڈاکٹروں نے مریض کی زندگی اور طبی طور پر نظام تنفس کی بحالی سے مایوسی ظاہر کر دی ہو تو ورثہ کے لئے جائز ہوگا کہ مصنوعی آلہ تنفس علاحدہ کر دیں۔

## یوحنینیر یا کا حکم \*

شریعت اسلامی میں انسانی جان کی بڑی اہمیت ہے اور حتیٰ المقدور اس کی حفاظت خود اس شخص کا اور دوسروں کا فریضہ ہے، اس لئے:

۱۔ کسی مریض کو شدید تکلیف سے بچانے یا اس کے منطقیین کو علاج اور تیمارداری کی رحمت سے نجات دلانے کے لئے عہدہ ایسی تدبیر کرنا کہ جس سے اس کی موت واقع ہو جائے حرام ہے اور یہ قتل نفس کے حکم میں ہے۔

۲۔ ایسے مریض کو کو کبھی ہلک و داند دی جائے مگر قدرت کے باوجود اس کا علاج ترک کر دیا جائے تاکہ جلد سے جلد اس کی موت واقع ہو جائے، یہ بھی جائز نہیں ہے۔

# جدید آلات و ذرائع



## انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال ☆

اس موضوع پر گفتگو اور بحث و تجویس کے بعد باخلاق شرکاء سمینار دستِ ذیل نکلے گئے:

۱۔ اسلام کی نشر و اشاعت اور اس کی حفاظت و بقا کے لئے ہر ممکن حد و چہرہ دستی امت

مسلمہ کا اہم فریضہ ہے۔

۲۔ ”وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ“ کے مطابق اس فریضہ کی انجام دہی کے

لئے جدید و قدیم ہر ممکن جائز ذریعہ و وسیلہ کا استعمال کرنا درست ہے، بلکہ ضرورت و حالات کے مطابق مفید و موثر وسیلہ کا استعمال کرنا ضروری ہے۔

۳۔ ابلاغ و ترسیل کے جدید ذرائع میں ریڈیو کا استعمال دینی مقاصد کے لئے کوئی

قباحت نہیں رکھتا، خواہ یہ استعمال اس کے پروگرام سے استفادہ کی صورت میں ہو یا پروگرام میں غلط شرکت کر کے یا یہ کہ خود اپنا ریڈیو پیشہ بن جائے۔

۴۔ بنیادی طور پر انٹرنیٹ آج کے زمانے کا سب سے اہم ذریعہ ابلاغ ہے، اس کی

ہئیت اپنی بات و صورتوں تک پہنچانے کے لئے ایک ذریعہ اور وسیلہ کی ہے۔ اور ذرائع کا حکم شرعی متعین کرتے وقت یہ دیکھنا ہوگا کہ ان ذرائع کا استعمال کن مقاصد کے لئے ہو رہا ہے۔ ذرائع و وسائل کا استعمال جائز مقاصد کے لئے شرعاً جائز اور ناجائز مقاصد کے لئے ناجائز ہے۔ پھر ان کا شرعی حکم اس طرح متعین ہوگا کہ ان مقاصد کا حصول اگر واجب ہے یا مستحب ہے یا

مہاٹ ہے۔ ان وسائل کا استعمال مکمل طور پر ان مقاصد کے حصول کے لئے جس حد تک  
 نہ دہری ہو وہی کے بعد ان وسائل کا استعمال فرض کی مستحباب قرار دیا جائے گا۔

ان اصولوں کی روشنی میں شہ کا زمیندار کی رائے ہے کہ اس نیت کا استعمال ایک شہری،  
 دینی، اجتماعی فلاح کے ذریعہ اور میلہ کی حیثیت سے جائز اور بخش دہری ہے۔  
 یہ بھی نہ دہری ہے کہ مرض اور پیشکش کے طریقے میں مکررات اور عادات شریعہ سے  
 بچا جائے۔

۵۔ نیلی ویٹن ایک ایسا ذریعہ ابلاغ ہے جس کے ذریعہ نہ صرف وہ ایک بولنے  
 والوں کی صورتیں بھی ماضی ماضی کے سامنے پیش ہو جاتی ہیں، بلکہ نقل و مہاٹ (نہ دو  
 راست) کے ذریعہ چلتی پھرتی صورتیں منتقل کی جاتی ہیں، اور کبھی کبھی عمل، کسی عمل، کسی خیال یا  
 کسی تعلق کی ایک تصویر میں منظر کشی کیا جاتا ہے اور بعد میں اس کو شہریا جاتا ہے۔

نیلی ویٹن کے مسئلہ میں ایک شہری کو یہ ہے کہ اس میں جو صورتیں ماضی ماضی کے منتقل  
 ہوتی ہیں ان کو اس تصویر میں شامل اور وہ ہیں جن کے منظر کشی ہونے کی ضرورت حدیث دہری میں  
 تھی ہے یا نہیں؟ عام طور پر علماء ہند اس طرح کے کس ذریعہ میں سے لی جاتی تھیں، یہ کو بھی اس  
 تصویر میں داخل کرتے ہیں۔ ممالک عرب کے بعض علماء اس طرف کے ہیں کہ وہ ان کی منظر  
 تصویر سازی کا عمل نہیں۔

نیلی ویٹن کے ساتھ دہری شہری اس کے استعمال کی ہے، تفریحات  
 (Entertainment)۔ تفریحی اشتہارات کے ذریعہ عورتوں کی عریں تصویروں کی اشاعت،  
 بے حیائی فلمیں کو عام کرنا، ایسی فلموں کا شہریا جانا جس کو باپ بیٹا ماں بیٹی ایک ساتھ دیکھ  
 نہیں سکتے، بچہ بچوں کو اس طرح اپنے سر میں رکھ کر ان کی تعلیمی اور تفریحی شہریا جانا۔ یہ وہ  
 ذرائع ہیں جن کی وجہ سے نیلی ویٹن موجودہ عادات کے لئے ایک بڑا سامان بن گیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ٹیلی ویژن کے ذریعہ کچھ مفید کام لئے جاسکتے ہیں اور لئے جاتے ہیں، لیکن معاشرے کو بد چھنے والا ضرر اس سے حاصل ہونے والا نفع سے کہیں زیادہ ہے 'کو بئہما آکبر من نفعہما'۔

اس حالات میں شرکاء سمینار ٹیلی ویژن کے استعمال اور اس کے ذریعہ منکرات و فواحش کی اشاعت کو ناجائز اور معاشرے کے لئے جہائی کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے اس سے اجتناب کی تلقین کرتے ہیں۔

۶- ایک اہم سوال ان مجلس کے حکم شرعی کا ہے جو فاضل دینی و روحانی مقاصد کے لئے قائم کئے گئے ہیں اور قائم کئے جا رہے ہیں اور ہر طرح کی فحاشی، غریبائی سے پاک اور خالی ہیں، کیا ایسے مجلس (Channels) کا قائم کرنا اور ان سے استفادہ کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟  
تمام شرکاء سمینار اس کو جائز قرار دیتے ہیں، جبکہ بعض حضرات ان حالات میں بھی اجازت نہیں دیتے جن کے نام حسب ذیل ہیں

۱- مولانا عبداللطیف پالپوری صاحب

۲- مولانا عبدالقیوم پالپوری صاحب

۳- مولانا محمد حمزہ گورکھپوری صاحب

۴- مولانا عبدالرشید پالپوری صاحب

۵- مولانا رفیع احمد صاحب مطہر علوم

۶- مولانا مفتی محمد رفیع صاحب

مولانا برہان الدین سنبلوی اور مولانا ارشد نقوی کی رائے یہ ہے اگر براہ راست نشر (Live) ہو جائے ہوگا، اور اگر محفوظ کیا ہو اور وکر ام (Recorded Programme) نشر کیا جائے تو جائز نہیں ہوگا۔

## ذبح کے مسائل ☆

### محرر اول

۱- ذبح لغت میں چیرنے پھاڑنے کو، اور شرع میں قابو یافتہ جانور کے مذاہ سانس کی نالیاں اور دونوں شہ رگ سپان میں سے اکثر کے کاٹنے، اور غیر قابو پانہ جانور کے بدن کے کسی بھی حصہ کو زخمی کرنے کو کہتے ہیں۔

۲- ذبح کی دو قسمیں ہیں، ذبح اختیاری اور ذبح غیر اختیاری۔

ذبح اختیاری میں جانوروں کی چاروں رگیں (حلقوم، مری، دو چین) یا ان میں سے اکثر کاٹ دی جاتی ہیں، اور یہ ان جانوروں میں ہوتا ہے جو مکمل ذبح کو انجام دیتے وقت ذبح کے قابو میں ہوں، پالتو جانوروں میں عام طور پر ذبح اختیاری ہوتی ہے، سوائے اس کے کہ جانور قابو سے باہر ہو جائے۔

ذبح غیر اختیاری جانور کے بدن کے کسی بھی حصہ کو زخمی کر کے خون بہا دے کر کہتے ہیں۔ ذبح غیر اختیاری ان جانوروں میں ہوتا ہے جو مکمل ذبح کو انجام دیتے وقت ذبح کے قابو میں نہ ہوں۔ غیر پالتو (شکاری) جانوروں میں ذبح غیر اختیاری ہوتا ہے، والا یہ کہ ایسے جانور کو پال لیا جائے یا وہ کسی اور طریقہ سے زندہ حالت میں قابو میں آجائے۔

۳- ذبح اختیاری اور غیر اختیاری کے مشترک شرائط درج ذیل ہیں:

- ۱- ذبح کا مسلمان یا کتابی ہونا۔
- ۲- ذبح کا عالیاں ہونا۔
- ۳- بوقت ذبح اللہ کا نام لینا۔
- ۴- اللہ کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام شامل نہ کرنا۔
- ۵- بوقت ذبح جانور کا زرد درہنا۔
- ۶- جانور کی موت ذبح کی وجہ سے ہونا۔
- ۷- آلہ کا تیز و حاد ہونا۔

ذبح اختیاری کے مخصوص شرائط:

- ۱- متعین مذکور پر شمیمہ پایا جانا۔
- ۲- متعین رکوں کا کاٹنا۔
- ۳- شمیمہ اور عمل ذبح میں زیادہ فاصلہ نہ ہونا۔

ذبح غیر اختیاری کے مخصوص شرائط:

- ۱- شکاری حالت احرام میں نہ ہونا۔
- ۲- جانور حرم کا شکار نہ ہونا۔
- ۳- شکار کرنے والا جانور یا پرندہ تربیت یافتہ ہونا۔
- ۴- شکار اگر شکاری جانور کے ذریعہ ہو تو اس کو شکار کے لئے چھوڑنے کے وقت اور اگر حیرہ نیزہ وغیرہ سے کیا جائے تو اس کو چھیننے کے وقت شمیمہ بھاگنا۔
- ۵- ذبح اختیاری اور غیر اختیاری دونوں کے مواقع تلحہ و تلحہ ہیں، جب ذبح

اختیاری ممکن ہو اسی وقت ذبح غیر اختیاری کی اجازت ہوتی ہے، لہذا اختیاری کی جگہ  
غیر اختیاری کی جگہ نفس بلا غناق نہیں ہے۔

## محور دوم

۱- ذبح کرنے والے کے لئے شریعت میں جس اولیت کا اعتبار یہ نہیں ہے وہ یہ ہے کہ  
ذبح کرنے والا عاقل ہو، بالغ ہو، یا اگر نابالغ ہو تو بالغ شیعہ ہو، اور مسلمان ہو یا کتابی ہو۔

۲- کتابی سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس کوئی ۲- مانی کتاب ہو جس کی تصدیق  
قرآن نے ہی ہو، آق کے بعد میں یہود و نصاریٰ کتابی ہیں۔

۳- آق کے زمانہ میں جو لوگ اپنے کو عیسائی یا یہودی کہتے ہیں انہیں کتابی تصور کیا  
جائے گا اور ان کا زمینہ حاصل ہوگا، الا یہ کہ ان کا طہر، منکر، حد، یا ایسی چیزیں معلوم نہ جانے۔

۴- کتابی کا زمینہ حاصل نہیں ہوگا، چاہے وہ اپنے عاصی کہے یا لاہوری۔

۵- واضح ہے کہ ذبح کی شرعی حقیقت کا پایا جائزہ ہی ہے، چاہے ان کے جسم ہو یا  
کتابی، اس لئے کہ تمام صورتیں جن میں یہ درست یا کسی میں سے ذبح کی جائے تو اس طرح  
بلاک کیا جائے کہ اسے شرعاً ذبح نہیں قرار دیا جاسکتا تو یہ بلاک شدہ یا توراتیج نہیں کہہ چکے  
اور حاصل نہیں ہوگا، مثلاً گولہ مار کر مٹا کر دینا، یا بلی یا لہرہ کے ذریعہ ذبح کرنا، جگہ کو جلا دینا یا  
جسم کے کسی اور حصہ کو زخمی کر کے ٹھونٹا دینا، یا اس جیسی دوسری صورتیں۔

## محور سوم

۱- اگر وہ شرعاً اسلام ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جائے، اور غیر اللہ کے نام پر

اگر کوئی جانور ذبح کیا جائے تو وہ حلال نہیں رہتا۔

اگر کوئی جانور ذبح کیا جائے اور اس پر بسم اللہ نہیں کہی گئی تو دیا یا تو بھول کر ہوا ہو گیا  
تصدقہ بسم اللہ ترک کی گئی ہوگی، اور بسم اللہ بھول کر چھوڑی گئی تو وہ ذبح حلال ہوگا۔ اور اگر بسم اللہ  
تصدقہ چھوڑی گئی تو جھوٹا تھا، اسے مسک سے پیش نظر وہ ذبح حلال نہیں ہوگا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، یہ اگر بطور اتخاف بسم اللہ نہیں پڑھی جائے  
تو ذبح حلال نہیں ہوتا، لیکن اگر مقصود اتخاف نہ ہو مگر جان پر ہندو کوئی شخص بسم اللہ نہ کہے تو چوتھا۔  
بسم اللہ نہ جان کہتے ہو ایک سنت ہے، دیا ذبح حلال ہوگا۔

۱۔ واضح رہے کہ جب ہور فقہاء، کلمہ یہ بسم اللہ نہ کہتا، واجب ہے اور یہ امام شافعی کے  
نزدیک مسنون ہے، ہر حال تیسرا واجب ہو یا نہ ہو، ہر مسلمان سے یہی امید کی جاتی ہے کہ وہ  
جان پر ہندو کو بھلا کر بسم اللہ کا نام لے کر ذبح نہیں کرے۔ لہذا ذبح کسی بھی مسلمان کا جو اس کے بارے میں  
ہم اس تحقیق کے متعلق نہیں ہیں کہ آیا اس پر تصدیق بسم اللہ چھوڑی گئی ہے، اس لئے ہر مسلمان کے  
ذبح کو حلال تصور کرنا چاہئے۔

۲۔ واضح رہے کہ بسم اللہ نہ تھا عمل ذبح پر واجب ہے، اس لئے اگر عمل ذبح متعدد ہوگا  
تو بسم اللہ بھی متعدد ہوگا، اور اگر عمل ذبح ایک ہوگا تو بسم اللہ بھی ایک بار کہنا کافی ہوگا۔  
مثلاً ایک جانور کو بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا یا لیکن عمل ذبح مکمل ہونے سے پہلے وہ بھانک  
کھڑا ہوا، اب اگر وہاں سے ذبح کیا جائے گا تو دوبارہ بسم اللہ کہنی ہوگی۔  
اور اگر ایک ہی بار چھری چلائی جائے اور اس ایک عمل ذبح سے ایک وقت ذبح جانور  
ذبح ہو جائے تو ایک بار کہنی ہوگی بسم اللہ کافی ہوگی۔

۳۔ واضح رہے کہ ذبح اختیار کی گئی ہو یا ذبح اور بسم اللہ کہتے وقت ذبح کا معلوم متعین  
ہو یا ضروری ہے، اس لئے کہ ایک یا زائد جن جانوروں میں فیستہ کر کے بسم اللہ کہی گئی ہے ان کی

جگہ دھیرے جانور ڈنگ ہوں گے تو وہ حلال نہیں ہوں گے۔

۳۔ ابھی اداکات جانور ڈنگ کرتے ہوئے ایک سے ڈانڈا فروزونگ کے عمل میں شریک ہوئے ہیں، مثلاً چھری کے قبضہ پر وہ آدمیوں کا ہاتھ دیا ایک گزور شخص کے ہاتھ کے اوپر دوسرے شخص کا ہاتھ ہو تو ایسی صورت میں دونوں ہی افراد کو۔ بسم اللہ کہنا ہوگی، جانور کا ہاتھ جیسے دھیرے پکڑنا ڈنگ کرنے میں شرکت نہیں ہوگی۔

### محور چھارم

۱۔ آج یہ طریقہ رواج پارہا ہے کہ جانوروں کو ڈنگ کرنے سے پہلے بھلی بھسی اور ذریعہ سے بے ہوش کیا جاتا ہے اور اسے جانوروں کے لئے اہم اور تکلیف کشم کرنے کا ذریعہ تصور کیا جاتا ہے۔ مینارکواں فقط نظر سے متعلق نہیں ہے، اور بھتر طریقہ یہی ہے کہ بغیر بے ہوش کئے عمل ڈنگ پورا کیا جائے۔

لیکن اگر ہمیں یہ عمل رائج ہو جو جانور کو بے ہوش کر کے عمل ڈنگ کیا جاتا ہو، اور اس کا طمینان ہو کہ ایسا کدھاک یا دھیرے سے بے ہوشی کے ذریعے کے استعمال کی وجہ سے جانور محض جاتی طور پر بے ہوش ہو، یہ ضرور نہیں ہے اور اس کا طمینان ہو کہ پوری حقیقت کے ساتھ الیکٹرک، الٹح اس طرح ایڈجسٹ کیا جاتا ہے کہ اس سے صرف بے ہوشی عمل میں آتی ہے، تو ایسے بے ہوش جانور کو اگر ڈنگ کیا جائے تو ذبحہ حلال ہوگا۔



## مشینی ذبیحہ ☆

مشینی ذبیحہ کے مسئلہ پر اسلامک فقہ اکیڈمی کے ساتویں سیمینار منعقدہ پھر وچ میں بحث کی گئی تھی اور اس کی بعض صورتوں کے جواز اور بعض صورتوں کے ناجائز ہونے پر اتفاق ہو گیا تھا۔ ایک صورت کی بابت علماء و مفتیان کرام کی راءیں مختلف تھیں، اور سیمینار کا احساں تھا کہ اس مسئلہ پر دوبارہ غور کیا جائے اور مجوزین و ممانعین کے دلائل کا خلاصہ دوبارہ مندرجین کی خدمت میں بھیجا جائے تاکہ وہ پھر غور کر کے مسئلہ پر رائے دے سکیں۔ چنانچہ اکیڈمی نے دوبارہ اسی مسئلہ میں منسلک سولہ نامہ بھیجا اور اس پر جو جوابات آئے ان کی روشنی میں درج ذیل امور طے پائے:

۱۔ اگر جانور بکلی کے ذریعہ چلنے والی ذبحیر یا پٹے لٹک کے بے ہوشی کے مرحلہ سے گزرنے کے بعد ذبح کے سامنے پہنچتا ہے اور ذبح بسم اللہ کہہ کر اس کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر دیتا ہے، اور جانور کے ذبح کے وقت اس کے زندہ ہونے کا یقین ہے، تو یہ صورت بالاتفاق جائز ہے۔ اس لئے کہ اس میں صرف جانور کا قتل و جمل مشین کے ذریعہ ہو رہا ہے، باقی فعل ذبح ہاتھ سے انجام دیا جاتا ہے۔ اکیڈمی مسلمان ارباب مسالخ سے خواہش کرتی ہے کہ وہ اسی طریقہ کو رواج دیں، اور اگر ضرورت محسوس ہو تو ذبح کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے کئی ذبح کا تقریر کیا جائے۔

۲۔ مشینی ذبیحہ کی ایسی صورت جس میں جانور کے قتل و جمل اور ذبح دونوں کام مشین

سے انجام پا گیا، اس صرح سے منہ دبانے کے ساتھ مشین حرکت میں آجائے اور اس مشین پر بار کی باری جاؤر آتا جائے۔ اس صورت کی بہت تمین رائیں ہیں۔

الف۔ پہلا جو نہر حال ہوگا۔ اس کے بعد جو نہر ذبح ہوگا۔ تم جو تمیں ہو نہ نہیں ہیں، یہاں کٹر شرکاء زمینار کی رائے ہے۔

ب۔ پہلا جو نہر حلال نہ ہوگا، یہ بعض حضرات کی رائے ہے، بعد سے ذیل میں  
 "مقلد شیعہ جہود کی یہ افادہ" "وہا حیدر احمد دہلوی، ساہلی، بنارس"  
 "ولایہ راجہ جی، پٹنہ" "وہا برہمن علی، بکسرت"

ت۔ پہلا جو نہر بھی حلال نہ ہوگا، ورنہ میں ہو جائے اور اس میں ذبح کے تقاضے ہوتے ہیں۔ پہلا پہلے ذبح ہو جائیں وہ بھی حلال ہیں۔ چنانچہ درج ذیل حضرات کی ہے۔

"مولانا رحیمی الاحرار ندوی، مولانا صباح الدین ملک قادیان، مولانا سلطان احمد املائی،  
 مولانا چالہ، لہریں احمد علی، مولانا نقیب الامین، مولانا عبد الرحمن، مولانا فیض محمد، مولانا  
 قوی، مولانا خالد سیف اللہ، رحمانی، مولانا شیخ احمد علی، مولانا اعجاز احمد قوی۔"

۳۔ ان حضرات کے نزدیک مشین کے ذریعہ ذبح کی صورت میں پہلا جو نہر حلال ہو جاتا ہے ان کے نزدیک اگر ایسی مشین بھی ہو جو بڑے جسم سے نہ کی تعداد میں پھر یاں متعلق ہوں، ورنہ نہ بڑے ہی وقت چل کر ایک ایک جانور ایک ساتھ ذبح کر دیتی ہوں تو یہ قسم بن نہر حال ہو جائے۔

۴۔ واضح رہے کہ مشین ذبح کے بارے میں یہ احکام مشین و مخصوص وقت اور قطع کو سامنے رکھ کر رکھے گئے ہیں، ہر طرح اور ہر شعبہ کی مشین پر اس کا اطلاق نہیں ہوگا، بلکہ مشین کی مخصوص وقت اور طریقہ کار کی روشنی میں اس کا حکم مقرر کیا جاسکتا ہے۔

# متفرق مسائل

## اعلامیہ برائے اتحاد امت ☆

ہندوستانی مسلمان اس وقت نئے مسائل میں گھرے ہوئے ہیں، ان مسائل میں سب سے بڑا مسئلہ اپنے دین و لین اور تہذیبی شناخت و پہچان کو ہندوستان کے موجودہ ماحول میں باقی رکھنا ہے، اور اسی جذبہ کو اپنی فی نسل میں منتقل کرنا ہے اور یہ کام سب کو مل جل کر کرنا ہے، تاکہ بس سرزمین میں اسلام کی کھیتی بری بھری اور سرسبز و شاداب رہے اور ہم اپنے وجود سے ہمہ اور سن و سن کو لگھی نفع پہنچا دتے رہیں۔

اس اہم ضروری اور بنیادی کام کے لئے ہم سب کو ذرا، ہر ادنیٰ، خاندان کی تقسیم سے اونچا اٹھ کر اور مسلک و شرب کے تمام اختلافات سے بالاتر ہو کر خدا کی رسی کو مضبوط پکڑنا ہے، رنگ و نسل کے فرق کو مٹانا ہے، زبان اور علاقہ کے بت کو آستین سے نکالنا ہے، اور اس حقیقت کو دل و دماغ میں بٹھانا ہے کہ اتحاد و اتفاق ہی زندگی ہے اور اختلاف و اختلاف موت، مگر انہوں نے کچھ دیکھ کر یہ بات شدت کے ساتھ محسوس کی چاہی ہے کہ ہندوستانی مسلمان زندگی کی شہزادہ (اتحاد و اتفاق) کو چھوڑ کر موت (اختلاف و اختلاف) کی طرف بڑھ رہے ہیں جو ہماری دینی، وطن اور اسلامی زندگی کے لئے عروج و خطرناک ہے، اس لئے عالم اسلام کے باہر کارادادہ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی مجلس فقہی نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۳ تا ۲۷ صفر ۱۴۰۸ھ میں دنیا پر (اسلامک فقہ اکیڈمی اہلہ کی جانب سے دو ماہی مہتمم سیدار بیج) ایس ایم کی میں ۲۳-۲۴ جنوری ۱۹۸۸ء مطابق ۲۳ تا ۲۷ ستمبر ۱۹۸۷ء کو منعقد ہوا جس میں ملک بھر سے آئے ہوئے علماء و علما و علما و علما نے بڑی نگرہ و نگرہ کے ساتھ اپنے مخطوطے اور حوالہ دہی اعلامیہ برائے اتحاد امت جاری کیا۔

محمد کے مسلمانوں سے اخوت و اتحاد کی پہلی لڑائی ہوئے اور یہ کہ سلطان اپنے تختی و مسکن  
 اختیار کیا جس میں امت مسلمہ اور تاجران کے واپس لوگ پکھڑے ہیں اور ایک دوسرے کی دلچسپی نہ  
 کر رہے۔

آئیے اب ہم شیخ پریم اپنے اسی اہل کلمہ کو یاد دلاتے ہیں:

ہم آج کے ہمسایہ جن ہم سب حضرات کے ساتھ گواہی دے رہے ہیں،  
 ان کے لئے یہ کہ قرآن مجید کی آخری کتاب پریم جب تیار پڑے تھے یہاں تک ہی گویا  
 قبلہ تھے جن دنوں وہاں وہاں "پریم" کے نام سے قیامت مچ گئی تھی۔ لکھنؤ، راجستھان، اور ہم  
 نے اپنی بھالت سمجھنے والے اس دین اسلام کو اپنا لیا۔

اس نے ہم پر کڑے کر دیے:

۱۔ ہم پریم سلطان خواجہ کی دولت سے اور ان کے مہلک و شراب سے بدگشت  
 ہوں، ایک ہر چہ کہ ہم اپنی ملی زندگی کے اسلامی اخوت اور سوا سے لاشعور پر گئے۔  
 ۲۔ اپنے حلیت و شراب کے ساتھ ایک خاص دور و رنگ کے ہو گئے ہیں۔  
 ان کے خیر کے ساتھ ساتھ لے رہے ہیں۔

۳۔ ایک دوسرے کے امام، راجا اور شیخ کے ہر نام کو گویا نہیں گئے، اور ان کی  
 شان میں ایسی باتوں کے منہ پر جو یہ کریں کہ ہمیں۔ جو ان کی عزت و توقیر میں لڑائی آ رہی۔  
 ۴۔ ہم لوگ آج بھی ایک دوسرے کے ساتھ ہم کریں۔ یہ سب سچا لاشعور  
 اور انہیں۔ تو وہ۔ ملے اور انہیں کریں۔ ایک۔ جو سچا ہوں۔ ملے۔ عزت و وقار کا پانی د  
 لے لے لے لے لے

۵۔ ابھی اور نیک کام میں آج دوسرے کے کہہ رہے ہیں، ایک دوسرے کے خلاف  
 انہیں ترانہ۔ ہماری بڑی بڑی اور چھوٹی بڑی سے فرج پریم گئے، اور ہم اپنی زندگی سے

حقیقت کو اجاگر کریں گے کہ ہم آپ دہمے کے رفیق ہیں نہ کہ نہریں۔

۶۔ اپنے اختلافی اور ترقی مسائل - سبھی گفتگو سے حل کریں گے، اور جہاں شرعی و راتنہ نظام ہو وہاں اپنے مسئلہ کو پیش کریں گے۔

۷۔ ہم اپنی اجتماع زندگی میں ممبران جمہورداشت و رواداری کا ثبوت دیں گے۔

۸۔ ذات، رواداری، تفریق اور نہمدان کی تقسیم میں اچھ کر اپنی زندگی اور اجتماعی خیر ازہ بندی کو بزرگ نقصان نہ پہنچے دیں گے، اور اس حقیقت کا خواہاں کریں گے کہ اللہ کے یہاں بڑی کامیابی و تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔

۹۔ اپنے ترقی اور ترقی اختلاف کو دین اور عقیدہ کی بنیاد اور اس میں نہیں بنائیں گے، اور اپنی اجتماعی اور ملی زندگی میں ایک مستحکم نہایت کی طرح رہیں گے جس کی بغیر ایک دہمے سے تقویت حاصل کرتی ہیں۔

۱۰۔ حضرات فرقہ پرست عناصر اور سیاسی اجتماع کرنے والی قوتیں منظم سازش کے تحت مسلمانوں کو مختلف قسم کی گروہ بندی اور فرقہ بندی میں مبتلا کر رہی ہیں، ہم مسلمان اپنے شعور و ہوشیاری سے ان سازشوں اور منصوبوں کو کامیاب نہیں کریں گے۔

نوٹ: اس اعلامیہ کی خواندگی و اعتراف و نظر کی ممتاز عامہ کی موجودگی میں ہوئی۔

## دینی و عصری اداروں کے طلبہ

یہ پیمانہ عمرانی مدارس کے ذمہ داروں سے درخواست کرتا ہے کہ:

۱- طلبہ کو جدید حالات پر احکام شریعہ کے انطباق کا اہل بنانے کے لئے فقہی مہینار میں آنے والے مسائل اور دوسرے جدید مسائل پر طلبہ کا تین امدادیں خدا کر دے منعقد کرائیں، اور اگر ہر اس شخص کریں تو اسلام کا فقہ اکیڈمی ایسے مذاکروں میں تعاون کے لئے ممتاز علماء میں سے کسی صاحب سے ایسے مواقع پر شرکت کے لئے درخواست کر سکتی ہے۔

۲- دینی مدارس کے طلبہ کے لئے مہینار یہ بھی مناسب سمجھتا ہے کہ معاشیات اور مختلف عصری علوم کے محاضرات کا نظم کیا جائے تاکہ طلبان علوم کی پیادیاں اور اس کی بنیادی فکر کو بوجہ تکمیل اور احکام شریعہ کو ان سے مربوط کر سکیں، اور اسلام کا فقہ اکیڈمی اس سلسلہ میں ممکن تعاون کر لے تیار ہے۔

یہ پیمانہ اس بات کی بھی ضرورت محسوس کرتا ہے کہ عصری دور ستاروں کے طلباء کے لئے ایسے محاضرات اور کمپس (Camps) کا نظم کیا جائے کہ اس کے ذریعہ ان کو اسلام کے مختلف شعبوں کی بنیادی تعلیمات، اسلام کے بنیادی اصول تعلیم، اسلامی قانون کی تاریخ اور اس کی ہر عہد میں انسانیت کی رہنمائی کی صلاحیت اور ضروری اصطلاحات سے واقف کر لیا جائے۔ مہینار کی خواہش ہے کہ اسلام کا فقہ اکیڈمی اس سلسلہ میں مناسب قدم کرے۔

## وظیفہ طلبہ ☆

مدرسہ میں طلباء کے قیام و طعام اور تعلیم وغیرہ پر جو مجموعی مصارف آتے ہیں، ان کا حساب لگا کر ہر طالب علم پر واجب ملا دانا باندھا خراجات کے بقدر ہرز کوۃ سے ادا کئے جائیں۔ یہ اداغلی بصورت نقد یا چیک طالب علم کو دی جائے، اور خود مہتمم مدرسہ بھی یہ رقم زکوۃ اکائیٹ سے نکال کر مدرسہ کے عام اکائیٹ میں اس کی طرف سے جمع کر سکتا ہے، بشرطیکہ پوششہ و اعلیٰ فارم داخلہ میں طالب علم کی طرف سے اور اگر مالوغ ہو تو اس کے ولی کی طرف سے یہ تصریح کر دی جائے کہ مہتمم مدرسہ اس کی طرف سے از ہرز کوۃ اس کے اخراجات مدرسہ کو ادا کرنے کا مجاز ہوگا۔



## اسلام اور امن عالم ☆

۱- تشدد کا ہر عمل جس کے ذریعہ کسی فرد یا جماعت کو کسی شرف جواز کے بغیر خوف و ہراس میں مبتلا کیا جائے یا اس کی جان و مال، عزت و آبرو، وطن و دین اور عقیدے کو خطرے سے دوچار کیا جائے وہ بشت گردی ہے، خواہ یہ عمل کسی فرد کی طرف سے ہو یا جماعت و حکومت کی طرف سے۔

۲- کسی بھی حکومت و ریاست کی طرف سے ایسی تدبیریں اختیار کرنا جن سے کسی فرد اور جماعت کو اس کے باہمی حقوق سے محروم کیا جائے، یا ان کو کسی طرح کا نقصان پہنچایا جائے وہ بشت گردی میں داخل ہے۔

۳- انہ۔ کسی بھی طرح کی مافضانی کے خلاف مناسب اور مؤثر طریقہ پر آواز کا اٹھانا مظلوم کا ایک حق ہے۔

۴- مظلوم کی طرف سے ظلم کا دفاع و بشت گردی نہیں ہے۔

۵- ظلم کرنے والوں کا تعلق جس طبقہ اور گروہ سے ہو اس کا بے قصور افراد سے ظلم کا بدلہ لینا جائز نہیں ہے۔

۶- وہ بشت گردی کے سد باب کی صورت یہ ہے کہ تمام لوگوں کو مساوی طریقہ پر عدل و انصاف فراہم کیا جائے، انسانی حقوق کا مکمل احترام، جان و مال اور آبرو کا مکمل تحفظ کیا جائے، نسلی، قبا ئلی، مذہبی اور لسانی امتیازات کا لحاظ کئے بغیر تمام انسانوں کو با عزت و شرف زندگی گزارنے کا موقع دیا جائے۔

۷- کسی کی جان و مال اور عزت و آبرو پر حملے کی صورت میں اس کو ہمدردی سے مدد کرنے کا حق حاصل ہے۔

☆ چودھوی فقہی سینٹر (حیدرآباد) تارخ ۱- ۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۵ھ مطابق ۳۰- ۳۱ جون ۲۰۰۲ء